مفطرات صوم

قرآن وحدیث کی روشنی میں

روزے کے مسائل میں منافذ کی تعیین سے متعلق
جامعہ عثمانیہ پشاور کی طرف سے بھیجے گئے نوطبی شبہات کا مدلل ومفصل جواب

تألیف:

حضرت شیخ الحدیث مفتی سید نجم الحسن امروہوی دامت برکاتہم

رئیس دارالافتاء ومہتمم دارالعلوم یاسین القرآن (نارتھ کراچی)

ناشر

شعبۂ نشرواشاعت دارالعلوم یاسین القرآن

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

کتاب کا نام : مفطراتِ صوم

مؤلف : حضرت شیخ الحدیث مفتی سید نجم الحسن امروہوی دامت برکاتہم
رئیس دارالافتاء و مہتمم دارالعلوم یاسین القرآن (نارتھ کراچی)

کمپوزنگ : مفتی مقصود الحسن

سن اشاعت : 1440ھ بمطابق 2019ء

مطبع : مکتبۃ العرب 0333 - 2321684

ناشر : شعبۂ نشر و اشاعت دارالعلوم یاسین القرآن (نارتھ کراچی)
0301-2113944, 0334-3957443

اسٹاکسٹ
ادارۃ النور
021-34914569

مفطراتِ صوم

قرآن وحدیث کی روشنی میں

روزے کے مسائل میں منافذ کی تعیین سے متعلق
جامعہ عثمانیہ پشاور کی طرف سے بھیجے گئے نوطبی شبہات کا مدلل ومفصل جواب

تألیف: حضرت شیخ الحدیث مُفتی سیّد نجم الحسن امروہوی دامت برکاتہم
رئیس دارالافتاء ومہتمم دارالعُلوم یاسین القُرآن (نارتھ کراچی)

ناشر
شعبۂ نشرواشاعت دارالعُلوم یاسین القُرآن

فہرست

۱	عرض مؤلف	۹
۲	**سوالنامہ**	۱۱
۳	منفذ معتاد کی تعیین	۱۱
۴	جوفِ دماغ اور جوفِ معدہ کا تعلق اور جوفِ بطن سے مراد	۱۳
۵	کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹنے کا حکم	۱۴
۶	روزہ کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنا	۱۶
۷	روزہ کی حالت میں انہیلر (Inhaler) استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹنے کا حکم	۱۷
۸	نائزہ یا مثانہ میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹنے کا حکم	۱۹
۹	اندام نہانی میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹنا	۲۱
۱۰	مقعد میں دوا ڈالنے سے روزہ کا ٹوٹنا	۲۳
۱۱	انجکشن لگانے سے روزہ ٹوٹنا	۲۴
۱۲	**مفطرات صوم سے متعلق نوطبی شبہات کے جوابات**	۲۶
۱۳	روزے کے مفطرات اور اس سے متعلق بعض تمہیدات	۲۶
۱۴	فقہ منقول ہے معقول نہیں	۲۶
۱۵	فقہاء کرام کے مختلف نصوص کی روشنی میں بنائے گئے اصول	۲۹

۱۶	جدید تحقیق کی بناء پر آج تک کوئی فقہی مسئلہ تبدیل نہیں کیا گیا	۳۰
۱۷	چند مثالوں کے ذریعے مسئلے کی وضاحت	۳۱
۱۸	چاند کے مسئلے میں ''عمدۃ القاری'' کی عبارت	۳۳
۱۹	شریعت میں طبیب کی رائے کا درجہ، نیز طبیب شرعی حکم بیان کرنے کا اہل نہیں	۳۶
۲۰	طبیب کی رائے سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واقعہ	۳۷
۲۱	محرمات کو بطور ادویہ استعمال کرنے میں طبیب کی رائے	۴۱
۲۲	محرمات کو بطورِ ادویہ استعمال کرنے سے متعلق ''معارف القرآن'' کی عبارت	۴۳
۲۳	مفطرات صوم کے باب میں احلیل کے مسئلے کی وضاحت	۴۸
۲۴	احلیل کے مسئلے میں ''مبسوط سرخسی'' اور ''ھدایہ'' وغیرہ کی عبارات	۴۹
۲۵	''ھذا لیس من باب الفقه'' کا مطلب	۴۹
۲۶	''وھذا من باب الطب لیس من الفقه فی شئی فلم نقل به لھذا'' کی تصریح	۴۹
۲۷	مبسوط سرخسی میں موجود سمک طافی کا مسئلہ	۵۵
۲۸	مختلف نصوص کی تصریحات کی روشنی میں روزہ ٹوٹنے کا اصول	۵۸
۲۹	ادخال بفعلہ یا صلاحِ بدن مفطرِ صوم ہیں	۶۲
۳۰	علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ اصول قول فیصل ہے	۶۳
۳۱	مفطرات کے باب میں حنفیہ کے واضح اصول سے معاصرین کا صرفِ نظر	۶۷
۳۲	نفسِ دخول وصول کے قائمقام اور مفطر ہے اندرونی نظام کے ہم مکلف نہیں	۷۰
۳۳	نفسِ دخول وصول کے قائمقام ہونے پر دیگر مذاہب کے حوالے	۷۴
۳۴	احلیل کے مسئلے میں امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ کا جواب	۷۸

۳۵	علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی ''ما دخل فی الجوف إن غاب فیه فسد'' کی تصریح	۸۱
۳۶	''الی الجوف'' وغیرہ حوالوں سے استدلال کی حیثیت	۸۳
۳۷	جائفہ اور آمہ زخم میں موجود اختلاف سے بعض حضرات کا جوف کی تعیین کرنا	۸۵
۳۸	بعض معاصرین مفتیان کرام کے شبہات	۸۸
۳۹	تمام (چھ) منافذ میں ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے	۸۹
۴۰	ائمہ مذاہب کا طریقہ استدلال بھی متفق ہے	۹۰
۴۱	منافذ میں افساد صوم پر مالکیہ کی کتب کے حوالے	۹۱
۴۲	منافذ میں افساد صوم پر شافعیہ کی کتب کے حوالے	۹۸
۴۳	منافذ میں افساد صوم پر حنابلہ کی کتب کے حوالے	۱۱۰
۴۴	خلاصہ کلام	۱۱۶
۴۵	منافذ سے متعلق اکابرین علماء دیوبند کے فتاوی بھی متفق ہیں	۱۱۸
۴۶	امداد الفتاوی میں موجود کان سے متعلق تین فتاوی	۱۱۸
۴۷	بہشتی زیور میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت	۱۲۲
۴۸	امداد المفتین میں حضرت مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی	۱۲۲
۴۹	امداد الفتاوی میں فرج سے متعلق فتوی	۱۲۴
۵۰	احسن الفتاوی میں حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا کان سے متعلق فتوی	۱۲۵
۵۱	احسن الفتاوی میں حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرج سے متعلق فتوی	۱۲۷
۵۲	دیگر اردو فتاوی میں منافذ سے متعلق فتاوی	۱۲۸
۵۳	منافذ سے متعلق ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف	۱۲۹

۵۴	ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے قیاس کی علت کے مخدوش ہونے کا بیان	۱۳۸
۵۵	اکثر مدتِ حمل سے متعلق ''الفقہ الاسلامی'' کی عبارت	۱۴۱
۵۶	یہ منافذ روزے کی طرح رضاعت میں بھی معتبر ہیں	۱۴۶
۵۷	رضاعت میں شیخین رحمہما اللہ کے مذہب کی دلیل پر کان کے ذریعے اشکال	۱۵۰
۵۸	امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب پر محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کے تحفظات	۱۵۲
۵۹	رضاعت میں منافذ کے اعتبار سے مستفاد امور	۱۵۴
۶۰	فقہاء کی تعبیرات کا اختلاف	۱۵۴
۶۱	وضو کے مسائل میں بھی یہ منافذ معتبر ہیں	۱۵۹
۶۲	جنایات کے مسائل میں بھی یہ منافذ معتبر ہیں	۱۶۸
۶۳	شرب خمر کے مسائل میں بھی یہ منافذ معتبر ہیں	۱۶۹
۶۴	**منفذ، مسام، اور مخرج کا بیان**	۱۷۱
۶۵	(۱) منفذ منہ	۱۷۱
۶۶	(۲) منفذ ناک	۱۷۱
۶۷	دماغ جوف ہے	۱۷۵
۶۸	منصوص منفذ ناک کے ذریعے دیگر منافذ کا ثبوت	۱۷۷
۶۹	''الا ان تکون صائما'' سے تمام منافذ کا ثبوت	۱۸۰
۷۰	دیگر مذاہب میں ''الا ان تکون صائما'' سے تمام منافذ کا ثبوت	۱۹۰
۷۱	(۳) منفذ کان	۱۹۸
۷۲	کان میں پانی ڈالنے سے متعلق فقہاء کرام رحمہم اللہ علیہم کا اختلاف	۱۹۹
۷۳	کان میں قصداً پانی ڈالنے کے اختلاف پر قدرے تفصیلی کلام	۲۰۴
۷۴	صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے متعلق علامہ ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ کا رد	۲۰۶
۷۵	محقق رحمۃ اللہ علیہ کا چار مسائل کے ذریعے صاحبِ ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ پر رد	۲۰۸

۷۶	محقق رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں استنجاء کے مسئلے سے متعلق وضاحت	۲۱۱
۷۷	محققؒ کے صاحب ھدایہؒ پر رد سے متعلق وضاحت اور کفارے کے اصول کا بیان	۲۱۴
۷۸	فسادِ صوم کے اصول اور کفارے کے اصول میں فرق کا بیان	۲۱۶
۷۹	محقق رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں تسامح کا بیان	۲۱۷
۸۰	صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی ان کی اپنی کتاب ''کتاب التجنیس والمزید'' کی روشنی میں وضاحت	۲۱۹
۸۱	صاحبِ ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی ''کتاب التجنیس'' سے معلوم ہونے والی مراد پر اعتراضات	۲۲۱
۸۲	کان میں پانی ڈالنے سے متعلق سوال میں موجود سقم	۲۲۴
۸۳	(۴) مقعد	۲۲۵
۸۴	مقعد سے متعلق جدید طب کا اعتراض	۲۲۶
۸۵	(۵) فرج	۲۳۰
۸۶	عورت کی شرمگاہ سے متعلق طب جدید کا اعتراض	۲۳۱
۸۷	(۶) قُبُل (عورت کی پیشاب گاہ)	۲۳۲
۸۸	**مسام**	۲۳۳
۸۹	(۱) پورے جسم کے مسام	۲۳۶
۹۰	مسامات میں انجکشن وغیرہ سے متعلق جدید طب کے شبہات	۲۳۶
۹۱	انجکشن سے متعلق ایک وضاحت	۲۳۹
۹۲	(۲) آنکھ	۲۴۰
۹۳	آنکھ میں سرمہ اور دواء لگانے کا احادیث وآثار سے ثبوت	۲۴۱
۹۴	آنکھ میں سرمہ سے متعلق ''لیتقہ الصائم'' والی حدیث کا جواب	۲۴۳
۹۵	(۳) ناف	۲۴۵

۹۶	**مخرج**	۲۴۶
۹۷	(۱)احلیل (مرد کی پیشاب گاہ)	۲۴۶
۹۸	احلیل سے متعلق ضروری وضاحت	۲۴۸
۹۹	(۲)پستان	۲۵۳
۱۰۰	ایک ضروری تنبیہ	۲۵۴
۱۰۱	انہیلر	۲۵۵
۱۰۲	خلاصہ کلام	۲۵۸
۱۰۳	سوالات کے جوابات کا خلاصہ	۲۶۰

عرض مؤلف

کچھ عرصے سے ''جدید طبی تحقیقات'' کی وجہ سے فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے بتائے ہوئے روزے کے بعض مسائل پر اعتراض اٹھ رہا ہے نیز تقریباً چھ ماہ قبل ملک کے مشہور و معروف مدرسے جامعہ عثمانیہ پشاور کی طرف سے ''مفطرات صوم جدید طبی تحقیقات کی روشنی میں'' کے عنوان سے منعقد ہونے والی ایک کانفرنس سے متعلق رابطہ کیا گیا تھا اور اسی سلسلے میں انہوں نے ایک سوالنامہ بھیجا تھا جو دراصل جدید طبی تحقیق کے تناظر میں نو شبہات پر مشتمل تھا۔

نیز بعض معاصرین مفتیان کرام کی اس مسئلے سے متعلق تحریرات اور فتاوی بھی دیکھے ان میں سے بعض سے تو یہ تاثر ملتا ہے کہ مفطرات صوم کا باب قرآن وحدیث کے نصوص اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور تابعین عظام کے آثار سے خالی ہے جبکہ واقعہ یہ نہیں۔ چنانچہ جب اس مسئلہ کو منقح کرنے کیلئے قرآن وحدیث کے نصوص اور فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال کو جمع کیا گیا تو نا صرف یہ کہ یہ مسئلہ بھی پوری تحقیق کے ساتھ واضح ہو گیا اور ان شبہات کا جواب بھی مدلل انداز میں آ گیا بلکہ ان شبہات کی وجہ سے مفطرات صوم کے باب میں مسائل فقہاء کرام کو تبدیل کرنے میں جو مفاسد وخرابیاں پیدا ہونے کا قوی اندیشہ ہے ان کا ذکر بھی آ گیا۔

جامعہ عثمانیہ پشاور میں ہونے والی کانفرنس کیلئے جو تحریر ہم نے بھیجی تھی دوسرے حضرات کی تحریرات اور مقالے دیکھنے کے بعد اس میں کئی گنا اضافہ بھی ہوا نیز بعض اکابر رحمۃ اللہ علیہم سے متعلق مفطراتِ صوم کے باب میں بعض اہل علم کی طرف سے رجوع کا دعوی بھی کیا گیا۔اس سلسلے میں ان کابرین کے اجل تلامذہ سے ملاقات کر کے بالمشافہ بھی رجوع کے متعلق استفسار کیا گیا لیکن انہیں بھی اس کی خبر نہیں۔

الغرض ہماری اس تحریر میں مفطرات صوم سے متعلق قرآن وحدیث کے نصوص، فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے اقوال اور تحقیقات کا بھی ذکر آ گیا اور اکابرین رحمۃ اللہ علیہم میں سے بعض سے متعلق مفطرات صوم کے باب میں بعض مسائل سے رجوع کے دعوے کی حقیقت کو بھی بیان کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور ہمیں ائمہ اربعہ وفقہائے امت رحمۃ اللہ علیہم کے فقہی ذوق سے منسلک رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منفذ معتاد کی تعیین

سوال نمبر 1: فقہاء کرام کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی چیز معتاد منفذ (سوراخ) سے کسی روزہ دار شخص کے جوفِ دماغ یا جوفِ بطن میں داخل ہو جائے تو اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر غیر معتاد راستے سے داخل ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وما وصل إلى الجوف أو إلى الدماغ من المخارق الأصلية كالأنف والأذن والدبر بأن استعط أو احتقن أو أقطر فى أذنه فوصل إلى الجوف أو إلى الدماغ فسد صومه أما إذا وصل إلى الجوف فلا شك فيه لوجود الأكل من حيث الصورة وكذا إذا وصل إلى الدماغ لأن له منفذا إلى الجوف فكان بمنزلة زاوية من زوايا الجوف۔[1]

اسی طرح صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

ولو أقطر فى إحليله لم يفطر عند أبي حنيفة وقال أبو يوسف رحمه الله يفطر وقول محمد رحمه الله مضطرب فيه فكأنه وقع عند أبي يوسف رحمه الله أن بينه وبين الجوف منفذا ولهذا يخرج منه البول ووقع عند أبي حنيفة رحمه الله أن المثانة بينهما حائل والبول

---

[1] الکاسانی، علاء الدین، ابو بکر بن مسعود (المتوفی: ۵۸۷ھ) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ص ۹۳ ج ۲ دار الکتب العلمیۃ (۱۴۰۶ھ: ط: ثانیہ)

یترشح منه وهذا لیس من باب الفقه[1]

بلکہ کسی زخم سے اگر بدن میں سوراخ ہوجائے اور اس سے کوئی دوائی جوف میں پہنچتی ہوتو اس سے بھی بعض فقہاء کرام نے روزہ فاسد ہونے کا حکم لگایا ہے۔ ہدایہ میں ہے:

ولو داوی جائفة أو آمة بدواء فوصل إلی جوفه أو دماغه أفطر عند أبی حنیفة رحمه الله والذی یصل هو الرطب وقالا لا یفطر لعدم التیقن بالوصول لانضمام المنفذ مرة واتساعه أخری کما فی الیابس من الدواء وله أن رطوبة الدواء تلاقی رطوبة الجراحة فیزداد میلا إلی الأسفل فیصل إلی الجوف بخلاف الیابس لأنه ینشف رطوبة الجراحة فینسد فمها۔[2]

دوسری طرف جہاں منفذ معتاد موجود نہیں۔ وہاں روزہ فاسد نہ ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولو اکتحل لم یفطر لانه لیس بین العین والدماغ منفذ والدماغ منفذ والدمع یترشح کالعرق والداخل من المسام لاینافی کما لو اغتسل بالماء البارد[3]

ملاحظہ فرمائیں، ان عبارات میں جہاں روزہ فاسد ہونے کا حکم لگایا ہے وہاں اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ کسی منفذ سے جوفِ دماغ یا جوفِ بطن تک پہنچنے کی وجہ سے روزہ فاسد ہوا۔ جبکہ منفذِ معتاد سے نہ پہنچنے کی صورت میں فاسد نہیں ہوتا۔

---

[1] علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل الفرغانی المرغینانی، ابوالحسن برهان الدین (المتوفی: ۵۹۳ھ)، الهدایة فی شرح بدایة المبتدی دار احیاء التراث العربی۔ بیروت لبنان

[2] الهدایة، دار احیاء التراث العربی۔ بیروت لبنان

[3] السرخسی، محمد بن احمد بن ابی سهل شمس الائمة السرخسی (المتوفی ۴۸۳ھ) المبسوط ص ۱۲۰ ج ۱، دار المعرفة بیروت (۱۴۱۴ھ)

بہر حال ان عبارات سے اتنی بات تو وضاحت سے معلوم ہو جاتی ہے کہ منفذِ معتاد سے کسی چیز کا جوفِ بطن تک پہنچ جانا مفسدِ صوم ہے۔لیکن اب بدن میں کسی چیز کے داخل ہونے کے ممکنہ راستے تو متعدد ہیں :مثلاً منہ،ناک،کان ،آنکھ،مقعد،مرد وعورت کی پیشاب گاہ ، فرج۔۔۔وغیرہ۔اب ان میں سے کون سے منفذ معتاد شمار ہو سکتے ہیں اور کون سے نہیں؟ جدید میڈیکل کی روشنی میں معدہ تک کسی چیز کے پہنچنے کیلئے معتاد راستہ منہ اور ناک ہے جب کہ آنکھ سے بھی حلق کی طرف ایک ٹیوب ہے البتہ کان سے دماغ یا معدہ کی طرف کوئی راستہ نہیں۔

علاوہ ازیں مقعد،مرد وعورت کی پیشاب گاہ یا فرج[1] سے معدہ تک کسی چیز کے پہنچنے کا کوئی امکان نہیں۔کیا جدید میڈیکل کی روشنی میں منافذ کی تعیین پر از سرِ نو غور کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر کیا جا سکتا ہے تو پھر منافذ معتادہ کی فہرست میں کون کون سے منافذ داخل ہوں گے؟ اس پر غور کی ضرورت ہے۔

جوفِ دماغ اور جوفِ معدہ کا تعلق اور جوفِ بطن سے مراد

سوال نمبر2: فقہاء کرام نے جوفِ دماغ تک کسی چیز کے پہنچنے کو مفسدِ صوم قرار دیا ہے،اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ جوفِ دماغ سے جوفِ بطن کی طرف منفذ موجود ہے اس لئے دماغ گویا جوفِ معدہ کا ہی ایک گوشہ ہے۔علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وكذا إذا وصل إلى الدماغ لأن له منفذا إلى الجوف فكان بمنزلة زاوية من زوايا الجوف۔[2]

اور علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وفي التحقيق أن بين الجوفين منفذا أصليا فما وصل إلى جوف

---

[1] ڈاکٹر نجیب الحق،علم تشریح الابدان (باب 6,7 اور 11) پشاور میڈیکل کالج

[2] الکاسانی ،علاء الدین ،ابو بکر بن مسعود (المتوفی:۵۸۷ھ) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ص ۹۳ ج ۲ دار الکتب العلمیۃ (۱۴۰۶ھ: ط: ثانیہ)

الرأس يصل إلى جوف البطن۔

لیکن جدید میڈیکل سائنس کی روشنی میں یہ بات قطعیت سے ثابت ہے کہ دماغ سے جوفِ بطن کی طرف کوئی نالی یا راستہ نہیں۔اور ان کے درمیان کسی قسم کا ایسا منفذ نہیں ہے جس سے کوئی بھی چیز جوفِ دماغ سے جوفِ معدہ تک پہنچ سکے۔[1]

اس تحقیق کے باوجود کیا جوفِ دماغ تک کسی جامد یا مائع چیز کے پہنچ جانے سے روزہ کے فساد کا حکم لگایا جائے گا یا نہیں؟ نیز یہ تحقیق بھی ضروری ہے کہ جوف بطن سے مراد صرف معدہ ہے یا نظام انہضام کی پوری نالی ہے (حلق سے لے کر مقعد تک) اور یا پورا پیٹ مراد ہے؟

کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹنے کا حکم

سوال نمبر 3: فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق کان میں تیل یا دوائی وغیرہ ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ تیل یا دوائی بدن کی اصلاح کیلئے ڈالی جاتی ہے جس میں یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ بیماری سے متاثر ہو کر کان سے دوائی دماغ یا حلق کے ذریعے معدہ تک پہنچ جائے۔

چنانچہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وما وصل إلى الجوف أو إلى الدماغ من المخارق الأصلية كالأنف والأذن والدبر بأن استعط أو احتقن أو أقطر فى أذنه فوصل إلى الجوف أو إلى الدماغ فسد صومه[2]

اسی طرح صاحب ہدایہ علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومن احتقن او استعط او اقطر فى اذنه افطر لقوله ﷺ الفطر مما دخل ،ولوجود معنى الفطر وهو وصول مافيه صلاح البدن الى

---

[1] ڈاکٹر نجیب الحق، علم تشریح الابدان ص,158 پشاور میڈیکل کالج

[2] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع کتاب الصوم فصل ارکان الصوم ج ۲ ص ۶۰۲ دار الکتب العلمیہ

الجوف[1]

اسی طرح علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولو اقطر فی اذنه الماء او دخله لا یفسد صومه لانعدام المعنی والصورة بخلاف ما اذا دخله الدهن[2]

علاوہ ازیں اکثر فقہاء کرام نے اس احتمال کی بناء پر تیل یا دوائی ڈالنے کو مفسد قرار دیا ہے۔

لیکن جدید طبی تحقیقات کی روشنی میں کان سے دماغ یا معدہ کی طرف کوئی منفذ نہیں جس کی وجہ سے دماغ یا معدہ تک دوائی پہنچنے کا احتمال ہو الا یہ کہ کان کا پردہ پھٹ چکا ہو تو پھر حلق میں جانے کا احتمال ہے۔[3]

اگر فقہاء کرام کی عبارات کو مدنظر رکھا جائے تو کان میں دوائی ڈالنے کو انہوں نے اس لئے مفسد قرار دیا ہے کہ دوائی دماغ یا معدہ تک پہنچنے کا احتمال ہے اور یہی علت فساد صوم کیلئے، کیونکہ پانی ڈالنے کی صورت میں چونکہ یہ علت موجود نہیں اس لئے اس صورت میں فاسد نہ ہونے کو راجح قرار دیا ہے۔

لیکن جدید طبی تحقیق سے بیماری کی حالت میں بھی اس علت کی نفی ہو رہی ہے کہ جب تک پردہ سالم ہو تو دماغ یا معدہ تک دوائی پہنچنے کا کوئی احتمال نہیں ہوتا، البتہ اگر پردہ پھٹ چکا ہو تو ایسی صورت میں کان میں ڈالی گئی دوا حلق تک پہنچنے کا احتمال ہے لہذا اس صورت حال کو سامنے رکھ کر کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ فاسد ہونے کا حکم عمومی ہوگا یا کسی خاص حالت کے ساتھ مقید ہوگا؟ اگر کان کا پردہ پھٹا ہو تو مفسد صوم ہوگا اور اگر سالم ہو تو دوا ڈالنا مفسد صوم نہیں ہوگا؟

---

[1] الھدایہ، کتاب الصوم ج ۱ ص ۱۳۵

[2] فتح القدیر، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ ج ۲ ص ۲۶۶

[3] ڈاکٹر نجیب الحق، علم تشریح الابدان (باب 6) پشاور میڈیکل کالج

روزہ کی حالت میں آنکھ میں دواڈالنا

سوال نمبر 4: فقہاء احناف کے اقوال کے مطابق آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولو اكتحل الصائم لم يفسد وإن وجد طعمه في حلقه عند عامة العلماء .... ولنا ما روى عن عبد الله بن مسعود أنه قال خرج علينا رسول الله في رمضان وعيناه مملوأتان كحلا كحلتهما أم سلمة ولأنه لا منفذ من العين إلى الجوف ولا إلى الدماغ وما وجد من طعمه فذاك أثره لا عينه وأنه لا يفسد كالغبار والدخان[1]

اس عبارت میں علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر نقلی دلیل پیش کی ہے کہ آنکھ میں سرمہ ڈالنا حدیث سے ثابت ہے اور عقلی دلیل یہ پیش کی ہے کہ آنکھ کی طرف سے جوف اور دماغ کی طرف راستہ نہیں جبکہ جدید طبی تحقیق کے مطابق آنکھ کی طرف سے ناک میں راستہ کھلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرمہ یا دوا کا اثر حلق میں محسوس کیا جاتا ہے پھر اس کے ساتھ اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ ناک اور حلق سے نیچے معدے میں چلا جائے۔ علم تشریح الابدان میں ہے:

آنکھ اور ناک کے مابین ایک نالی (Nasolacrimal duct) ہوتی ہے جس کی لمبائی پچیس سے تیس (25 تا 30) ملی میٹر ہوتی ہے اور اس کا قطر ایک سے دو ملی میٹر ہوتا ہے۔ یہ آنکھ میں اندرونی کنارے (ناک کی جانب والے) سے شروع ہوتی ہے اور اس کا دوسرا سرا ناک میں کھلتا ہے اس سے آنکھ میں بننے والی رطوبتیں اور آنسو ناک میں داخل ہوتے رہتے ہیں آنکھ میں کوئی دوا ڈالی جائے تو وہ اسی نالی کے ذریعے فوراً ناک اور پھر ناک سے حلق میں پہنچ

---

[1] بدائع الصنائع 244/2

جاتی ہے۔اس نالی کو عربی میں ''القناۃ الانفیہ الدمعیۃ'' کہتے ہیں۔ہم اسے آسانی کیلئے آنسو کی نالی کہہ سکتے ہیں۔[1]

اس تحقیق کے مطابق آنکھ میں ڈالی جانے والی دوائی حلق اور معدے میں پہنچ سکتی ہے اس تحقیق کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں صائم کو سرمہ ڈالنے سے منع کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے:

عَنِ النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ أَمَرَ بِالإِثْمِدِ الْمُرَوَّحِ عِنْدَ النَّوْمِ وَقَالَ لِيَتَّقِهِ الصَّائِمُ [2]

فقہاء احناف کی بیان کردہ عقلی دلیل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تحقیق کے مطابق آنکھ سے ناک یا حلق کی طرف کوئی منفذ نہیں تھا اس لئے انہوں نے اس حدیث کو ترجیح دی جس کی بناء پر روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن چونکہ اب جدید طبی تحقیق سے معلوم ہوا کہ منفذ موجود ہے اس لئے کیا فقہاء کرام کا وہی عدمِ فساد والا قول قابلِ عمل رہے گا؟ یا پھر نہی والی حدیث کو ترجیح دے کر حکم میں تبدیلی واقع ہوسکتی ہے؟

روزہ کی حالت میں انہیلر (Inhaler) استعمال کرنے سے روزہ ٹوٹنے کا حکم

سوال نمبر 5: دمہ (Asthma) کا مریض انہیلر کے ساتھ پھیپڑوں تک سانس کی نالی (Respiratory track) کے ذریعے دوا پہنچاتا ہے پھیپڑوں تک دوا کھینچنے کے اس عمل کے دوران بہت معمولی مقدار میں دوا حلق میں چپک جاتی ہے جس کا تھوک (لعاب دہن) نگلنے کے ساتھ معدے تک پہنچنے کا قوی امکان ہوتا ہے ایک لحاظ سے اس کو سگریٹ یا حقے کے اس دھوئیں کے مشابہ کہا جا سکتا ہے جسے قصداً پھیپڑوں میں داخل کیا جاتا ہے اور اس میں سے کچھ حلق میں رہ جاتا ہے جو خوراک کی نالی میں داخل ہو کر معدے میں پہنچ سکتا ہے۔ایسے

---

[1] تشریح الابدان:194

[2] سنن ابی داؤد باب فی الکحل عند النوم للصائم ح:2377-302/2

دھوئیں کو فقہاء کرام نے مفطر قرار دیا ہے چنانچہ علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولو ادخل حلقه الدخان باىّ صورة كان الادخال حتى لو تبخر بخور فآواه الى نفسه واشتمه ذاكر الصومه افطر لامكان التحرز عنه[1]

یہ دوا بدن کیلئے مفید اور موثر بھی ہے اور قصداً داخل کی جاتی ہے اس لئے مفطر ہونا چاہیئے لیکن دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو طبی تحقیق کے مطابق اس دوا کی جو مقدار معدے تک پہنچنے کا امکان ہوتا ہے وہ انتہائی کم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاصر علمائے کرام میں سے شیخ عبد العزیز بن باز، یوسف القرضاوی اور اسی طرح سعودی عرب کی ''اللجنۃ الدائمۃ للافتاء'' نے اسے منہ میں مضمضہ کے باقی ماندہ پانی، یا خوشبو سونگھنے پر قیاس کر کے غیر مفطر قرار دیا ہے۔

ایک اور قابل غور نکتہ یہ بھی ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ دو چار قطرے آنسو یا چہرے کا پسینہ یا کلی کے بعد پانی کی نمی میں سے کوئی بھی چیز لعاب کے ساتھ شامل ہونے اور ان کے نگلنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا[2]۔ یہی صورت مجبوری میں بھی ہے جیسے بدخو شوہر کی وجہ سے بیوی کا سالن میں نمک کے چکھنے سے روزے کے فاسد نہ ہونے پر فتوی ہے[3]۔

دمہ کے دائمی مرض میں عام طور پر مریض کو مسلسل سانس کی شکایت رہتی ہے اور اس بات کا امکان کم ہی ہوتا ہے کہ مریض مکمل صحت مند حالت میں واپس لوٹ کر بغیر دوائی کے روزے رکھ سکے یا قضاء روزے پورے کرے۔

پس ایسی صورتحال میں کیا درجہ بالا مثالوں میں ضرورت کی بنیاد پر دی گئی رخصت کی تطبیق کر کے مریضوں کیلئے انہیلر کے استعمال کو غیر مفسد صوم قرار دیا جا سکتا ہے؟ یا پھر خوشبو اور مضمضہ کی طرح غیر مفسد قرار دیا جا سکتا ہے اور یا اسے بالاختیار دھواں نگلنے کی طرح مفسد قرار دینا

---

[1] ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار 395/2

[2] بدائع الصنائع ج ۴ ص ۱۹۸، کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء دون الکفارۃ

[3] ردالمحتار حاشیہ ابن عابدین ج ۲ ص ۴۱۴ کتاب الصوم باب مایفسد الصوم

ہی راجح ہے؟

نائزہ یا مثانہ میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹنے کا حکم

سوال نمبر 6: اگر نائزہ (پیشاب کی نالی) میں دوائی یا تیل وغیرہ ڈالا جائے اور اندر جسم میں چلا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی رائے واضح نہیں انہوں نے توقف اختیار کیا ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

ولو أقطر فی إحلیله لم یفطر عند أبی حنیفة وقال أبو یوسف رحمه الله یفطر وقول محمد رحمه الله مضطرب فیه فکأنه وقع عند أبی یوسف رحمه الله أن بینه وبین الجوف منفذا ولهذا یخرج منه البول ووقع عند أبی حنیفة رحمه الله أن المثانة بینهما حائل والبول یترشح منه وهذا لیس من باب الفقه[1]

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فأما الإقطار فی الإحلیل لا یفطره عند أبی حنیفة ومحمد رحمهما الله تعالی ویفطره عند أبی یوسف وحکی بن سماعة عن محمد رحمهما الله تعالی أنه توقف فیه وروی الحسن عن أبی حنیفة رحمهما الله تعالی أنه إذا صب الدهن فی إحلیله فوصل إلی مثانته فسد صومه وهذا الاختلاف قریب فقد وقع عند أبی یوسف رحمه الله تعالی أن من المثانة إلی الجوف منفذ حتی لا تقدر المرأة علی استمساك البول والأمر علی ما قالا فإن أهل الطب یقولون البول یخرج رشحا

---

[1] الھدایہ، کتاب الصوم باب مایوجب القضاء والکفارۃ: 125/1

وما يخرج رشحا لا يعود رشحا وبعضهم يقول هناك منفذ على صورة حرف الخاء فيخرج منه البول ولا يتصور أن يعود فيه شيء مما يصب في الإحليل[1]

اگر فقہائے کرام کی ان عبارات میں غور کیا جائے تو اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف اس بنیاد پر مبنی ہے کہ کیا مثانے سے پیٹ کی طرف کوئی منفذ (راستہ) ہے یا نہیں؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے قائل نہیں اس لئے انہوں نے عدم فساد کو ترجیح دے دی جبکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ منفذ کے قائل ہیں اس لئے انہوں نے فسادِ صوم کا حکم لگایا چنانچہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اہل الطب کی تحقیق کا سہارا لیتے ہوئے عضو تناسل سے دوائی وغیرہ جوف کی طرف داخل نہ ہونے کو ترجیح دی ہے۔

اگر موجودہ دور کی جدید طبی تحقیقات کو مدنظر رکھا جائے تو مثانے اور معدے کے درمیان کافی فاصلہ ہوتا ہے اور دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ جوف بطن کے اندر الگ الگ خانوں میں واقع ہوتے ہیں مثانے کی دیواریں واٹر پروف ہوتی ہیں اور یہ خاص قسم کے پٹھوں سے بنی ہوتی ہیں جس سے پانی (پیشاب) نائزہ کے ذریعے بدن سے خارج تو ہوسکتا ہے لیکن کسی بھی صورت میں ایک قطرہ بھی پیٹ یا معدے میں نہ داخل ہوسکتا ہے نہ کسی اور صورت میں نفوذ کرسکتا ہے پانی کے نفوذ کے خلاف اس میں مکمل اور انتہائی موثر استعداد ہوتی ہے یہی صورت مثانے میں باہر سے دوا داخل کرنے یا ڈالنے کی بھی ہے کیونکہ مثانے اور معدے کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہے[2]۔

چونکہ فقہاء کرام کا اختلاف اس نکتہ پر مبنی ہے کہ دوائی نائزہ کے ذریعے معدہ میں داخل ہوتی ہے یا نہیں؟ جبکہ جدید طبی تحقیق کی روشنی میں کوئی راستہ نہیں ہے لہذا اس صورت حال

---

[1] مبسوط للسرخسی 67,66/3

[2] تشریح الابدان: ص148

میں روزہ ٹوٹنے کا احتمال ہے یا نہیں؟

اندام نہانی میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹنا

سوال نمبر 7: فقہاء کی تصریحات کے مطابق کسی عورت کے اندام نہانی میں دوا ڈالنے سے روزہ کا ٹوٹنا اتفاقی ہے البتہ مرد کے آلہ تناسل میں کسی ذریعہ سے دوا ڈالنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مفطر نہیں لیکن صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اگر یہ دوا مثانہ تک پہنچے تو اس سے روزہ ٹوٹ جانا یقینی ہے۔ اسی طرح پہلی صورت میں اندام نہانی کے معائنہ کے وقت کوئی آلہ یا انگلی داخل کی جائے جس پر کوئی دوا لگی ہو یا رحم میں دوا ڈالی جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں۔

وأما الإقطار فی الإحليل فلا يفسد فی قول أبی حنيفة وعندهما يفسد قيل إن الاختلاف بينهم بناء على أمر خفی وهو كيفية خروج البول من الإحليل فعندهما أن خروجه منه لأن له منفذا فإذا قطر فيه يصل إلى الجوف كالإقطار فی الأذن وعند أبی حنيفة أن خروج البول منه من طريق الترشح كترشح الماء من الخزف الجديد فلا يصل بالإقطار فيه إلى الجوف والظاهر أن البول يخرج منه خروج الشیء من منفذه كما قالا وروى الحسن عن أبی حنيفة مثل قولهما وعلى هذه الرواية اعتمد أستاذی رحمه الله وذكر القاضی فی شرحه مختصر الطحاوی وقول محمد مع أبی حنيفة وأما الإقطار فی قبل المرأة فقد قال مشايخنا أنه يفسد صومها بالإجماع لأن لمثانتها منفذا فيصل إلى الجوف كالإقطار فی الأذن[1]

ایسا ہی عالم بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۶۸ھ) فرماتے ہیں:

---

[1] بدائع الصنائع: ج2 ص93 دار الکتب العلمیہ

واما اذا کان فی القضیب لایفسد وفی الخانیة بالاتفاق وروی الحسن بن زیاد عن ابی حنیفة ان القضیب فی الاحلیل بمنزلة الحقنة یفسد الصوم اذا وصل الی الجوف وتکلم المشائخ فی الاقطارفی اقبال النساء منهم من قال :هی علی الاختلاف ومنهم من قال یفسد الصوم بلا خلاف کالحقنة وهو الصحیح[1]

فقہاء کی تصریحات کی روشنی میں مرد کے عضو تناسل یا عورت کے اندام نہانی میں دوا ڈالنے سے روزہ اس لئے ٹوٹتا ہے کہ دوا پیٹ میں چلی جاتی ہے جو مفطر صوم ہے لیکن جدید طبی تحقیقات کی روشنی میں مثانہ اور معدہ کے درمیان کافی فاصلہ ہوتا ہے اور دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہوتا مثانہ کی دیواریں واٹر پروف ہوتی ہیں اور یہ خاص قسم کی پٹھوں سے بنی ہوتی ہیں جس سے پانی (پیشاب) نائزہ کے ذریعے بدن سے خارج تو ہوسکتا ہے لیکن کسی بھی صورت میں ایک قطرہ بھی پیٹ یا معدے میں نہ داخل ہوسکتا ہے نہ ہی کسی اور صورت میں نفوذ کرسکتا ہے۔ پانی کے نفوذ کو روکنے کیلئے اس میں مکمل اور انتہائی موثر استعداد ہوتی ہے یہی صورت مثانے میں باہر سے دوا داخل کرنے/ ڈالنے کی بھی ہے کیونکہ مثانے اور معدے کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہے ایسے ہی اندام نہانی کا بھی پیٹ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں البتہ رحم کے دونوں طرف ایک ایک نالی (نفیر) ہوتی ہے جس کا ایک سرا رحم اور دوسرا سرا شکم میں نکلتا ہے یہ نالیاں عام طور پر بند ہوتی ہیں کوئی گیس یا مائع چیز ان میں سے ہوتے ہوئے پیٹ کے اندر نہیں پہنچ سکتی البتہ جب مشین کے ذریعے اندر موجود مائع گیس کو زور سے دھکیلا جائے تو وہ اس میں داخل ہوکر جوف شکم میں پہنچ سکتی ہے لیکن یہ بات قطعی ہے کہ جوف شکم سے یہ چیز کسی صورت میں جوف معدہ میں داخل نہیں ہوسکتی اور نہ ہی یہ نظام انہضام کے کسی اور حصے میں پہنچ سکتی ہے[2]۔

---

[1] الفتاوی التاتارخانیہ ج2 ص365 ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی

[2] تفصیل کیلئے دیکھئے تشریح الابدان ص140 تا152

کیا طب کی جدید تحقیق کی روشنی میں جہاں اندام نہانی ،رحم اور مثانہ سے معدہ کی طرف دوا پہنچنے کا بالکل کوئی احتمال نہ ہوتو کیا اس کے باوجود روزہ ٹوٹے گا یا کوئی دوسری صورت ممکن ہے؟

مقعد میں دواڈالنے سے روزہ کا ٹوٹنا

سوال نمبر 8: فقہاء کرام کی تصریحات کی روشنی میں اگر مقعد میں کوئی دواڈالی جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا ایسے ہی اگر استنجاء کرتے وقت مبالغہ سے کام لیا جائے جس سے پانی اندر چلا جائے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا چنانچہ علاء الدین کاسانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

وما وصل إلى الجوف أو إلى الدماغ من المخارق الأصلية كالأنف والأذن والدبر بأن استعط أو احتقن أو أقطر فى أذنه فوصل إلى الجوف أو إلى الدماغ فسد صومه[1]

ایسا ہی ''الفتاوی التاتارخانیہ'' میں ہے:

واذا استنجى وبالغ حتى وصل الماء الى موضع الحقنة يفسد صومه من غير كفارة عليه[2]

فقہاء کرام کی ان تصریحات کی روشنی میں یہ کہنا بے جانہیں کہ روزہ کی حالت میں اگر

---

[1] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: ایچ، ایم، سعید کمپنی کراچی ۱۴۰۰ھ ج ۲ / ۹۳ ھکذا فی الھدایۃ الی البدایۃ: کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ: ج ۱ / ۲۳۴، ۲۳۵ مکتبہ رحمانیہ، کذا فی الفتاوی البزازیۃ: ج ۱ / ۲۸: کتاب الصوم، الفصل الثالث فیمایفسدہ ومالایفسدہ، دارالفکر بیروت

[2] عالم بن العلاء الانصاری: (۷۸۴ھ) فتاوی التاتار خانیہ، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی: ۱۹۹۰، م ۱۴۱۱ھج ۲ / ۳۴۵ ھکذا فی الدر المختار مع ردالمحتار: کتاب الصوم باب مایفسد الصوم وما لایفسد: ج ۳ / ۳۴۹ دارالکتب بیروت۔ وکذا الفتاوی البزازیۃ: ج ۱ / ۲۸: کتاب الصوم، الفصل الثالث فیمایفسدہ وما لایفسدہ دارالفکر بیروت

کسی بیمار کے مقعد میں تکلیف کے ازالہ کیلئے کوئی دوا ڈالی جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ مقعد میں دوا رکھنے سے یہ دوا معدہ میں چلی جاتی ہے جس سے روزہ ٹوٹ جانا یقینی ہے لیکن جدید طبی تحقیقات کی روشنی میں معدہ ہموار پٹھوں سے بنا ہوا نظام انہضام کا وہ حصہ ہے جس میں مری کھلتی ہے معدہ چھوٹی آنت میں کھلتا ہے جس کی لمبائی اکیس فٹ کے قریب ہوتی ہے اس کا آخری حصہ بڑی آنت میں کھلتا ہے جو بالآخر مقعد میں کھل کر فضلہ باہر نکال دیتی ہے۔ معدہ ایک لچکدار جھلی (peritoneum) میں لپٹا ہوا ہوتا ہے اور پیٹ کے بالائی حصہ میں واقع ہوتا ہے معدہ کا اندرونی خالی حصہ جوف معدہ کہلاتا ہے یعنی جوف معدہ اور پیٹ (جوف شکم) دو الگ الگ عضو ہیں اور طبی طور پر ہم معنی نہیں ہیں اور اگر کوئی چیز جوف شکم تک پہنچ بھی جائے تو اس کا جوف معدہ تک پہنچنے کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ ایک صحتمند انسان میں معدے اور آنتوں میں پھیلنے اور سکڑنے کی اوپر سے نیچے کی طرف یک طرفہ حرکت (peristalsis) ہوتی ہے جو اس کے اندر موجود مواد کو صرف نیچے کی طرف دھکیلتی ہے جو مواد ایک مرتبہ چھوٹی آنت (ILEUM) یا بڑی آنت (COLON) میں داخل ہو جائے تو اس کا کوئی امکان نہیں ہوتا کہ وہ واپس ہو کر معدے میں داخل ہو جائے اسی طرح اگر کوئی چیز مقعد میں داخل کیا جائے تو اس کا کوئی امکان نہیں کہ وہ معدے میں پہنچ جائے[1] ظاہر ہے کہ فقہاء کی تحقیق اس نکتہ پر مبنی ہے کہ مقعد میں دوا ڈالنے پر دوا معدہ میں پہنچ جانے کی وجہ سے روزہ ٹوٹنے کا ذریعہ ہے لیکن جدید طبی تحقیق میں مقعد سے معدہ میں دوا داخل ہونے کا کوئی راستہ نہیں پایا جاتا۔ کیا اس جدید تحقیق کی روشنی میں روزہ متاثر ہونے کا کوئی امکان ہے یا نہیں؟

انجکشن لگانے سے روزہ ٹوٹنا

سوال نمبر 9: فقہاء کرام نے یہ بات وضاحت سے لکھی ہے کہ جب کسی غیر معتاد

---

[1] تفصیل کیلئے دیکھئے تشریح الابدان: ص 130 تا 134

منفذ سے بدن کے اندر کوئی چیز سرایت کر جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا چنانچہ اگر غسل کیا جائے اور جلد کے مسامات میں پانی سرایت کرے یا تیل لگا کر مالش کیا جائے اور بالوں کی جڑوں میں تیل سرایت کرے تو اس سے بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹتا۔ چنانچہ صاحب ہدیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولو ادهن لم يفطر لعدم المنافي وكذا إذا احتجم لهذا ولما رويناولو اكتحل لم يفطر لأنه ليس بين العين والدماغ منفذ والدمع يترشح كالعرق والداخل من المسام لا ينافي كما لو اغتسل بالماء البارد[1]

اس سے معلوم ہوا کہ غیر معتاد راستے سے اگر بدن میں کوئی چیز سرایت کرے تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ انجکشن یا ڈرپ کے ذریعے جو دوا بدن میں جلد، رگوں یا پٹھوں کے ذریعے پہنچائی جاتی ہے وہ غیر معتاد راستے سے بدن میں داخل ہوتی ہے اور جدید تحقیق کے مطابق یہ دوا کسی بھی صورت میں معدہ تک نہیں پہنچتی بلکہ خون میں شامل ہو کر اثر انداز ہوتی ہے[2] گو کہ یہ دوا معدہ تک نہیں پہنچتی لیکن بعض انجکشن یا ڈرپ میں پوری غذائیت ہوتی ہے اس لئے وہ خوراک کے نعم البدل ہوتے ہیں اور کھانے پینے سے انسان کو مستغنی کر دیتے ہیں۔ چنانچہ بعض مریضوں کو کئی کئی دنوں یا ہفتوں تک اسی کے ذریعے سے غذا پہنچائی جاتی ہے اس بنا پر سوال یہ ہے کہ غذائیت کے حامل انجکشن یا ڈرپ سے داخل ہونے والی دوا/غذا گو کہ معدہ تک نہیں پہنچتی کیا یہ معنیً اور حکماً اکل وشرب کے حکم میں داخل ہو کر مفسد صوم ہوگی یا نہیں؟ ایسا ہی رگ، جلد اور پٹھوں میں لگائے جانے والے انجکشن کے حکم میں کوئی فرق ہو سکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] الھدایہ ص 120 ج 1 دار احیاء التراث بیروت لبنان

[2] ڈاکٹر نجیب الحق، علم تشریح الابدان (باب 6) پشاور میڈیکل کالج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم !اما بعد

مفطراتِ صوم سے متعلق آپ کا سوالنامہ موصول ہوا۔آنجناب نے جس مسئلے میں تحقیق کا ارادہ کیا ہے وہ حقیقتاً تحقیق طلب ہے کیونکہ جدید طبی تحقیقات کی روشنی میں بعض حضرات کو یہ شبہات ہوئے ہیں کہ مفطراتِ صوم کا باب بالکل قرآن وحدیث کے نصوص اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین عظام رحمہم اللہ کے آثار سے خالی ہے، جبکہ واقعہ یہ نہیں۔ چنانچہ اس مسئلے کو منقح کرنے کی ضرورت تھی۔آپ نے بندے کو بھی اس لائق سمجھا یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے۔مسئلہ ھذا سے متعلق جو کچھ بندے کی نظر ہے وہ سپردِ قلم کردی ہے۔

روزے کے مفطرات اور اس سے متعلق بعض تمہیدات

روزہ دین اسلام کا ایک بنیادی ستون اور فریضہ ہے ،قرآن پاک اور مشہور احادیث سے اس کی مشروعیت ثابت ہے روزے کے مختلف نوعیت سے متعلق احکام کتب فقہ میں "کتاب الصوم" کے ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں ان ہی میں سے ایک باب "باب مایفسد الصوم وما لایفسدہ" کے عنوان سے ہوتا ہے جس میں روزے کے مفسدات پر بحث کی جاتی ہے۔

فقہ منقول ہے معقول نہیں

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ فقہ کا پورا مدار نص پر ہوتا ہے عقل کے ذریعے کوئی حکم شریعت میں ثابت نہیں ہوتا فقہ منقول ہے معقول نہیں، فقہ کا ہر ہر حکم کسی نہ کسی نص کی طرف

منسوب ہے بلکہ بہت سے مقامات ایسے ہیں جہاں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اگر یہاں یہ نص نہ ہوتا تو عقل کچھ اور کہتی ہے مثلاً بھول کر روزے کی حالت میں کھا لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس سے متعلق امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے:

"حتى قال أبو حنيفة لولا قول الناس لقلت يقضي أي لولا قول الناس ان أبا حنيفة خالف الأمر لقلت يقضي لكنا تركنا القياس بالنص وهو ما روي عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنه قال من نسي وهو صائم فأكل أو شرب فليتم صومه فإن الله عز وجل أطعمه وسقاه---وروي عن أبي حنيفة أنه قال لا قضاء على الناسي للأثر المروي عن النبي والقياس أن يقضي ذلك ولكن اتباع الأثر أولى إذا كان صحيحا"

(بدائع الصنائع ۲/۹۰)

ترجمہ: یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر لوگ بات نہ کرتے تو میں ضرور یہ کہتا کہ (بھول کر کھانے پینے والا شخص) روزہ قضاء کرے یعنی اگر لوگوں کی یہ بات نہ ہوتی کہ ابوحنیفہ نے امر (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مخالفت کی تو میں ضرور یہ کہتا کہ یہ شخص قضاء کرے لیکن ہم نے نص کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا اور وہ نص حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص بھول گیا درآنحالیکہ وہ روزہ سے ہو پس اس نے کھالیا یا پی لیا تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ بھولنے والے پر قضاء نہیں اس اثر کی وجہ سے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے اور قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ وہ قضاء کرے لیکن اثر کی اتباع جبکہ وہ اثر صحیح ہو اولیٰ ہے۔

دیکھیں یہاں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کتنے واضح انداز میں فرمایا ہے کہ اصل نص ہے ورنہ بھولے سے کھانے والے کا روزہ عقلاً ٹوٹ جانا چاہیئے۔اسی طرح نماز میں قہقہہ لگانے سے وضوء اور نماز فاسد ہوجاتی ہے جبکہ عقلاً یہاں کوئی ناقض نہیں جو خارج ہورہا ہو لیکن چونکہ نص وارد ہو چکا ہے، لہذا نماز کے دوران قہقہہ لگانے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

"قلت أرأيت رجلا تبسم في صلاته ولم يقهقه هل ينقض ذلك الوضوء قال لا قلت فإن قهقه قال هذا ينقض الوضوء وعليه أن يستقبل الوضوء والصلاة قلت لم قال للأثر الذي جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم"

(كتاب الاصل ۱/۵۹)

ترجمہ: میں نے کہا آپ کی کیا رائے ہے ایک شخص نماز میں مسکرایا اور اس نے قہقہہ نہیں لگایا کیا اس کا وضو ٹوٹا؟ انہوں نے فرمایا نہیں، میں نے کہا اگر قہقہہ لگائے؟ فرمایا یہ اس کے وضو کو توڑ دے گا، اس پر لازم ہے کہ دوبارہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے میں نے کہا کیوں؟ فرمایا اس اثر کی وجہ سے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔

نیز بدائع میں ہے:

"لم يوجد الحدث ولا سبب وجوده مسلم لكن هذا حكم عرف بخلاف القياس بالنص والنص ورد بانتقاض الوضوء بالقهقهة في صلاة مستتمة الأركان فبقي ماوراء ذلك على أصل القياس"

(بدائع الصنائع ۱/۱۳۷)

ترجمہ: نہ حدث پایا گیا اور نہ اس کے وجود کا سبب مسلم ہے لیکن یہ حکم خلاف

قِیاس نص کی وجہ سے معلوم ہوا ہے اور نص وارد ہوا ہے کامل نماز میں قہقہہ لگانے سے وضوٹوٹنے کا، پس اس کے علاوہ اور صورتیں اصل قیاس پر رہیں گی۔

اسی طرح کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جہاں عقل کا تقاضہ کچھ اور ہوتا ہے لیکن نص وارد ہوجانے کی وجہ سے فقہاء نص کے مطابق مسئلہ بیان کرتے ہیں۔

فقہاء کرام کے مختلف نصوص کی روشنی میں بنائے گئے اصول

فقہ میں بیشتر مقامات پر یہ مرحلہ بھی پیش آتا ہے کہ مختلف نصوص کی بناء پر ایک مسلّمہ اصول بنایا جاتا ہے جو عام فہم اور ہر ایک کے لیے قابل عمل ہوتا ہے پھر اس کے مقابلے میں اگر کوئی نص یا جزئیہ وارد ہوجائے تو اس نص یا جزئیہ میں تاویل کی جاتی ہے یہ تاویل اسی بناء پر کی جاتی ہے کہ دوسری طرف مسلّمہ اصول موجود ہوتے ہیں، اس کی واضح مثال مصرّاۃ کا مسئلہ ہے حدیث مصرّاۃ چونکہ مختلف نصوص سے مستنبط شدہ اصول (ضمان مثل کی آتی ہے) کے مخالف وارد ہوا ہے لہذا فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے حدیث مصرّاۃ میں تاویل کی ہے حدیث مصرّاۃ یہ ہے:

"قال أبو هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم لا تصروا الإبل والغنم فمن ابتاعها بعد فإنه بخير النظرين بعد أن يحتلبها إن شاء أمسك وإن شاء ردها وصاعا من تمر" (بخاری ۱/۲۸۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے اونٹنیوں اور بکریوں کے تھنوں میں دودھ نہ چھوڑو، پس جو اسے خرید لے تو اسے دودھ دوہنے کے بعد دو میں سے ایک اختیار ہے چاہے تو اسے رکھ لے

اور چاہے تو اسے لوٹا دے اور ایک صاع کھجور بھی ساتھ دے دے۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں چونکہ بائع نے بکری کا دودھ ایک عرصہ تک نہیں دھویا اور مشتری یہ سمجھا ہے کہ بکری زیادہ دودھ والی ہے اور اس نے اس خیال سے خرید لی ہے تو اس حدیث میں یہ حکم بیان ہے کہ خریدار وہ چیز لوٹا دے اور جو دودھ دھویا ہے اس کے بدلے ایک صاع کھجور دے دے، چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ وجوہ سے اس حدیث کا مختلف اصول کے مخالف ہونا بتایا ہے وہ اصول جو کہ مختلف نصوص سے مستنبط ہیں جس میں سے سب سے پہلی وجہ یہ ہی ہے کہ دودھ کا کم یا زیادہ ہونا شرعاً عیب نہیں، لہذا یہ حدیث اس اصول کے خلاف ہے اس میں بغیر عیب کے چیز رد ہو رہی ہے۔[1]

فقہ میں اصل یہی ہے کہ ہر مسئلہ منصوص ہوتا ہے چاہے وہ نص ہمیں معلوم ہو یا نہ ہو ہمیں یقین ہے کہ ہمارے امامِ مذہب نے وہ مسئلہ کسی نص سے ہی مستنبط کیا ہوگا۔

جدید تحقیق کی بناء پر آج تک کوئی فقہی مسئلہ تبدیل نہیں کیا گیا

اسلام کی چودہ سو سال سے زیادہ تاریخ میں ایسا کوئی واقعہ نہیں کہ جدید تحقیقات کی بناء پر مسئلہ ہی تبدیل کر دیا گیا ہو، شریعت کسی بھی موقع پر جدید تحقیق کی محتاج نہیں شریعت وفقہ اٹل ہیں یہ تبدیل نہیں ہوتے جدید تحقیقات کسی بھی وقت تبدیل ہو سکتی ہیں۔

---

[1] وأقوى الوجوه فى ترك العمل بها مخالفتها للأصول من ثمانية أوجه أحدها أنه أوجب الرد من غير عيب ولا شرط الثانى أنه قدر الخيار بثلاثة أيام وإنما يتقيد بالثلاث خيار الشرط الثالث أنه أوجب الرد بعد ذهاب جزء من المبيع الرابع أنه أوجب البدل مع قيام المبدل الخامس أنه قدره بالتمر أو بالطعام والمتلفات إنما تضمن بأمثالها أو قيمتها بالنقد السادس أن اللبن من ذوات الأمثال فجعل ضمانه فى هذا الخبر بالقيمة السابع أنه يؤدى إلى الربا فيما إذا باعها بصاع تمر الثامن أنه يؤدى إلى الجمع بين العوض والمعوض الخ۔ (عمدة القاری ۱۱/ ۲۷۳)

یہاں یہ بات واضح رہے کہ ہمارا مقصود جدید تحقیق کی تنقیص وتحقیر قطعاً نہیں وہ اپنی جگہ اہم ہوں گی لیکن شریعت کسی بھی موقع پر اپنے کسی مسئلہ کا مدار جدید تحقیق پر نہیں رکھتی مبادا کسی علاقے والے جدید تحقیق سے نابلد ہونے کی بناء پر مسئلہ پر عمل ہی نہ کرسکیں، لہذا شریعت نے ہر مسئلہ سہل اور عام فہم بنایا ہے کہ اسے جاہل سے جاہل آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے اور عمل کرسکتا ہے۔

چند مثالوں کے ذریعے مسئلے کی وضاحت

جیسا کہ اسقاط حمل کا مسئلہ ہے حمل چار ماہ کا ہونے سے قبل بوجہ عذر گرایا جا سکتا ہے[1] اس شرعاً متعین مدت کے بعد یہ قتلِ نفس ہے، لہذا اگر جدید تحقیق کہتی ہو کہ حمل چار ماہ کا ہونے سے قبل ہی ہارٹ بیٹ شروع ہو جاتی ہے لیکن اس تحقیق کی بناء پر مسئلہ تبدیل نہ ہوگا بلکہ چار ماہ کا حمل ہونے سے قبل بوجہ عذر اسقاط حمل کی گنجائش ہوگی اور یہ قتل نفس نہیں کہلائے گا مدار چار ماہ پر ہوگا نہ کہ کسی بھی جدید تحقیق پر جو چار ماہ سے قبل ہی حمل میں روح وغیرہ کا پھونکا جانا بتائے۔

اسی طرح حمل کی اقل مدت یا اکثر مدت کا مسئلہ ہے جو کہ شرعاً متعین ہے اقل مدت چھ ماہ جبکہ اکثر مدت دو سال ہے[2] اب چاہے جدید تحقیق کہے کہ بچہ چھ ماہ سے قبل بھی ہوسکتا ہے لیکن ہم اس کا نسب اور دیگر احکام ثابت نہیں کریں گے کیونکہ مسئلہ منقول ہے کسی جدید تحقیق کا محتاج نہیں۔

اسی طرح چاند کا مسئلہ ہے چاند ہر ماہ اسی طرح دیکھا جائے گا جیسے آج سے

---

[1] وقالوا يباح إسقاط الولد قبل أربعة أشهر (الدرالمختار ۳/۱۷۶)

[2] فصل فی ثبوت النسب (أكثر مدة الحمل سنتان) لخبر عائشة رضی الله عنها كما مر فی الرضاع وعن الأئمة الثلاثة أربع سنين (و أقلها ستة أشهر) إجماعا (الدرالمختار ۳/۵۴۰)

چودہ سو سال قبل تک دیکھا جاتا تھا اور اس میں شہادت کا جو طریقہ فقہ میں ذکر ہے وہی معمول بہا ہوگا کسی جدید مشین یا تحقیق پر مدار نہ ہوگا وہ مشین حکومت کے پاس ہو یا کسی بھی ادارے کے پاس ،مسئلہ کا مدار اس پر نہیں ہوگا۔مسئلہ رؤیت اور شہادت پر چلے گا اور شہادت کو فقہ میں مذکورہ طریقہ کے مطابق سنا جائے گا۔شامیہ میں ہے:

"مطلب لاعبرة بقول المؤقتين في الصوم

قوله (ولاعبرة بقول المؤقتين) أي في وجوب الصوم على الناس بل في المعراج لا يعتبر قولهم بالإجماع ولا يجوز للمنجم أن يعمل بحساب نفسه وفي النهر فلا يلزم بقول المؤقتين إنه أي الهلال يكون في السماء ليلة كذا وإن كانوا عدولا في الصحيح كما في الإيضاح وللإمام السبكي الشافعي تأليف مال فيه إلى اعتماد قولهم لأن الحساب قطعي ومثله في شرح الوهبانية مطلب ما قاله السبكي من الاعتماد على الحساب مردود قلت ما قاله السبكي رده متأخرو أهل مذهبه منهم ابن حجر والرملي في شرحي المنهاج" (شامية ۲/۳۸۷)

"مطلب روزے میں وقت کا اندازہ لگانے والوں کی بات کا اعتبار نہیں۔(مصنف کا قول: وقت کا اندازہ لگانے والوں کی بات کا کوئی اعتبار نہیں) یعنی لوگوں پر روزے کے وجوب میں بلکہ معراج میں ہے کہ بالاجماع ان کی بات معتبر نہیں اور ستارے دیکھنے (کا علم رکھنے) والے کیلئے جائز نہیں کہ وہ خود بھی اس پر عمل کرے اور نہر میں ہے کہ وقت کا اندازہ لگانے والوں کی بات کا اعتبار نہیں کہ فلاں رات کو آسمان پر چاند ہوگا اگرچہ وہ عادل ہوں صحیح قول کے مطابق جیسا کہ ایضاح میں ہے امام سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک

تالیف ہے اس میں وہ ان کے قول پر اعتماد کی طرف مائل ہوئے ہیں کیونکہ (ان کا) حساب قطعی ہوتا ہے اور اسی کے مثل شرح وھبانیہ میں ہے (کہ ان کے قول کا اعتبار ہے)

مطلب: امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حساب پر اعتماد کا ذکر کیا ہے وہ مردود ہے ان کے اپنے مذہب کے متاخرین نے اسے رد کیا ہے ان میں سے ابن حجر اور رملی دونوں نے منہاج کی (اپنی) شرح میں اسے رد کیا ہے۔"

چاند کے مسئلے میں "عمدۃ القاری" کی عبارت

نیز علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں واضح الفاظ میں تحریر فرمایا ہے کہ امت سے رفع حرج کیلئے شریعت نے ان حسابات پر چاند کا مدار نہیں رکھا اگر مطلع ابر آلود ہو اور چاند نظر نہ آتا ہو تو شارع علیہ السلام نے تیس دن پورے کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ اہل حساب سے دریافت کرنے کا، روافض شیعہ اس معاملے میں اہل حساب پر اعتماد کرتے ہیں۔ اہل سنت کا اجماع ہے کہ رمضان وغیرہ تمام مہینوں کیلئے چاند دیکھا جائے گا "اذ لایعرفھا الاالقلیل" کے الفاظ ہر صاحبِ علم کیلئے ایک نقطہ فکر ہیں وہ غور کرے کہ شریعت نے یہ معاملات سہل بنائے ہیں نہ کہ تحقیقات کے تابع جو کہ ہر ایک کے بس کی نہیں۔ عمدۃ القاری کی عبارت یہ ہے:

"أنه سمع (ابن عمر) رضي الله تعالى عنهما عن النبي أنه قال إنا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب الشهر هكذا أو هكذا يعني مرة تسعة وعشرين ومرة ثلاثين۔

والمراد بالحساب هنا حساب النجوم وتسييرها ولم يكونوا يعرفون من

ذلك شيئا إلا النذر اليسير وعلق الشارع الصوم وغيره بالرؤية لرفع الحرج عن أمته في معاناة حساب التسيير واستمر ذلك بينهم ولو حدث بعدهم من يعرف ذلك بل ظاهر قوله فإن غم عليكم فأكملوا العدة ثلاثين ينفي تعليق الحكم بالحساب أصلا إذ لو كان الحكم يعلم من ذلك لقال فاسألوا أهل الحساب وقد رجع قوم إلى أهل التسيير في ذلك وهم الروافض ونقل عن بعض الفقهاء موافقتهم قال القاضي وإجماع السلف الصالح حجة عليهم وقال ابن بزيزة هو مذهب باطل فقد نهت الشريعة عن الخوض في علم النجوم لأنها حدس وتخمين ليس فيها قطع ولا ظن غالب مع أنه لو ارتبط الأمر بها لضاق الأمر إذ لا يعرفها إلا القليل"

عمدة القاري شرح صحيح البخاري (۲۸۶/۱۰) دار الفكر

''انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے آپ ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہم ان پڑھ امت ہیں ہم لکھتے ہیں اور نہ مہینوں کا حساب کرتے ہیں اس طرح اور اسطرح یعنی ایک مرتبہ انتیس اور ایک مرتبہ تیس۔

حساب سے مراد ستاروں کا حساب ہے اور ان کے راستوں کا جاننا وہ لوگ اس میں سے زیادہ کچھ نہیں جانتے تھے شارع علیہ السلام نے روزے کا مدار رؤیت پر رکھا ہے تا کہ امت پر حرج نہ ہو کہ وہ ستاروں کے راستوں کے حساب کی تکلیف میں نہ پڑیں اور یہ ان کے درمیان ایسا ہی چلتا رہا اگر چہ بعد میں ایسے لوگ آئے جو بخوبی حساب کو جانتے تھے بلکہ آپ ﷺ کے قول کہ اگر چاند ڈھک جائے (بادلوں سے) تو تیس دن پورے کرو یہ اصلا اس بات کی نفی

کرتا ہے کہ روزے کا حساب سے کوئی تعلق ہو کیونکہ اگر حکم حساب سے معلوم ہو سکتا تو آپ ﷺ ضرور یوں فرماتے کہ (چاند ڈھک جانے کی صورت میں) حساب والوں سے معلوم کرلو۔ اور ایک جماعت اسی طرف گئی ہے کہ اہل حساب سے رجوع کیا جائے اور یہ جماعت روافض کی ہے اور بعض فقہاء سے بھی اسکی موافقت نقل ہے۔ قاضی فرماتے ہیں کہ سلف صالحین کا اجماع ان کے خلاف حجت ہے ابن بزیزہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ باطل مذہب ہے شریعت نے ستاروں کے علوم میں زیادہ غور وفکر سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ اندازے اور تخمینے ہیں اس میں قطعی بات کوئی نہیں اور نہ ہی ظن غالب کے درجے میں ہے اور اسکے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ اگر حکم کو ان حسابات کے ساتھ معلق کریں گے تو معاملہ تنگ ہو جائے گا کیونکہ ان حسابات کو سوائے چند لوگوں کے عام عوام نہیں جانتی۔"

اسی نوعیت کا ایک مسئلہ عدت کا ہے ایک عورت کا شوہر خلوتِ صحیحہ کے بعد کہیں دوسرے ملک چلا جائے دخول نہ کیا ہو اور وہاں سے وہ طلاق دے دے تو یہ عورت دوسرے نکاح سے قبل تین حیض عدت گزارے گی[1] جبکہ یقینی بات ہے کہ اسے حمل نہیں، جدید ٹیسٹ بھی یہ ثابت کریں گے کہ اس سے نہ دخول ہوا ہے اور نہ حمل ہے لیکن بہر حال اسے عدت گزارنا ہوگی۔

اسی طرح شہادت کا مسئلہ ہے کہ مدعی نے دو گواہ لانے ہوں گے یا مدعی علیہ قسم کھائے گا اور زنا کے مقدمے میں چار گواہ لانے ضروری ہیں[2] ورنہ "الحد علی

---

[1] قوله (والعدة) وجوبها من أحكام الخلوة سواء كانت صحيحة أم لا (شامية ۳/۱۱۸)

[2] (ويثبت بشهادة أربعة) رجال (في مجلس واحد) (الدر المختار ۴/۷)

ظهرك" کا حکم جاری ہوگا اس سلسلہ میں کوئی D.N.A ٹیسٹ یا فنگر پرنٹ یا کوئی جدید تحقیق حکم ثابت نہیں کرے گی، مسئلہ سہل اور ہر ایک کیلئے قابل عمل ہے اور یہ تبدیل نہیں ہوسکتا۔اب دیکھیں یہاں کسی کتاب میں نہیں کہ کوئی جدید تحقیق اس باب میں قبول ہوگی بلکہ وہی مسلّمہ شہادت ویمین کا اصول چلے گا۔

اس طرح کے بے شمار مسائل بیان کیے جاسکتے ہیں جن سے متعلق ممکن ہے کہ جدید تحقیق مقابل آجائے اور کوئی مخفی نکتہ بیان کرے جو آج سے قبل معلوم نہ ہو لیکن مسلّمہ بات ہے کہ مسئلہ تبدیل نہ ہوگا بلکہ مسئلہ وہی اپنی بنیاد پر قائم رہے گا۔

شریعت میں طبیب کی رائے کا درجہ، نیز طبیب شرعی حکم بیان کرنے کا اہل نہیں

یہاں ایک اور امر قابل ذکر ہے کہ بعض مسائل میں فقہاء کرام نے طبیب سے معلوم کرنے کا ذکر کیا ہے مثلاً فقہ میں مسئلہ ہے کہ اگر طبیب حاذق یہ بتادے کہ پانی کا استعمال اس شخص کے مرض میں شدت پیدا کردے گا یا اسکی مدت بڑھادے گا تو یہ شخص تیمم کرسکتا ہے[۱]۔اسی طرح ایک مسئلہ ہے کہ طبیب حاذق یہ بتادے کہ اس مریض کی شفاء صرف اس حرام شئی مثلاً شراب یا خنزیر میں ہے تو یہ شخص ان اشیاء کو استعمال کرسکتا ہے۔[۲] اب دیکھیں بظاہر یہاں مسئلہ کا مدار طبیب کی رائے پر ہے تو اس نکتہ کا سمجھنا بہت ضروری ہے ان دونوں مسئلوں اور اس طرح کے دیگر مسائل میں مسئلہ متعین ہے مثلاً وضوء یا

---

[۱] قال الحصكفي (أو لمرض) يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم
(الدر المختار ۱/ ۲۳۳)

وقال ابن عابدين تحته: قوله (أو قول حاذق مسلم) أي إخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق وقيل عدالته شرط شرح المنية (شامية ۱/ ۲۳۳)

[۲] قال في النهاية وفي التهذيب يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه (شامية ۵/ ۲۲۸)

تیمم کا حکم شرعاً متعین ہے اور ان کا طریقہ بھی۔ طبیب سے صرف یہ پوچھنے کا حکم ہے کہ میں شریعت کے حکمِ وضو پر عمل کروں یا حکمِ تیمم پر؟ میں یہ حرام شئ بطور دواء استعمال کرلوں یا نہیں؟ اور اس حد تک طبیب کی بات کا دخل بالاتفاق مسلّم ہے اور یہ تو فقہ میں خود ذکر ہے اس کا کوئی منکر نہیں۔

ایک مسئلہ نامرد کی بیوی کے ثیبہ یا باکرہ ہونے کو معلوم کرنے کا ہے اس سے متعلق حکم ہے کہ تجربہ کار عورت یہ تصدیق کرے گی کہ اس عورت سے جماع ہوا ہے یا نہیں؟ تو یہاں اس حد تک تو عورت کی بات مانی جارہی ہے اور اس عورت کی تصدیق کے بعد نامرد عنین پر مختلف احکام کا اجرا ہوتا ہے کیونکہ یہاں اس کی ضرورت ہے[1]۔

باقی طبیب کو یہ حق قطعاً نہیں کہ وہ جدید تحقیق کر کے یہ ثابت کرے کہ یہ شخص مریض ہے لہذا یہ پانی کے بجائے سرکہ یا گلاب کا پانی وغیرہ وضوء یا غسل میں استعمال کرے کیونکہ یہ شرعی مسئلہ ہے۔ طبیب کو صرف طبی نوعیت بتانے کا حق ہے کہ اس شخص کیلئے پانی مضر ہے یا اس شخص کا علاج فلاں حرام سے ہی ممکن ہے باقی اس شخص کیلئے اس کا متبادل یا شرعی حکم کیا ہوگا؟ یہ مفتی بتائے گا یہ فقیہ کا کام ہے۔ اس میں طبیب کی رائے کا قطعاً دخل نہیں۔

طبیب کی رائے سے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا واقعہ

اس ذیل میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا واقعہ بھی قابل غور ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی آنکھ میں تکلیف تھی لہذا انہیں طبیب نے لیٹ کر

---

[1] (ولو ادعى الوطء وأنكرته فإن قالت امرأة ثقة) والثنتان أحوط (هي بكر) بأن تبول على جدار يدخل في فرجها مح بيضة (خيرت)(الدر المختار (۴۹۹/۳)

نماز پڑھنے کا کہا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ سے مشورہ کیا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں منع فرمادیا اور فرمایا کہ اگر ان دنوں تمہارا انتقال ہوگیا تو ان نمازوں کا کیا کروگے؟ یعنی اگر یہ اداء شمار نہ ہوئیں تو ان کا جواب آپ کو دینا پڑے گا یہی اس باب میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہے کہ طبیب کچھ بھی کہے آنکھ میں تکلیف والے مریض کو لیٹ کر نماز پڑھنے کی قطعاً گنجائش نہیں، البتہ حنفیہ اسکی گنجائش دیتے ہیں۔

"أمره الطبيب بالاستلقاء لبزغ الماء من عينه صلى بالإيماء لأن حرمة الأعضاء كحرمة النفس" الدر المختار (۱۰۳/۲)

"طبیب نے ایک شخص کو کہا کہ وہ چت لیٹ کر نماز پڑھے کیونکہ اسکی آنکھ سے پانی بہہ رہا تھا تو وہ اشاروں سے نماز پڑھے کیونکہ اعضاء کا احترام نفس کے احترام کی طرح ہے۔"

نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ خاص اس طبیب کی رائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک معتبر نہ تھی۔ الغرض طب ظنی ہے اس سے حکم ثابت نہیں ہوسکتا۔ مبسوط سرخسی میں یہ واقعہ یوں نقل ہے:

"قال: "فإن نزع الماء من عينيه وأمر بأن يستلقى على قفاه أياما ونهى عن القيام والقعود له أن يصلى بالإيماء مضطجعا عند علمائنا" وقال مالك رحمه الله ليس له ذلك واحتج بما روى عن عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما أنه قال له طبيب بعد ما كف بصره لو صبرت أياما مستلقيا على قفاك لصحت عيناك فشاور في ذلك عائشة رضي الله تعالى عنها والصحابة فلم يرخصوا له في ذلك وقالوا له أرأيت لو مت في

هذه الأيام كيف تصنع بصلاتك فلو جاز ذلك لجوزوا له، إلا أن علماءنا قالوا بأن حرمة الأعضاء كحرمة النفس ثم إذا خاف الهلاك على نفسه من عدو أو سبع كان معه له أن يصلي مستلقيا على قفاه فكذلك هنا وأما حديث عبد الله بن عباس قلنا يحتمل أنه إنما لم يرخصوا له في ذلك لأنه لم يظهر عندهم صدق ذلك الطبيب فيما يدعى فلهذا لم يرخصوا له." المبسوط للسرخسي (۲۱۵/۱) دار الفكر

''(مصنف کا قول: اگر اسکی آنکھ سے پانی بہے اور اسے کہا جائے کہ چند دن اپنی گدی پر چت لیٹے رہو اور قیام سے منع کیا گیا تو اسکے لئے گنجائش ہے کہ اشارے سے نماز پڑھے لیٹ کر ہمارے علماء کے نزدیک) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسکے لئے گنجائش نہیں اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کی روایت سے استدلال کیا ہے کہ جب ان کی بصارت کمزور ہوگئی تو ایک طبیب نے انہیں کہا اگر آپ صبر کریں اور چت لیٹ کر نماز پڑھیں تو آپ کی بینائی صحیح ہوسکتی ہے۔ انہوں نے اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے مشاورت کی انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کو اسکی رخصت نہیں دی اور فرمایا کہ آپ کا کیا خیال ہے اگر ان دنوں میں آپ انتقال کر گئے اپنی نمازوں کا کیا کروگے؟ پس اگر اسکی گنجائش ہوتی تو وہ ضرور انہیں گنجائش دیتے مگر ہمارے (حنفیہ کے) علماء کہتے ہیں کہ اعضاء کی حرمت نفس کی حرمت کی طرح ہے پھر جب اسکی جان خطرے میں ہو کسی دشمن یا درندے کی وجہ سے جو پاس میں ہو تو اسے چت لیٹ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے تو اسی طرح یہاں بھی ہو

گی اور جہاں تک تعلق ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا تو اس سے متعلق ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ اس میں یہ احتمال ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے انہیں اس لئے اجازت نہ دی ہو کیونکہ ان کے نزدیک اس طبیب کا سچا ہونا ظاہر نہ ہوا ہو جو وہ دعوی کر رہا تھا لہذا صحابہ نے انہیں رخصت نہیں دی۔"

نیز بدائع الصنائع کے الفاظ یہ ہیں:

"وقال مالك لا يجزئه واحتج بحديث ابن عباس رضي الله عنهما أن طبيبا قال له بعدما كف بصره لو صبرت أياما مستلقيا صحت عيناك فشاور عائشة وجماعة من الصحابة رضي الله عنهم فلم يرخصوا له في ذلك وقالوا له أرأيت لو مت في هذه الأيام كيف تصنع بصلاتك ولنا إن حرمة الأعضاء كحرمة النفس ولو خاف على نفسه من عدو أو سبع لو قعد جاز له أن يصلي بالاستلقاء وكذا إذا خاف على عينيه وتأويل حديث ابن عباس رضي الله عنهما أنه لم يظهر لهم صدق ذلك الطبيب فيما يدعي" بدائع الصنائع (۲۸۶/۱) المكتبة الرشيدية

"اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسکے لئے (لیٹ کر نماز پڑھنا) جائز نہیں اور انہوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ ایک طبیب نے جب ان کی بینائی کمزور ہوگئی انہیں کہا کہ اگر بعض ایام آپ چت لیٹ کر صبر کریں تو آپ کی بینائی صحیح ہوسکتی ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مشورہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں

اسکی اجازت نہیں دی اور کہا کہ آپ کا کیا خیال ہے اگر ان دنوں میں آپ انتقال کر گئے تو اپنی نمازوں کا کیا کرو گے؟ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اعضاء کی حرمت نفس کی حرمت کی طرح ہے اور اگر اسے اپنی جان کا خطرہ ہو دشمن سے یا درندے سے اگر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اسکے لئے جائز ہے کہ چت لیٹ کر نماز پڑھے اسی طرح اگر اسے اپنی آنکھوں کا ڈر ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کی حدیث کی تاویل یہ ہے کہ انہیں اس طبیب کا سچا ہونا ظاہر نہیں ہوا ہوگا جو وہ طبیب دعوی کر رہا تھا۔"

محرمات کو بطور ادویہ استعمال کرنے میں طبیب کی رائے

اسکے علاوہ محرمات کو بطور ادویہ علاج میں استعمال کرنے کا مسئلہ ہے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اصل مذہب اس ذیل میں یہ ہے کہ محرمات کو بطور ادویہ استعمال نہیں کر سکتے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حدیث عرنیین کی بناء پر اسکی اجازت دیتے ہیں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے یہی جواب دیا جاتا ہے کہ حدیث عرنیین میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کے ذریعے اونٹ کے پیشاب میں ان کی شفاء معلوم ہوگئی تھی بعد والوں کو کیسے معلوم ہوگی؟ ظاہر ہے اطباء پر مدار ہوگا اور "المرجع فیه الاطباء وقولهم لیس بحجة" (شامیۃ ۱/۲۱۰) شامیہ کی یہ تصریح کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ البتہ بالاتفاق اگر ایک شخص کی جان جانے کا خطرہ ہو تو وہ حرام اور نجس استعمال کر سکتا ہے کیونکہ وہ مضطر ہے جیسا کہ شامیۃ میں ہی اسکے بعد ہے "حتی لو تعین الحرام مدفعاً للهلاك یحل كالمیتة والخمر عند الضرورة" (شامیۃ ۱/۲۱۰) گویا حرام شئ کی حلت کا مدار امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طبیب کے قول پر نہیں بلکہ اضطرار پر ہے اور یہ شرعی دلیل ہے "فمن اضطر

الخ'' آیت محل استشہاد ہے شامیہ کی مکمل عبارت اس ذیل میں یہ ہے:

''قوله (وطهره محمد) أي لحديث العرنيين الذين رخص لهم رسول الله أن يشربوا من أبوال الإبل لسقم أصابهم ---قوله (لا للتداوي ولا لغيره) بيان للتعميم في قوله أصلا قوله (عند أبي حنيفة) وأما عند أبي يوسف فإنه وإن وافقه على أنه نجس لحديث استنزهوا من البول إلا أنه أجاز شربه للتداوي لحديث العرنيين وعند محمد يجوز مطلقا

وأجاب الإمام عن حديث العرنيين بأنه عليه الصلاة والسلام عرف شفاءهم به وحيا ولم يتيقن شفاء غيرهم لأن المرجع فيه الأطباء وقولهم ليس بحجة حتى لو تعين الحرام مدفعا للهلاك يحل كالميتة والخمر عند الضرورة وتمامه في البحر --- أقول وهو ظاهر موافق لما مر في الاستدلال لقول الإمام لكن قد علمت أن قول الأطباء لا يحصل به العلم''

الشامية (۱/۲۱۰)

''(مصنف کا قول: اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے (بول ما یؤکل لحمہ کو) طاہر قرار دیا ہے) یعنی حدیث عرنیین کی وجہ سے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کو رخصت دی تھی کہ اونٹ کے پیشاب کو پئیں بیماری کی وجہ سے جو انہیں لگ گئی تھی ------(مصنف کا قول: نہ دواء لینے کیلئے اور نہ اسکے علاوہ کیلئے) یہ ماتن کے قول ''اصلا'' میں موجود تعمیم کا بیان ہے (مصنف کا قول: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک) جہاں تک تعلق ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا تو وہ اگرچہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہیں اس میں کہ یہ نجس ہے اس حدیث کی وجہ سے جس میں ہے کہ بچو پیشاب سے الخ مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ دواء کے

طور پر اسے پینے کی اجازت دیتے ہیں حدیث عرنیین کی وجہ سے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسے (یعنی بول مایوکل لحمہ کو) مطلق استعمال کرنا جائز ہے۔

اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حدیث عرنیین کا یہ جواب دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذریعہ وحی اس میں ان کی شفاء جان لی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کوئی یقینی طور پر یہ بات نہیں جان سکتا کیونکہ اس میں ان کا مدار اطباء پر ہوگا اور اطباء کا قول حجت نہیں ہوتا یہاں تک کہ اگر حرام ہی ہلاکت سے بچنے کیلئے متعین ہو جائے تو اسکا استعمال حلال ہوگا جیسا کہ مردار اور شراب کو بوقت ضرورت استعمال کیا جاسکتا ہے اور اسکی تمام بحث بحر میں ہے۔۔۔۔۔۔میں کہتا ہوں کہ یہ ظاہر ہے اور موافق ہے اسکے جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے استدلال میں گزرا لیکن آپ نے جان لیا کہ اطباء کے قول سے علم حاصل نہیں ہو سکتا۔"

محرمات کو بطورِ ادویہ استعمال کرنے سے متعلق "معارف القرآن" کی عبارت

یہی بات حضرت مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں تحریر فرمائی ہے:

"آیتِ مذکورہ کی تصریح اور ارشادات سے جو قیود وشرائط حاصل ہوئے ان شرائط کے ساتھ ہر حرام اور ناپاک دواء کا استعمال خواہ کھانے پینے میں ہو یا خارجی استعمال میں باتفاق فقہاء امت جائز ہے، ان شرائط کا خلاصہ پانچ چیزیں ہیں۔

(۱) حالت اضطرار کی ہو یعنی جان کا خطرہ ہو (۲) دوسری کوئی حلال دواء کارگر

نہ ہو یا موجود نہ ہو (۳) اس دواء سے مرض کا ازالہ عادۃً یقینی ہو (۴) اس کے استعمال سے لذت حاصل کرنا مقصود نہ ہو (۵) قدر ضرورت سے زائد اس کو استعمال نہ کیا جائے۔

غیر اضطراری حالت میں عام علاج و دواء کیلئے حرام چیز کا استعمال

اضطراری حالت کا مسئلہ تو شرائط مذکورہ کے ساتھ نص قرآن سے ثابت اور اجماعی حکم ہے، لیکن عام بیماریوں میں بھی کسی ناپاک یا حرام دواء کا استعمال جائز ہے یا نہیں، اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے اکثر فقہاء نے فرمایا کہ بغیر اضطرار اور ان تمام شرائط کے جو اوپر مذکور ہوئیں حرام دواء کا استعمال جائز نہیں، کیونکہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کیلئے حرام میں شفاء نہیں رکھی (بخاری شریف)

بعض دوسرے فقہاء نے ایک خاص واقعہ حدیث سے استدلال کر کے جائز قرار دیا، وہ واقعہ عرنیین کا ہے جو تمام کتب حدیث میں مذکور ہے کہ کچھ گاؤں والے لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ مختلف بیماریوں میں مبتلا تھے آنحضرت ﷺ نے ان کو اونٹ کا دودھ اور پیشاب استعمال کرنے کی اجازت دی جس سے ان کو شفاء ہوگئی۔ مگر اس واقعہ میں متعدد احتمالات ہیں جن سے حرام چیز کا استعمال مشکوک ہو جاتا ہے اس لئے اصل حکم تو یہی ہے کہ عام بیماریوں میں جب تک شرائطِ اضطرار مذکورہ موجود نہ ہوں حرام دواء کا استعمال جائز نہیں۔ لیکن فقہاء متاخرین نے موجودہ زمانے میں حرام و ناپاک دواؤں کی کثرت اور ابتلاء عام اور عوام کے ضعف پر نظر کر کے اس شرط کے ساتھ اجازت دی ہے کہ کوئی دوسری حلال اور پاک دواء

اس مرض کیلئے کارگر نہ ہو یا موجود نہ ہو۔

کما فی الدر المختار قبیل فصل البیر اختلف فی التداوی بالمحرم وظاهر المذهب المنع کما فی رضاع البحر ولکن نقل المصنف ثمّ وههنا عن الحاوی قیل یرخص اذا علم فیه الشفاء ولم یعلم دواء آخر کما رخص فی الخمر للعطشان و علیه الفتوی،ومثله فی العالمگیریة(۳۵۵/۵)

ترجمہ: درمختار میں فصل بیر سے پہلے مذکور ہے حرام چیزوں کو بطور دواء استعمال کرنے میں اختلاف ہے اور ظاہر مذہب میں اس کی ممانعت آئی ہے، جیسا کہ بحر الرائق کتاب الرضاع میں مذکور ہے لیکن مصنف تنویر نے اس جگہ رضاع میں بھی اور یہاں بھی حاوی قدسی سے نقل کیا ہے کہ بعض علماء نے فرمایا دواء علاج کیلئے حرام چیزوں کا استعمال اس شرط سے جائز ہے کہ اس دواء کے استعمال سے شفاء ہو جانا عادۃً یقینی ہو اور کوئی حلال دواء اس کا بدل نہ ہو سکے جیسا کہ پیاسے کیلئے شراب کا گھونٹ پینے کی اجازت دی گئی ہے۔

مسئلہ: تفصیل مذکور سے ان تمام انگریزی دواؤں کا حکم معلوم ہو گیا جو یورپ وغیرہ سے آتی ہیں جن میں شراب وغیرہ نجس اشیاء کا ہونا معلوم و یقینی ہو اور جن دواؤں میں حرام و نجس اجزاء کا وجود مشکوک ہے ان کے استعمال میں اور زیادہ گنجائش ہے اور احتیاط بہر حال احتیاط ہے خصوصاً جبکہ کوئی شدید ضرورت بھی نہ ہو، اللہ تعالیٰ سبحانہ اعلم" (معارف القرآن ۱/ ۴۲۵) ادارۃ المعارف

اس بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ طبیب کا قول اصل مذہب میں حجت ہی نہیں۔ ھندیہ میں اس ذیل میں یہ عبارت ہے:

"ولو أن مريضا أشار إليه الطبيب بشرب الخمر روي عن جماعة من أئمة بلخ أنه ينظر إن كان يعلم يقينا أنه يصح حل له التناول وقال الفقيه عبد الملك حاكيا عن أستاذه أنه لا يحل التناول كذا في الذخيرة ولا يجوز أن يداوي بالخمر جرحا أو دبر دابة ولا أن يسقي ذميا ولا أن يسقي صبيا للتداوي والوبال على من سقاه كذا في الهداية يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوي إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه وإن قال الطبيب يتعجل شفاؤك فيه وجهان هل يجوز شرب القليل من الخمر للتداوي إذا لم يجد شيئا يقوم مقامه فيه وجهان كذا في التمرتاشي قال له الطبيب الحاذق علتك لا تندفع إلا بأكل القنفذ أو الحية أو دواء يجعل فيه الحية لا يحل أكله كذا في القنية" الهندية (۳۵۵/۵)

"اور اگر کسی مریض کو طبیب شراب پینے کا کہتا ہے ائمہ بلخ کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ وہ دیکھے گا اگر وہ یقینی طور پر جان لے کہ وہ صحت مند ہو جائے گا تو اسکے لئے شراب پینا حلال ہو گی فقیہ عبد الملک نے اپنے استاذ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اسکے لئے شراب پینا حلال نہیں یہی ذخیرہ میں ہے اور یہ جائز نہیں کہ وہ شراب کو کسی زخم یا چوپائے کے پچھلے حصے پر لگائے یا کسی ذمی کو پلائے اور نہ کسی بچے کو بطور دواء شراب پلانا جائز ہے اور سارا وبال پلانے والے پر ہوگا یہی ھدایہ میں ہے بیمار کیلئے جائز ہے خون، پیشاب اور مردار کا کھانا جب اسے مسلمان حاذق طبیب یہ بتادے کہ اسکی شفاء ان میں ہے اور وہ مباح چیزوں میں ان کے قائم مقام کوئی چیز نہ پائے اور اگر طبیب

یہ کہے کہ ان چیزوں کے استعمال سے آپ کی شفاء جلدی ہوگی (بنسبت دیگر ادویہ کے) تو اسمیں دوصورتیں ہیں کیا دواء کے طور پر تھوڑی شراب پینا جائز ہے جب اسکے قائم مقام کچھ نہ ہو تو اسمیں (بھی) دوصورتیں ہیں یہی تمرتاشی میں ہے طبیب حاذق نے اسے کہا کہ تمہاری بیماری ختم نہیں ہوسکتی مگر چوہا یا سانپ یا ایسی دواء جس میں سانپ شامل کیا جائے انہیں استعمال کرنا ہوگا تو اسکے لئے اس کا کھانا حلال نہیں یہی قنیہ میں ہے۔"

''الفقہ الاسلامی'' میں حرام سے تداوی کے ذیل میں "وقول الطبيب لايحصل به اليقين" کے الفاظ ہیں:

"قال الحنفية : يجوز التداوي بالمحرم إن علم يقيناً أن فيه شفاء، ولا يقوم غيره مقامه، أما بالظن فلا يجوز. وقول الطبيب لا يحصل به اليقين. ولايرخص التداوي بلحم الخنزير، وإن تعين."

الفقه الاسلامي وادلته (۲۶۱۰/۴) دار الفكر

''حنفیہ نے کہا حرام کو بطور دواء استعمال کرنا جائز ہے اگر وہ یقینی طور پر جان لے کہ اسمیں شفاء ہے اور کوئی چیز بھی اسکے قائم مقام نہیں البتہ ظن وگمان ہونے کی صورت میں (حرام کا استعمال) جائز نہیں اور طبیب کے قول سے یقین حاصل نہیں ہوتا اور رخصت نہیں دی جائے گی خنزیر کے گوشت کو دواء استعمال کرنے کی اگرچہ وہ متعین بھی ہو۔''

ان تمام عبارات وابحاث کو مدنظر رکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فقہی حکم کا مدار نص پر ہوتا ہے طبیب کی رائے پر نہیں اور نہ طبیب کی رائے سے حکم تبدیل ہوتا ہے۔

مفطرات صوم کے باب میں احلیل کے مسئلے کی وضاحت

مفسدات صوم کے مسائل میں فقہاء کرام نے ایک مسئلہ سے متعلق اس بات کا ذکر کیا ہے کہ یہ باب طب میں سے اور تشریح عضو کا مسئلہ ہے اس سے بعض حضرات نے یہ نتیجہ اخذ کرلیا کہ پورے باب کے تمام اصول اور جزئیات بابِ طب کے محتاج ہیں۔ بندہ یہ بات تسلیم نہیں کرتا اور نہ یہ واقعہ ہے۔ مفسدات صوم کے کسی مسئلہ میں اس بات کا ذکر نہیں کہ اس مسئلہ کا مدار طبیب کی رائے پر ہوگا، طبیب سے اعضاء کی خلقت و ہیئت معلوم کرو اگر وہ یوں کہیں تو مسئلہ یوں ہوگا، ایسا نہیں ہوا بلکہ مفسدات صوم کے مسائل ائمہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وصاحبین رحمہما اللہ علیہما اور ائمہ ثلاثہ حضرت امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ سے نقل ہیں اور ان کا حکم بھی ساتھ ذکر ہے نیز علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی احلیل میں قطرہ ڈالنے کے مسئلے میں موجود طرفین رحمہما اللہ علیہما اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے طرفین رحمہما اللہ علیہما کے قول کی ان الفاظ میں ترجیح نقل کی ہے:

"والأظهر أنه لا منفذ له وإنما يجتمع البول فيها بالترشيح"

(شامية ۲/۳۹۹)

ترجمہ: کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ مثانہ کا جوف تک منفذ نہیں اور مثانہ میں پیشاب رس کر جمع ہوتا ہے۔

اب یہاں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے "اظہر" کا لفظ کہا ہے یعنی طب کے اعتبار سے یہ بات زیادہ ظاہر ہے کہ مثانہ سے معدہ تک منفذ نہیں، گویا کہ طب مؤید ہے طرفین رحمہما اللہ علیہما کے قول کی اور یہ ہی بات ہم کہہ رہے ہیں کہ طب مؤید ہے مدار نہیں، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوی کا لفظ نقل نہیں فرمایا ہے۔

احلیل کے مسئلے میں "مبسوط سرخسی" اور "ھدایہ" وغیرہ کی عبارات

اس مسئلے میں امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحب ھدایہؒ نے یہ بات ذکر کر دی کہ احلیل اور مثانہ کا تعلق طب سے ہے فقہ سے نہیں امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے "فان اھل الطب یقولون البول یخرج رشحاً الخ" (مبسوط سرخسی ۶۸/ ۳ دار الفکر) یا ھدایہ میں ہے "ھذا لیس من باب الفقه" (ھدایۃ ۲۳۸/ ۱ رحمانیہ) بعد کے دیگر اصحاب کتب نے بھی یہ بات احلیل کے مسئلے میں نقل کر دی اور آج ہمارے معاصرین نے اسے مدار بنا کر پورا مفطرات کا باب ہی طبیب کی رائے پر منحصر کر دیا اور منافذ متفقہ منصوصہ کو بھی مختلف فیہ بنا دیا اور بعض نے مسامات انجیکشن ،انہیلر اور دیگر مسائل میں طبیب کی رائے کو داخل کر دیا اور تمام نصوص وتصریحات فقہاء کو اس عبارت کی بناء پر کالعدم قرار دیدیا اور بعض نے فقہاء کے اس باب میں کلام کو مفروضات سے تعبیر کر دیا۔

"ھذا لیس من باب الفقه" کا مطلب

اس عبارت کا قطعاً یہ مطلب نہ تھا بلکہ طب کو تو فقہی احکام میں کوئی دخل ہی نہیں، جس مبسوط سرخسی کے طب کے حوالے سے یہ معاصرین استدلال کرنا چاہ رہے ہیں اسی مبسوط سرخسی میں طب سے متعلق کیسی ابحاث موجود ہیں ایک نظر ملاحظہ ہوں۔ ایک تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کا واقعہ ابھی گزرا کہ انہیں طبیب کی رائے کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے لیٹ کر نماز پڑھنے نہیں دی کیونکہ انہیں طبیب کی رائے کا اعتبار نہ تھا۔

"وھذا من باب الطب لیس من الفقه فی شئ فلم نقل به لھذا" کی تصریح

دوسری واضح تصریح مبسوط میں حمل کے مسئلے میں ہے کہ اسقاط حمل ہو اور اس

سقط کا ولد ہونا یا نہ ہونا واضح نہ ہو رہا ہو تو اب عورت کو آنے والا خون نفاس شمار ہوگا یا حیض وغیرہ شمار ہوگا؟ تو ہمارا مذہب یہ ہے کہ علامات اور ظاہری نشانیاں دیکھی جائیں گی جبکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گرم پانی میں اسے ابالا جائے گا اگر وہ گھل جائے تو وہ سقط ولد نہیں اور اگر نہ گھلے ہو تو وہ ولد ہے۔ مبسوط سرخسی میں امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ جن پر "هذا من الطب وليس من الفقه" کا پورا مدار ہے وہ اس مقام پر فرماتے ہیں کہ "وهذا من باب الطب ليس من الفقه في شئ فلم نقل به لهذا" یعنی ''شوافع کا یہ مذہب طب میں سے ہے فقہ میں سے نہیں اسی لئے ہم اس کے قائل نہیں'' دیکھیں امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کتنے واضح انداز میں طب کو دلیل نہ بنانے کی تصریح فرما رہے ہیں "فلم نقل به لهذا " کی تصریح اور اس میں لھذا کا لفظ خصوصاً قابلِ غور ہے۔ مبسوط سرخسی کی مکمل عبارت یہ ہے:

''قال: فإن خرج بعض الولد ثم رأت الدم فروى خلف بن أيوب عن أبي يوسف وهو قول أبي حنيفة رحمهم الله تعالى أنه إن خرج الأكثر منه فهي نفساء لأن بقاء الأقل لا يمنع خروج الدم من الرحم وكذلك لو انقطع الولد فيها فإذا خرج الأكثر كانت نفساء لأن للأكثر حكم الكمال فأما إذا أسقطت سقطا فإن كان قد استبان شيء من خلقه فهي نفساء فيما ترى من الدم بعد ذلك وإن لم يستبن شيء من خلقه فلا نفاس لها ولكن إن أمكن جعل المرئي من الدم حيضا يجعل حيضا وإن لم يمكن بأن لم يتقدمه طهر تام فهو استحاضة.

وقال الشافعي رحمه الله تعالى: يمتحن السقط بالماء الحار فإن ذاب

فيه فليس بولد فلا نفاس لها وان لم يذب فهو ولد وتصير به نفساء وهذا من باب الطب ليس من الفقه في شيء فلم نقل به لهذا ولكن حكمنا السيما والعلامة فإن ظهر فيه شيء من آثار النفوس فهو ولد والنفاس هو الدم الحارج بعقب خروج الولد وإن لم يستبن فيه شيء من الآثار فهذه علقة أو مضغة فلم يكن للدم المرئي بعدها حكم النفاس"

المبسوط للسرخسي (۲۱۳/۳) دار الفكر

''اگر بچہ کا بعض حصہ باہر آگیا اور عورت نے خون دیکھا تو خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مذہب ہے کہ اگر بچہ کا اکثر حصہ باہر آگیا تو یہ عورت نفاس والی شمار ہوگی (اور یہ خون نفاس کا ہوگا) کیونکہ بچہ کے اقل حصہ کا اندر باقی رہنا رحم سے خون نکلنے کو مانع نہیں اور یہی حکم ہوگا اس صورت کا جب وہ اتنے پر ہی منقطع ہو جائے پس جب بچہ اکثر باہر آگیا تو وہ عورت نفاس والی ہے کیونکہ اکثر پر کمال کا حکم لگتا ہے۔ جہاں تک تعلق ہے اس مسئلے کا کہ عورت نا تمام بچہ جن دے تو اگر اس کی خلقت میں سے بعض ظاہر ہوگئی تو وہ جو خون دیکھے گی وہ نفاس شمار ہوگا اور اگر اس نا تمام بچے کی خلقت ظاہر نہ ہوئی ہو تو اس عورت کو نفاس نہیں آئے گا (یعنی اسکے بعد آنے والا خون نفاس شمار نہ ہوگا) اور جو خون وہ دیکھے اگر اسے حیض بنا سکتے ہوں تو حیض بنا دیں گے اور اگر یہ ممکن نہ ہو کہ اسے اس سے قبل مکمل طہر نہ آیا ہو تو یہ خون استحاضہ شمار ہوگا۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نا تمام بچے کو گرم پانی کے ذریعے آزمایا جائے گا اگر وہ گھل جاتا ہے تو یہ نا تمام بچہ ولد نہیں تو اس عورت کو نفاس

نہیں آئے گا اور اگر وہ نہیں گھلتا تو وہ ولد ہے اور اسکے ذریعہ یہ عورت نفاس والی شمار ہوگی اور یہ طب کے باب سے ہے فقہ سے اس (امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب) کا کوئی تعلق نہیں پس اسی وجہ سے (کہ یہ باب طب سے ہے) ہم اسکے قائل نہیں اور ہم نشانیوں اور علامت کا اعتبار کرتے ہیں اگر اسمیں نفس کے آثار میں سے کوئی اثر پایا جائے تو وہ ولد ہے اور نفاس وہ ہوتا ہے جو ولد کے باہر آنے کے بعد خون آتا ہے اور اگر اسمیں کچھ آثار نظر نہ آئیں تو یہ علقہ یا مضغہ کہلائے گا (ولد نہیں) تو اسکے بعد دیکھا گیا خون نفاس کے حکم میں نہ ہوگا۔"

ایک اور مقام پر مبسوط سرخسی میں اسی گزشتہ مقام کا حوالہ ان الفاظ میں ذکر ہے:

"قال: وكل سقط لم يستبن شيء من خلقه لا تنقضي به العدة لأنه ليس له حكم الولد بل هو كالدم المتجمد وعند الشافعي رحمه الله تعالى يمتحن بالماء الحار فإذا ذاب فيه فهو دم وإن لم يذب فهو ولد ولكن هذا من باب الطب لا من باب الفقه وقد بيناه في كتاب الحيض."

المبسوط للسرخسي (۲۶/۶) دار الفكر

"ہر ناتمام بچہ جس کی خلقت بالکل ظاہر نہ ہو تو اس سے عدت ختم نہ ہوگی کیونکہ اسکا حکم ولد کا نہیں بلکہ وہ جمے ہوئے خون کے حکم میں ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسے گرم پانی کے ذریعے آزمایا جائے گا اگر یہ گھل جائے تو خون ہے اور اگر نہ گھلے تو ولد ہے لیکن یہ طب کے باب سے ہے فقہ کے باب سے نہیں اور ہم نے کتاب الحیض میں اسے بیان کر دیا ہے۔"

نیز بدائع الصنائع میں اس ذیل میں یہ بحث ہے:

"وأما عدة الحبل فمقدارها بقية مدة الحمل قلت أو كثرت حتى لو ولدت بعد وجوب العدة بيوم أو أقل أو أكثر انقضت به العدة لقوله تعالى {وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن} من غير فصل، وذكر في الأصل أنها لو ولدت والميت على سريره انقضت به العدة على ما جاءت به السنة هكذا ذكر، والسنة المذكورة هي ما روي عن عمر رضي الله عنه أنه قال في المتوفى عنها زوجها إذا ولدت وزوجها على سريره جاز لها أن تتزوج ، وشرط انقضاء هذه العدة أن يكون ما وضعت قد استبان خلقه أو بعض خلقه فإن لم يستبن رأسا بأن أسقطت علقة أو مضغة لم تنقض العدة ؛ لأنه إذا استبان خلقه أو بعض خلقه فهو ولد فقد وجد وضع الحمل فتنقضي به العدة ، وإذا لم يستبن لم يعلم كونه ولدا بل يحتمل أن يكون، ويحتمل أن لا يكون فيقع الشك في وضع الحمل، فلا تنقضي العدة بالشك.

وقال الشافعي في أحد قوليه يرى للنساء ، وهذا ليس بشيء ؛ لأنهن لم يشاهدن انخلاق الولد في الرحم ليقسن هذا عليه فيعرفن. وقال في قول آخر: يجعل في الماء الحار ثم ينظر إن انحل فليس بولد، وإن لم ينحل فهو ولد ، وهذا أيضا فاسد ؛ لأنه يحتمل أنه قطعة من كبدها أو لحمها انفصلت منها، وأنها لا تنحل بالماء الحار كما لا ينحل الولد، فلا يعلم به أنه ولد."

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (۳/ ۳۱۰) المكتبة الرشيدية

"جہاں تک تعلق ہے حامل کی عدت کا تو اسکی مقدار بقیہ مدت حمل ہے کم ہو یا

زیادہ یہاں تک کہ اگر وہ بچہ جنتی ہے وجوب عدت کے ایک دن یا اس سے کم یا زیادہ کے بعد تو بھی اسکی عدت ختم ہو جائے گی ارشاد باری تعالیٰ کی وجہ سے [اور حمل والی عورتیں ان کی مدت یہ ہے کہ وہ وضع حمل کر دیں] بغیر کسی تفصیل کے اور اصل میں یہ ذکر ہے کہ عورت اگر بچہ جنتی ہے اس حال میں کہ میت چار پائی پر ہو تو عدت گزر جائے گی جیسا کہ سنت میں یہ آیا ہے ایسا ہی ذکر ہے اور وہ سنت جس کا ذکر (اصل میں) کیا گیا ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے اس عورت سے متعلق جس کا شوہر مر جائے فرمایا جب وہ بچہ جنے اور اسکا شوہر چار پائی پر ہو اسکے لئے جائز ہے کہ وہ دوسری شادی کر لے اور اس عدت کے ختم ہونے کی شرط یہ ہے کہ جو بچہ وہ جنے اسکی مکمل خلقت ظاہر ہو گئی ہو یا بعض خلقت ظاہر ہو گئی ہو اگر بالکل خلقت ظاہر نہ ہو اس طور پر کہ علقہ یا مضغہ جن دے تو عدت ختم نہ ہوگی اس لئے کہ جب اسکی خلقت مکمل یا بعض ظاہر ہو جائے تو وہ ولد ہے تو اس صورت میں وضع حمل پایا گیا اور جب خلقت بالکل ظاہر نہ ہوئی ہو تو اسکا ولد ہونا معلوم نہیں بلکہ احتمال ہے کہ وہ ولد ہو یا ولد نہ ہو پس وضع حمل میں شک واقع ہو گیا لہذا عدت شک کی وجہ سے ختم نہ ہوگی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک قول میں فرماتے ہیں کہ عورتوں کو دکھایا جائے گا لیکن یہ بات کوئی حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ عورتوں نے رحم میں بچہ کی خلقت کا بننا نہیں دیکھا کہ وہ اسے اس پر قیاس کریں اور جان لیں (کہ یہ ولد ہے یا نہیں) اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے قول میں فرماتے ہیں کہ اسے گرم پانی میں ڈالا جائے گا پھر دیکھیں گے اگر وہ گھل جائے تو وہ ولد نہیں اور اگر نہ گھلے تو

وہ ولد ہے اور یہ بھی فاسد ہے کیونکہ یہاں یہ احتمال ہے کہ وہ اسکے جگر یا گوشت کا ایک ٹکڑا ہو جو اس سے جدا ہو گیا ہو اور یہ ٹکڑا ایسے ہی نہ گھلا ہو جیسے ولد نہیں گھلتا تو اس طرح یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی کہ یہ ولد ہی ہے۔"

مبسوط سرخسی میں موجود سمک طافی کا مسئلہ

ایک اور مسئلہ سمک طافی کا ہے یعنی وہ مچھلی جو پانی میں مر کے خود ہی اوپر آجائے اسے کھانا حلال ہے یا نہیں؟ شوافع کا مذہب اس ذیل میں یہ ہے کہ اس مچھلی کو کھانا جائز ہے یہ حضرات "هو الطهور ماءه والحل ميتته" وغیرہ مطلق نصوص سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں طافی اور غیر طافی کا فرق نہیں لہذا سب کو کھانا جائز ہے۔ ہماری دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے "ما انحسر عنه الماء فكل وما طفا فلا تأكل" اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمک طافی کھانے سے منع فرمایا ہے امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسکے جواب میں شوافع یہ نہیں کہیں کہ یہ نہی شفقۃً اور طبی ہے کیونکہ طبی اعتبار سے سمک طافی سے برص ہو جاتا ہے۔ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ اسکے جواب میں یہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ کہیں گے کہ زیادہ مچھلی کھانا برص کا باعث ہوتا ہے چاہے طافی ہو یا غیر طافی، نیز اصل بات یہ ہے کہ "وإنما بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم مبينا للأحكام دون الطب" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریعت بیان کرنے آئے تھے طب بیان کرنے نہیں اور سمک طافی سے نہی شرعی حکم ہے نیز مختلف صحابہ سے اسکی حرمت نقل ہے۔ گویا شرعی احکام میں طب کا کوئی دخل نہیں نیز امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی بات کا واضح مطلب یہ ہے کہ طب سمک طافی کو مضر کہے یا مفید دونوں صورتوں میں وہ حلال نہ ہوگی کیونکہ شرعی نہی موجود ہے۔ مبسوط سرخسی کی عبارت یہ ہے:

"قال: ولا تؤكل السمكة الطافية فأما ما انحسر عنه الماء أو نبذه فلا بأس بأكله وقال الشافعي رحمه الله تعالى لا بأس بأكل السمك الطافي واستدل بقوله تعالى: {أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعاً لَكُمْ} [المائدة: من الآية 96] قيل الطعام من السمك ما يوجد فيه ميتا وقال عليه الصلاة والسلام في البحر: "هو الطهور ماؤه والحل ميتته" وقال صلوات الله وسلامه عليه: "أحلت لنا ميتتان ودمان" الحديث وفي حديث أبان بن أبي عياش رضي الله تعالى عنه أن النبي عليه الصلاة والسلام سئل عن أكل الطافي من السمك فلم ير به بأسا واعتبر السمك بالجراد بعلة أنه لا يشترط فيه الذكاة فيستوي موته بسبب وبغير سبب وحجتنا في ذلك حديث جابر رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "ما انحسر عنه الماء فكل وما طفا فلا تأكل" ولا يقال هذا نهي إشفاق لما قيل إن الطافي يورث البرص وهذا لأن الاستكثار من السمك يورث البرص الطافي وغيره سواء وإنما بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم مبينا للأحكام دون الطب وحرمة تناول الطافي مروى عن علي وابن عباس رضي الله تعالى عنهم حتى قال علي رضي الله تعالى عنه للسماكين لا تبيعوا الطافي في أسواقنا وقال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أكل الطافی حرام۔"

المبسوط للسرخسي (۱۱/۲۴۷) دار الفكر

"طافی مچھلی (جو مچھلی پانی میں مر کر اوپر آجائے) کو نہیں کھایا جائے گا اور جہاں تک تعلق ہے اس مچھلی کا جسے پانی ساحل پر چھوڑ دے یا ڈال دے تو

اسے کھانے میں حرج نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سمک طافی کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی وجہ سے [تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے سمندر کے شکار کو تمہارے فائدے کیلئے] کہا گیا ہے کہ مچھلی میں سے طعام وہ مچھلی ہے جو مردہ پائی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمندر سے متعلق فرمایا ہے ''اسکا پانی پاک ہے اور اسکا مردار حلال ہے'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہمارے لئے حلال کئے گئے دو مردار اور دو خون '' (الحدیث) اور ابن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سمک طافی کھانے سے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں کوئی حرج نہیں دیکھا اور مچھلی کو ٹڈی پر قیاس کرلیا اس علت کی بناء پر کہ دونوں میں ذبح شرعی شرط نہیں تو اسکی موت برابر ہے چاہے کسی سبب سے ہو یا بغیر سبب کے ہو ۔اور ہماری دلیل اس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جسے پانی چھوڑ دے اسے کھالو اور جو مرکے پانی کے اوپر آجائے اسے نہ کھاؤ اور یہ نہ کہا جائے کہ نھی شفقۃً ہے کیونکہ کہا جاتا ہے سمک طافی برص کا سبب بنتی ہے یہ (برص کی بناء پر شفقۃً نہی کی بات) اس لئے نہ کہی کیونکہ مطلقاً زیادہ مچھلی کھانا برص کا سبب ہے طافی اور غیر طافی اس میں برابر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا گیا تھا احکام بیان کرنے کیلئے نہ کہ طب بیان کرنے کیلئے اور سمک طافی کو کھانے کی حرمت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے بھی مروی ہے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مچھلی فروشوں سے کہا تھا کہ سمک طافی ہمارے بازاروں میں نہ بیچو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا سمک طافی کو کھانا حرام ہے۔''

مختلف نصوص کی تصریحات کی روشنی میں روزہ ٹوٹنے کا اصول

ان تمہیدات کے بعد چند اصول سمجھنا ضروری ہیں۔

روزہ کب ٹوٹتا ہے؟ روزہ ٹوٹنے کا مدار کیا ہے؟ اس سے متعلق واضح اصول مختلف احادیث کے نصوص سے معلوم ہوتا ہے۔ اس باب میں اصل وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرسلاً اور مسند ابی یعلیٰ، مجمع الزوائد وغیرہ کتب میں مرفوعاً نقل ہے۔ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں:

"الصوم مما دخل ولیس مما خرج" (بخاری ۱/۲۶۰)

ترجمہ: روزہ ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے جو داخل ہوں اور ان سے نہیں ٹوٹتا جو خارج ہوں۔

نیز مسند ابی یعلیٰ کے الفاظ یہ ہیں:

"دخل رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال: يا عائشة هل من كسرة؟ فأتيته بقرص فوضعه على فيه وقال: يا عائشة هل دخل بطني منه شئ؟ كذلك قبلة الصائم إنما الإفطار مما دخل وليس مما خرج"

(مسند ابی یعلیٰ رقم الحدیث ۴۵۸۳ ـــ ۴/۳۲۸)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے اور فرمایا اے عائشہ کیا کوئی ٹکڑا ہے؟ میں ایک روٹی کی ٹکیہ لائی پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے منہ پر رکھا اور فرمایا اے عائشہ کیا میرے پیٹ میں اس سے کوئی چیز داخل ہوئی؟ ایسے ہی روزے دار کا بوسہ لینا ہے، بے شک روزہ داخل ہونے والی چیز سے ٹوٹتا ہے نہ کہ نکلنے والی چیز سے۔

معجم طبرانی، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مرسلاً یہ روایت منقول ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ منفذ سے مطلقاً دخول مفطر صوم ہے چاہے وہ چیز صالح للبدن ہو یا نہ ہو، چاہے معدے تک پہنچے یا نہیں، خشک ہو یا تر، فقط منفذ سے دخول ہوجانا کافی ہے اور یہ روزے کیلئے مفسد ہوگا۔ جیسا کہ کوئی شخص مقعد سے خشک لکڑی اندر ڈالے اور غائب کردے تو روزہ ٹوٹ جائے گا یا تر انگلی یا تر لکڑی ڈالے تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اگرچہ لکڑی غائب نہ کرے کیونکہ تری مقصود ہے اور وہ اندر رہ گئی، گویا اس حدیث سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ مقصودہ شئی منفذ کے ذریعے اندر داخل ہوجائے تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔ اسی اصول کو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ منقح اور واضح انداز میں شامیہ میں بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے:

"الإفساد منوط بما إذا كان بفعله أو فيه صلاح بدنه ويشترط أيضا استقراره داخل الجوف فيفسد بالخشبة إذا غيبها لوجود الفعل مع الاستقرار وإن لم يغيبها فلا لعدم الاستقرار ويفسد أيضا فيما لو أوجر مكرها أو نائما كما سيأتي لأن فيه صلاحه" (شامية ۲/۳۹۷)

ترجمہ: روزہ فاسد ہونے کا مدار اس بات پر ہے کہ وہ فعل اس نے خود کیا ہو یا اس میں اس کے بدن کا فائدہ ہو اور اس میں جوف کے اندر استقرار (ٹھہر جانے) کی بھی شرط ہے پس روزہ فاسد ہوجائے گا لکڑی سے اگر وہ اسے غائب کردے کیونکہ اس میں اس کا فعل پایا گیا اور استقرار (جسم میں ٹھہر جانا) بھی۔ اور اگر اس نے لکڑی غائب نہیں کی (بلکہ لکڑی کا دوسرا حصہ باہر ہی

ہو) تو روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ استقرار نہیں اور اسی طرح روزہ فاسد ہو جائے گا جب اس کے منہ میں زبردستی یا سونے کی حالت میں دوائی ڈال دی جائے کیونکہ اس میں اس کا فائدہ ہے۔

اگر حدیث پاک اور اس اصول کو سامنے رکھا جائے تو بات انتہائی عام فہم ہے کہ فساد صوم کا مدار دو چیزوں پر ہے۔

(۱) اس چیز کو جسم میں داخل کرنا روزے دار کے اپنے فعل سے ہو، جسے ادخال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(۲) یا اس میں روزے دار کا فائدہ ہو (تو اس کا فعل ہونا ضروری نہیں کوئی دوسرا شخص زبردستی بھی وہ چیز اس کے جسم میں داخل کر دے گا تو روزہ فاسد ہو جائے گا)۔ اسے صلاحِ بدن ہونے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ان دونوں مداروں کے لیے ایک شرط ہے کہ وہ چیز جسم میں استقرار کر لے یعنی ٹھہر جائے اس کا کوئی حصہ باہر نہ ہو ورنہ روزہ فاسد نہ ہوگا۔ یہ استقرار حدیث میں موجود لفظ "**مما دخل**" کی ہی تشریح ہے کیونکہ جس چیز کا ایک سرا باہر ہو وہ کلیۃً داخل نہیں ہوتی لہذا اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جبکہ جو چیز جسم میں غائب ہو جائے وہ کلیۃً داخل ہو جاتی ہے لہذا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور یہ ہی حکم تر انگلی کا ہے کیونکہ مقصودہ شئ اندر رہ گئی۔ باقی استقرار کے بعد کسی خاص موضع تک اس کا پہنچنا ضروری نہیں ورنہ یہ شرط بھی علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرماتے لیکن انہوں نے "**استقرارہ داخل الجوف**" کے بعد جو مثال دی ہے وہ بالکل مطلق ہے کہ لکڑی جسم میں غائب کر دے باقی اس کا معدہ تک پہنچنا یا کسی اور موضع تک پہنچنا ضروری نہیں۔ اسی طرح استنشاق سے متعلق البحر الرائق میں ہے:

"استنشق فوصل الماء الی فمه ولم یصل الی دماغه لایفسد صومه"

(البحر الرائق ۲/۴۵۲)

ترجمہ: ایک شخص ناک میں پانی ڈالتا ہے پس پانی اسکے منہ تک پہنچ جاتا ہے اور دماغ تک نہیں پہنچتا تو اس کا روزہ فاسد نہ ہوگا۔

یہاں علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نے استنشاق میں روزہ ٹوٹنے کیلئے پانی کے صرف دماغ تک پہنچنے کا ذکر کیا ہے گویا پانی دماغ تک پہنچ جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اس کا معدے تک پہنچنا ضروری نہیں۔ ایک اور مقام پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"الأقرب التخلص بأن الدبر والفرج الداخل من الجوف إذ لا حاجز بينهما وبينه فهما في حكمه والفم والأنف وإن لم يكن بينهما وبين الجوف حاجز إلا أن الشارع اعتبرهما في الصوم من الخارج"

(شامية ۲/۴۰۰)

ترجمہ: زیادہ بہتر جائے خلاصی یہ ہے کہ کہا جائے کہ دبر اور عورت کی فرج داخل (شرمگاہ) خود جوف ہیں کیونکہ ان دونوں اور جوف کے درمیان کوئی حائل نہیں، پس یہ دونوں جوف کے ہی حکم میں ہیں۔ اور منہ اور ناک میں بھی اگرچہ جوف اور ان دونوں کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں (لہذا ناک اور منہ کو بھی جوف شمار کرنا چاہیئے) مگر اس کا جواب یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے ان دونوں کو روزے کے باب میں خارج شمار کیا ہے۔

اس طرح کے بہت سے حوالے آگے آرہے ہیں جن میں نفس دخول کو مفسد صوم قرار دیا گیا ہے نیز کان میں پانی ڈالنے کے مسئلے پر مفصل تحقیق اگلے صفحات میں آرہی ہے اس میں خانیہ کے حوالے سے ہم نقل کریں گے کہ امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کا پورا

مدار ہی اس بات پر رکھا ہے کہ یہاں روزہ ٹوٹنا چاہیے کیونکہ روزے دار قصداً پانی منفذ کے ذریعے داخل کر رہا ہے نیز محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے چار مسائل اور ذکر کر کے یہاں تفصیلی کلام کیا ہے کہ ان تمام میں بھی ادخال بفعلہ کی وجہ سے روزہ ٹوٹ رہا ہے۔

ادخال بفعلہ یا صلاحِ بدن مفطرِ صوم ہیں

الغرض نفسِ ادخال کافی ہے اور اگر اس شئ میں صلاح بدن ہو تو ادخال بھی ضروری نہیں، خود دخول ہی کافی ہے، روزہ ٹوٹ جائے گا۔ گویا یہاں روزہ ٹوٹنے کے باب میں ادخال کو وصول الی الجوف کے قائم مقام بنا دیا گیا ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے سفر کو مشقت کے اور سونے کو خروجِ ریح کے قائم مقام بنا دیا گیا ہے[1]۔ اب چاہے سفر میں مشقت ہو یا نہ ہو نماز قصر ہوگی اور روزہ چھوڑ سکتا ہے نیز سونے کی حالت میں خروج ریح ہو یا نہ ہو وضو ٹوٹ جائے گا اسی طرح دخول حشفہ کو قائم مقام انزال کے اور آلہ جارحہ کو قتل عمد میں نیت کے قائم مقام بنا دیا گیا ہے[2]۔ چنانچہ یہاں ادخال کے بعد وصول الی الجوف ہو یا نہ ہو روزہ ٹوٹ جائے گا، لہذا نفسِ ادخال بفعلہ سے روزہ فاسد شمار ہوگا۔

یہاں یہ بات بھی مدنظر رہے کہ نفسِ ادخال کافی ہے اب اندر جوف تک پہنچنے کا شبہ ہو تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اندرونی نظام کے ہم مکلف نہیں نیز یہاں ایک اصول یہ

---

[1] النوم مضطجعا فی کونه سببا لوجود الحدث بواسطة استرخاء المفاصل وزوال مسکة الیقظة (بدائع الصنائع ۱/ ۱۳۴)

القصر ثابت فی حق کل مسافر سفر الطاعة والمعصیة فی ذلك سواء کذا فی المحیط (هندیة ۱/ ۱۳۹)

[2] أو توارث الحشفة (فی أحد السبیلین) أنزل أو لا (الدر المختار ۲/ ۴۰۹)

(عمدا وهو أن یتعمد ضربه) أی ضرب الآدمی فی أی موضع من جسده (ب) آلة تفرق الأجزاء مثل (سلاح) (الدر المختار ۶/ ۵۲۷)

بھی مدنظر رہے کہ منفذ سے ادخال مفسد ہے چاہے نفع ہو یا نہ ہو اور مسام سے ادخال مفسد نہیں چاہے جتنا نفع کیوں نہ ہو۔ آگے آرہے مختلف جزئیات اس پر دلیل ہیں نیز کان میں قصداً پانی ڈالنے کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مفسد صوم قرار دیا ہے "و کذلك ما اقطر فی اذنه" (المبسوط للامام محمد ۲ / ۲۱۲) اس سے متعلق محیط برہانی میں ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پانی کے مسئلے میں صلاحِ بدن ہونے یا نہ ہونے کی کوئی تفصیل نہیں کی جو اس بات پر بیّن دلیل ہے کہ ظاہر الروایۃ کے مطابق ائمہ ثلاثہ کا متفقہ مذہب ہے کہ کان میں چونکہ پانی کا ادخال ہو رہا ہے لہذا اس میں ہم کسی صلاحِ بدن کا اعتبار نہیں کریں گے، نفسِ ادخال ہی مفسد صوم ہوگا گویا حدیث "مما دخل" سے مستنبط اصول جسے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا وہ ظاہر الروایۃ (مبسوط للامام محمد) میں ائمہ مذہب سے منقول ہے۔

فقہاء اس طرح اصولوں پر چلتے ہیں اور یہ اصول احادیث ونصوص سے ہی مستنبط ہوتے ہیں جیسا کہ ہم نے ثابت کیا کہ یہاں "ادخال بفعله یاصلاح بدن" کا اصول "الصوم مما دخل ولیس مما خرج" سے کیسے مستنبط کیا گیا اور اسے فقہاء نے مختلف مسائل میں کس طرح استعمال کیا ہے اس کا ذکر بھی آگے تفصیلاً آئے گا۔ اتنا کچھ یا آپ کہہ لیں کہ سب کچھ ہونے کے باوجود جدید طب اور ظنی تحقیقات کی طرف جانا اور قطعیات میں شک وشبہ ڈالنا محل نظر ہی نہیں افسوسناک بھی ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ اصول قول فیصل ہے

نفس دخول وصول کے قائمقام ہوتا ہے اس پر تفصیلی بحث مع دلائل ہم اگلے عنوان میں ذکر کریں گے یہاں جملہ معترضہ کے طور اس عنوان کے تحت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے تفقہ اور مفطرات میں ان کے بیان کردہ اصول ''ادخال بفعلہ یا صلاح بدن مع

الاستقرار'' کی قدر و قیمت بیان کرنی ہے۔ یہ اصول علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا بیان کردہ یا تفرد نہیں بلکہ سینکڑوں جزئیات اور مبسوط للامام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ظاہر الروایۃ ''اقطر فی اذنیہ'' کے اطلاق کا بہترین خلاصہ ہے خانیہ میں امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جگہ جگہ ذکر کیا ہے جہاں ادخال بفعلہ ہو جائے وہاں صلاح بدن کی ضرورت نہیں اور جہاں صلاح بدن ہو وہاں ادخال بفعلہ ضروری نہیں دوسرا بھی زبردستی کوئی صالح للبدن چیز داخل کردے تو روزہ ٹوٹ جائے گا بشرطیکہ ان دونوں صورتوں میں استقرار پایا جائے۔ خانیہ کی دو مثالیں یہ ہیں:

''وإن صب الماء في أذنه اختلفوا فيه والصحيح هو الفساد لأنه وصل إلى الجوف بفعله فلا يعتبر فيه صلاح البدن''

(خانية على هامش الهندية ۱/۲۰۹)

''اگر اس نے کان میں پانی ڈالا اس میں ان کا اختلاف ہے اور صحیح فساد ہے کیونکہ یہ اسکے جوف تک پہنچ گیا پس اس میں صلاحِ بدن کا اعتبار نہیں۔''

نیز فرماتے ہیں:

''وإن طعن برمح لا يفسد صومه وإن بقي الزج في جوفه لأنه لم يوجد منه الفعل ولا صلاح البدن ولو دخل السهم جوفه وخرج من الجانب الآخر لم يفسد صومه ولو القى حجر فى الجائفة ودخل جوفه لم يفسد صومه'' (خانية على هامش الهندية ۱/۲۰۹)

''اگر اسے زخمی کیا گیا نیزے سے تو اسکا روزہ فاسد نہیں ہوگا اگرچہ اسکا لوہا اسکے جوف میں رہ جائے کیونکہ اس سے فعل نہیں پایا گیا اور نہ اس میں صلاحِ بدن ہے اور اگر تیر اسکے جوف میں داخل ہوا اور دوسری جانب سے نکل گیا تو اس کا

روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر جائفہ زخم میں پتھر ڈالا گیا اور وہ اسکے جوف میں داخل ہوگیا تو اسکا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔"

دیکھیں ان دونوں مسئلوں میں امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ نے کس طرح اس اصول کو مدار بنایا اور ان دونوں میں واقع تصحیحات کے اختلاف میں اس اصول کو مدار تصحیح بنایا ہے اگر طب مدارِ ترجیح ہوتی تو امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ اسے ضرور یہاں لاتے۔ کان میں قصداً پانی ڈالنے کا جو پہلا مسئلہ ہے اس پر تفصیلی اور سیر حاصل کلام آگے "منفذ کان" کے عنوان کے ذیل میں آرہا ہے وہاں ہم ذکر کریں گے کہ کس طرح امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ، ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشاہیر حنفیہ نے اس اصول کی بناء پر کان میں قصداً پانی ڈالنے کو مفطر قرار دیا ہے اور اس مسئلے میں صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ اور بعض حضرات نے جو روزہ نہ ٹوٹنے کی تصحیح کی ہے وہ محل نظر ہے الغرض اس مسئلے پر بحث وہاں ملاحظہ ہو۔ اس مقام پر امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ کی بات اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا اصول زیر بحث ہے اور خانیہ کی تصریح واضح ہے۔ دوسرا نیزے والا مسئلہ ہے کہ روزے دار کے پیٹ میں کوئی شخص نیزہ مار دے اور نیزے کا نچلا لوہا اسکے پیٹ میں رہ جائے تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟ تو اس میں بھی امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ نے اسی اصول کو مدار بنایا ہے اور روزہ نہ ٹوٹنے کی تصحیح کی ہے کیونکہ نیزے میں صلاح بدن نہیں لہذا ادخال بفعلہ ہوگا تو روزہ ٹوٹے گا اور یہاں دوسرے نے نیزہ مارا ہے چنانچہ یہاں روزہ نہ ٹوٹنا ہی اصح ہے البتہ اس مسئلے میں دوسرے قول کی بھی تصحیح کی گئی ہے۔ درمختار میں یہاں یہ تفصیل کی گئی ہے کہ نیزے کا ایک حصہ اندر رہ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا البتہ تیر کا ایک حصہ اندر رہ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ درمختار کی عبارت یہ ہے:

"(أو طعن برمح فوصل إلى جوفه) وإن بقي في جوفه كما لو ألقي حجر

في الجائفة أو نفذ السهم من الجانب الآخر ولو بقي النصل في جوفه فسد۔" الدر المختار (۲/۳۹۷)

"(یا اسکو نیزہ مارا گیا پس وہ نیزہ اسکے جوف تک پہنچ گیا) اگرچہ وہ اسکے جوف میں باقی رہے جیسا کہ اگر اسکے پیٹ کے زخم میں پتھر ڈال دیا جائے یا تیر دوسری طرف سے آر پار ہو جائے اور اگر تیر کا پھل اندر جوف میں رہ جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا"

درمختار میں جو نیزے اور تیر میں فرق ہے یہ محل نظر ہے۔ درمختار کے علاوہ کسی صاحب کتاب نے یہ فرق نہیں کیا کیونکہ دونوں میں وجہ فرق نہیں جن حضرات نے روزہ فاسد قرار دیا ہے تو دونوں میں فاسد قرار دیا ہے کیونکہ تیر اور نیزہ دونوں کا ایک حصہ اندر رہ رہا ہے اور جن حضرات نے فاسد قرار نہیں دیا انہوں نے دونوں میں فاسد قرار نہیں دیا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح کو ترجیح دی ہے اور "ادخال بفعلہ یا صلاح بدن" کے اصول کو امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ کی طرح مدار بنایا ہے اور دونوں میں روزہ کو غیر فاسد قرار دیا ہے کیونکہ تیر اور نیزے میں صلاح بدن نہیں نیز اس کا اپنا فعل بھی نہیں لہذا روزہ نہیں ٹوٹنا چاہیئے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"(قوله: كما لو ألقي حجر) أي ألقاه غيره فلا يفسد لكونه بغير فعله وليس فيه صلاحه بخلاف مالو داوى الجائفة كما سيأتي (قوله: ولو بقي النصل في جوفه فسد) هذا على أحد القولين إذ لا فرق بين نصل السهم ونصل الرمح فقد صرح في فتح القدير بأن الخلاف جار فيهما وبأن عدم الإفطار صححه جماعة اهـ وقد جزم الزيلعي بالصحيح فيهما وبه علم ما في كلام الشارح حيث جرى أولا على الصحيح وثانيا على مقابله فافهم"

الشامیة (۲/۳۹۷)

''(مصنف کا قول: اگر اسکے پتھر ڈالا گیا) یعنی غیر نے ڈالا پس روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ اس کا فعل نہیں اور اس میں اس کا صلاح بھی نہیں برخلاف اگر جائفہ میں دواء لگائے جیسا کہ آگے آرہا ہے (مصنف کا قول: اور اگر تیر کا پھل اسکے جوف میں رہ گیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا) یہ ایک قول کے مطابق ہے کیونکہ کوئی فرق نہیں تیر اور نیزے کے پھل میں پس فتح القدیر میں یہ صراحت ہے کہ اختلاف دونوں مسئلوں میں موجود ہے اور عدم افطار کی ایک جماعت نے تصحیح کی ہے اور زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان دونوں میں صحیح قول پر جزم فرمایا ہے اور اسی سے شارح کے کلام میں موجود تعارض معلوم ہوا کہ وہ پہلے صحیح پر چلے اور پھر (تیر کے مسئلے میں) اسکے مقابل غیر صحیح پر چلے۔ اس پر غور کرو۔''

یہاں امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے صحیح قول یعنی عدم افطار پر جزم کی بات کرنے میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ سے تسامح ہوا ہے امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے افطار کے قول کو لیا ہے۔ اس نیزے کے مسئلے میں اور قصداً کان میں پانی ڈالنے کے مسئلے میں جو تفصیلات اور تصحیحات کا اختلاف ہے اگر ان پر مفصلاً لکھا جائے تو شاید سینکڑوں صفحات بھی کم ہو جائیں۔ کان میں پانی ڈالنے کا مسئلہ تو اگلے صفحات میں کافی تفصیل کے ساتھ آ بھی رہا ہے لیکن ان دونوں سے متعلق خانیہ کی جو عبارات بندے نے تحریر کی وہ بہت جامع اور ایک سطر سے زائد نہیں۔ اور ان میں اسی اصول کو مدار بنا کر مسئلہ حل کر دیا گیا ہے۔

مفطرات کے باب میں حنفیہ کے واضح اصول سے معاصرین کا صرفِ نظر

یہاں افسوس کے ساتھ یہ بات تحریر کرنی پڑ رہی ہے کہ مفطرات کے مسائل

کے ذیل میں بندے نے معاصرین کی بہت سی تحریرات کا مطالعہ کیا لیکن کسی نے بھی علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے اس اصول کو لائق اعتناء ہی نہ سمجھا۔ اگر اس اصول سے موافقت نہ ہو تو اسے رد کرنے کیلئے ہی تحریر کرلیا جاتا لیکن یہ بھی نہ کیا گیا جبکہ یہ اصول کثیر جزئیات اور ظاہر الروایۃ کا خلاصہ ہے یہ ان کا تفرد نہیں بلکہ حنفیہ کی مختلف کتب میں بکھرے جزئیات کا نچوڑ ہے اور یہ حنفیہ پر ان کا احسانِ عظیم ہے۔ بندے کی اس تحریر میں موجود مختلف فقہی جزئیات سے بھی یہ بات ظاہر ہے۔ نیز اس سے صرفِ نظر کا ہی نتیجہ ہے کہ بعض حضرات سے اس ذیل میں بڑی فحش غلطیاں ہوئی ہیں۔ جیسا کہ ایک فتوی یہ ہے:

"عنوان: روزہ میں آنکھ، کان، ناک میں دواء ڈالنے سے متعلق ایک انوکھی تحقیق

الجواب و باللہ التوفیق: حضرات فقہاء نے قرآن واحادیث کے تمام نصوص کو سامنے رکھ کر روزہ ٹوٹنے کا مدار دو چیزوں پر رکھا ہے:

(۱) صورت افطار: یعنی منہ سے کوئی چیز قصداً یا خطاءً نگل لینا، خواہ وہ کیسی ہی چیز ہو، مفید ہو یا غیر مفید، یا قصداً جماع کرنا۔

(۲) معنی افطار: یعنی جوف معدہ یا جوف دماغ تک پہنچنے والے طبعی راستوں کے ذریعہ کسی طبعاً یا عرفاً مفید چیز کا جوف تک بالقصد پہنچ جانا یا قصداً انزال کر دینا۔۔۔ اسی اصول پر مسائل متفرع کرتے ہوئے حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ (۱) جہاں صورت اور معنی دونوں اعتبار سے افطار پایا جائے گا، وہاں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے مثلاً کوئی غذا منہ کے راستہ سے قصداً کھالی تو یہاں صورت افطار بھی پائی گئی اور غذا میں افادہ کی صلاحیت موجود ہونے کی وجہ سے معنی افطار بھی پائے گئے۔۔۔ (۲) اور جہاں صرف صورت افطار یا صرف معنی افطار پائے جائیں دونوں جمع نہ ہوں مثلاً پتھری نگل

لینا کہ اس میں افطار کی صورت تو پائی جاتی ہے لیکن افطار کے معنی نہیں پائے جاتے کیونکہ پتھری بدن کیلئے مفید نہیں ہے یا ناک میں دواء ڈالنا کہ اس میں منفعت پائے جانے کی وجہ سے معنی افطار تو محقق ہیں مگر صورت افطار نہیں پائی جاتی تو ان صورتوں میں صرف قضاء واجب ہوتی ہے کفارہ لازم نہیں ہوتا۔۔۔(۳) اور جن شکلوں میں افطار کے معنی اور صورت میں سے کوئی بھی چیز نہ پائی جائے وہاں روزہ کے فساد کا حکم نہیں لگایا جاتا چنانچہ ٹھنڈے پانی سے نہالینے یا سر وغیرہ میں تیل لگا لینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اگر چہ پانی کی ٹھنڈک بدن میں محسوس ہوتی ہے اور بسا اوقات اس کی وجہ سے پیاس کی شدت ختم ہو جاتی ہے اسی طرح تیل بھی مسامات کے ذریعہ بدن کے اندر پہنچ جاتا ہے۔تو معلوم ہوا کہ شریعت کی نظر میں روزہ کی حالت میں نفس افادیت ممنوع نہیں ہے بلکہ وہ خاص افادیت مفسد ہے جو صورت افطار یا معنی افطار کی شکل میں پائی جائے۔۔۔۔اس اصولی بحث کی روشنی میں آنکھ میں دواء ڈالنے، اسی طرح بدن کے کسی حصہ میں انجکشن لگانے اور گلوکوز چڑھانے کے مسائل بھی حل کئے جاسکتے ہیں۔غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان مسائل میں صورت افطار اور معنی افطار کوئی بھی شکل نہیں پائی جارہی ہے۔صورت افطار کا نہ پایا جانا تو ظاہر ہے کیونکہ منہ کے راستے سے دواء نہیں ڈالی جاتی اور معنی افطار بھی نہیں پائے جاتے اس لئے کہ یہ دواء براہِ راست جوف تک نہیں پہنچتی بلکہ رگوں اور مسامات کے ذریعہ پہنچتی ہے۔"

کتاب النوازل۔مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری (ج ۶ ص ۳۶۰)

مجیب نے ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ مختلف جزئیات ذکر کر کے انہیں ثابت

بھی کیا ہے اور ان کا اصل مقصد آنکھ میں دواء ڈالنے یا انجکشن لگوانے سے روزہ نہ ٹوٹنا ثابت کرنا ہے۔اس فتوی میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے کہ جب مجیب نے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے اصول کو لینے کے بجائے مختلف جزئیات کو سامنے رکھتے ہوئے خود اصول بنائے تو ان سے کتنا بڑا تسامح ہوا ہے انہوں نے صورتِ افطار (منہ سے کوئی چیز نگلنا) اور معنی افطار (صلاح بدن ہونا) انہیں مدار بنایا جو کہ دراصل صرف وجوبِ کفارہ میں مدار ہیں جیسا کہ ہم آگے ''منفذ کان'' کے ذیل میں اس پر تفصلی بحث کریں گے۔پھر مجیب نے جہاں دونوں ہوں (مثلاً منہ سے کھانا کھا لیا) تو قضاء وکفارہ دونوں واجب کئے جہاں ایک ہو مثلاً صرف صورت افطار ہو جیسا کہ پتھر نگل لیا یا معنی افطار ہو جیسا کہ ناک میں دواء ڈال لی تو صرف قضاء ہے کفارہ نہیں لیکن مجیب ان تمام جزئیات کا کیا جواب دیں گے جو کہ تمام کتب فقہ میں ذکر ہیں کہ مقعد سے لکڑی لینا یا فرج میں روئی رکھنا یا منہ سے لکڑی نگل لینا یہ بھی مفطر ہیں یا ہر وہ جزئیہ جس میں منہ کے علاوہ سے غیر صالح للبدن چیز اندر جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹنے کا حکم کتب میں ذکر ہے ان تمام میں آپ کے بیان کردہ اصول کے مطابق روزہ نہیں ٹوٹنا چاہیئے لیکن کتب میں تو روزہ ٹوٹنا ذکر ہے۔آنکھ اور انجکشن کا جواب تو آپ نے یہ سب باتیں بنا کر دے دیا لیکن ان اشکالات کا کیا جواب ہوگا؟لہذا اس عنوان کے تحت اپنے طور پر اجتہادات یا طب کو مدار بنانے کے بجائے جو اصول و جزئیات فقہاء کرامؒ نے بیان فرمائے ہیں اور وہ ظاہر الروایۃ اور نصوص شرعیہ سے مستنبط اور یقینی ہیں انہیں مدار بنا لیا جائے تو یہی ایک مقلد اور صاحب علم کے شایان شان ہے۔

نفس دخول وصول کے قائمقام اور مفطر ہے اندرونی نظام کے ہم مکلف نہیں

یہاں یہ بات خاص طور پر مدنظر رہے کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اصول بیان

فرمایا ہے وہ صرف "ادخال بفعله یا صلاح بدن" سے متعلق ہے اور اس چیز کا کسی خاص مقام تک پہنچنا ضروری نہیں نفس دخول کافی ہے اگر کسی فقہی عبارت میں ''الی الجوف'' یا ''الی الدماغ'' کی قید نظر آئے تو وہ قید اتفاقی قرار دی جائے گی اور یہ فقہاء کی تعبیرات ہوتی ہیں ان تعبیرات وتعلیلات کو لے کر اصولی مسائل تبدیل نہیں ہوتے باقی نفس دخول کافی ہے اسکے حوالے درج ذیل ہیں۔

(۱) محیط برہانی میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ وہ کان میں نفس تقطیر کو مفسد قرار دیتے ہیں دماغ تک اس کا پہنچنا ضروری نہیں۔ محیط کی عبارت یہ ہے:

''ولو اغتسل، فدخل الماء في أذنه لا يفسد صومه، بلا خلاف، وفي الإقطار في الأذن لم يشترط محمد رحمه الله الوصول إلى الدماغ حتى قال مشائخنا: إذا غاب في أذنه كفى ذلك لوجوب القضاء''

المحيط البرهاني (۳۴۷/۳) ادارة القرآن

''اگر اس نے غسل کیا اور پانی اسکے کان میں داخل ہوگیا تو اسکا روزہ نہیں ٹوٹے گا اس میں کوئی اختلاف نہیں اور کان میں قطرے ڈالنے میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے دماغ تک پہنچنے کی کوئی شرط نہیں لگائی یہاں تک کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جب کان میں غائب ہوگیا تو یہ وجوب قضاء کیلئے کافی ہے۔''

(۲) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مبسوط ''کتاب الاصل'' میں مطلق "اقطر فی اذنه" کے الفاظ فرمائے ہیں "الی الدماغ" وغیرہ کی کوئی قید ذکر نہیں کی لہذا یہ اس پر صریح دال ہے کہ نفس دخول کافی ہے۔

(۳) یہی بات علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے مقعد اور فرج داخل سے متعلق بیان فرمائی ہے کہ یہ دونوں خود جوف ہیں۔ ان میں لکڑی یا روئی کو داخل کرنا مفسد صوم ہے۔ یہ اس پر

صریح دال ہے کہ منافذ میں نفسِ دخول وصول الی الجوف کے قائم مقام ہوتا ہے۔شامیہ کی عبارت یہ ہے:

"قلت الأقرب التخلص بأن الدبر والفرج الداخل من الجوف إذ لا حاجز بينهما وبينه فهما في حكمه" (شامية ۲/۴۰۰)

"زیادہ بہتر جائے خلاصی یہ ہے کہ کہا جائے کہ مرد اور عورت کی شرمگاہ (فرج داخل) خود جوف ہیں کیونکہ ان دونوں اور جوف کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔"

(۴) اسکے علاوہ مقعد میں لکڑی داخل کرنے کا مسئلہ ہے وہاں نفس دخول مفطر ہے فقط غائب ہوجائے تا کہ استقرار پایا جائے اسکا کہیں پہنچنا ضروری نہیں اور نہ اس میں کوئی فائدہ ہے،شامیہ میں ہے:

"يفسده كما لو ادخل خشبة في دبره وغيّبها" (شامية ۲/۳۹۷)

"یہ روزے کو فاسد کردے گا جیسا کہ اگر لکڑی دبر میں داخل کردے اور غائب کردے (تو روزہ فاسد ہوجائے گا)"

(۵) نیز ھندیہ میں منہ سے لکڑی نگلنے سے متعلق یہ جزئیہ موجود ہے:

"ولو ابتلع خشبة وطرفها في يده ثم اخرجها لا يفسد صومه ولو ابتلع كلها فسد صومه كذا في الخلاصة" (هندية ۱/۲۰۴)

"اگر وہ لکڑی منہ سے نگل لیتا ہے اور اس لکڑی کی دوسری طرف اسکے ہاتھ میں ہے پھر وہ اسے باہر نکال لیتا ہے تو اسکا روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر وہ پوری لکڑی نگل لیتا ہے تو اسکا روزہ فاسد ہوجائے گا یہی خلاصہ میں ہے۔"

(۶) ترانگلی مقعد میں داخل کرنے سے متعلق یہ مسئلہ کتب میں موجود ہے:

"ولو أدخل أصبعه في استه أو المرأة في فرجها لا يفسد وهو المختار إلا إذا كانت مبتلة بالماء أو الدهن فحينئذ يفسد لوصول الماء أو الدهن هكذا في الظهيرية" (هندية ۱/۲۰۴)

"اگر انگلی داخل کی اپنی دبر میں یا عورت نے اپنی شرمگاہ میں تو روزہ مختار قول کے مطابق فاسد نہ ہوگا مگر یہ کہ انگلی پانی یا تیل سے تر ہو تو اس وقت روزہ فاسد ہو جائے گا پانی یا تیل کے اندر پہنچ جانے کی وجہ سے یہی ظہیریہ میں ہے۔"

ظاہر ہے تر انگلی کی معمولی تری نے اندر کہاں تک پہنچنا ہے لیکن شریعت نے ہمیں اس کا مکلف نہیں بنایا نیز منہ سے لکڑی نگلنے کا جو جزئیہ ہم نے ذکر کیا وہ بھی عام ہے لکڑی نے کون سا معدے تک پہنچنا ہے۔

(۷) اسکے علاوہ مبسوط للامام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تل والا جزئیہ ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وان تناول سمسما ابتداء افطر" (المبسوط للامام محمد ۲/۳۳۱)

"اگر تل ابتداءً (باہر سے) کھالیتا ہے تو روزہ ٹوٹ گیا۔"

ظاہر ہے تل نے حلق کی نالی میں ہی کالعدم ہو جانا ہے لیکن وہ مفطر ہے۔

(۸) اسکے علاوہ فرج داخل میں روئی رکھنے کا جزئیہ ہے کہ وہ بھی مفطر ہے۔ بحر میں ہے:

"ان المرأة اذا حشت الفرج الداخل فسد صومها"

(البحر الرائق ۲/۴۸۷) المكتبة الرشيدية

"عورت جب فرج داخل میں کپڑا رکھ دے تو اسکا روزہ فاسد ہو گیا۔"

نیز صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"المرأة اذا جعلت القطنة فی قبلها ان انتهت الی الفرج الداخل وهو رحمها انتقض صومها لانه تم الدخول"

(کتاب التجنیس ۲/۳۸۰)ادارۃ القرآن

''عورت جب روئی رکھ دے اپنی شرمگاہ میں اگر وہ فرج داخل تک پہنچ جائے جو کہ اسکا رحم ہے تو اسکا روزہ ٹوٹ گیا کیونکہ دخول تام ہوگیا۔''

"تم الدخول" کا لفظ قابل غور ہے یہ صاحبِ ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح ہے کہ کہیں خاص جوف تک پہنچنا ضروری نہیں ان سب منافذ میں نفس دخول کافی ہے اور دخول وصول کے قائم مقام ہوگا۔ یہی استدلال ہم نے سفر، نیند وغیرہ کے قائم مقام ہونے کے اعتبار سے ذکر کیا ہے اور اس بات کے بے شمار حوالے ذکر کئے جاسکتے ہیں۔ یہ تمام مسائل اکثر کتب میں اسی طرح ذکر ہیں لہذا یہ بنیاد ہی منہدم ہوگئی کہ کان سے دماغ تک یا فرج ومقعد سے معدے تک کچھ پہنچے گا تب ہی روزہ ٹوٹے گا ورنہ نہیں ہم نے ذکر کر دیا اور آگے بھی ذکر کریں گے کہ دماغ اور معدہ ایسے جوف ہیں جو ہر جگہ سے اثرات کھینچتے ہیں لہذا لازمی بات ہے کہ ان تک اثرات پہنچیں گے اسی اعتبار سے فقہاء بعض مقامات پر یہ قیودات اتفاقی طور پر ذکر کر دیتے ہیں البتہ یہ اتفاقی جزئیات اور کان سے متعلق امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب واضح دلیل ہے کہ نفس دخول کافی ہے اس میں مزید تدقیقات میں الجھنا اور لوگوں کو الجھانا فقہ وتفقہ نہیں بلکہ احتمالات وشبہات کا درجہ رکھتا ہے۔

نفس دخول وصول کے قائم مقام ہونے پر دیگر مذاہب کے حوالے

(۹) یہاں شوافع کے کان میں تقطیر سے متعلق حوالے بھی قابل غور ہیں کیونکہ انہوں نے صرف ''تقطیر فی باطن الاذن'' کی قید لگائی ہے جیسا کہ علامہ نوویؒ ''منہاج الطالبین'' میں فرماتے ہیں:

"والتقطير في باطن الأذن والإحليل مفطر في الأصح."

''کان کے اندرونی حصے اور احلیل (مرد کی پیشاب گاہ) میں قطرے ڈالنا روزے کیلئے مفسد ہے اصح قول کے مطابق''

(۱۰) اس کی شرح میں امام خطیب شربینیؒ ''مغنی المحتاج'' میں فرماتے ہیں:

''الشرح: (والتقطير في باطن الأذن) وإن لم يصل إلى الدماغ''

مغني المختاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج (۱/۶۲۷) دار المعرفة بيروت

''شرح: (مصنف کا قول: کان کے اندرونی حصے میں دواء ڈالنا) اگرچہ دماغ تک نہ پہنچے۔''

(۱۱) نیز علامہ سلیمان بن عمر الجمل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۲۴ھ) اپنی کتاب ''حاشیۃ الجمل علی شرح منہاج الطلاب'' میں فرماتے ہیں:

''والتقطير في باطن الأذن وإن لم يصل إلى الدماغ وباطن الإحليل وهو مخرج البول من الذكر، واللبن من الثدي وإن لم يصل إلى المثانة ولم يجاوز الحلمة أو الحشفة مفطر في الأصح لما مر من أن المدار على مسمى الجوف۔'' حاشية الجمل (۲/۳۱۸) دار احياء التراث العربی

''باطن کان میں قطرے ڈالنا اگرچہ وہ دماغ تک نہ پہنچے اور باطنِ احلیل یعنی مرد کے پیشاب نکلنے کی جگہ اور عورت کے دودھ نکلنے کی جگہ میں قطرے ڈالنا اگرچہ وہ مثانہ تک نہ پہنچے اور سرپستان یا آلہ تناسل کی سپاری سے تجاوز نہ کرے اصح قول کے مطابق یہ روزے کیلئے مفسد ہے کیونکہ یہ بات گزر چکی کہ مدار جوف کے مسمی پر ہے (اور یہ سب مسمی جوف میں داخل ہیں)''

(۱۲) نیز ''اسنی المطالب فی شرح روض الطالب'' میں عبارت ہے:

''لو أدخل الصائم في أذنه أو إحليله وهو مخرج البول من الذكر واللبن

من ثدي شيئا فوصل إلى الباطن أفطر وإن كان لا منفذ منه إلى الدماغ في الأولى لأنه نافذ إلى داخل قحف الرأس وهو جوف أو لم يجاوز الداخل فيه الحشفة أو الحلمة في الثانية لوصوله إلى جوف"

أسنى المطالب في شرح روض الطالب (۲۲/۳) دار الكتب العلمية

''اگر روزے دار نے اپنے کان یا احلیل میں ۔احلیل مرد کے پیشاب نکلنے کی جگہ اور پستان سے دودھ نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں ۔کوئی چیز داخل کی اور وہ چیز اندر پہنچ گئی تو اسکا روزہ ٹوٹ گیا اگر چہ پہلے (کان) میں وہاں سے دماغ تک کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ کان سر کی کھوپڑی میں کھلا ہوا ہے اور وہ (خود) جوف ہے یا اگر چہ دوسرے (احلیل) میں وہ حشفہ ذکر (آلہ تناسل کی سپاری) یا سر پستان سے تجاوز نہ کرے کیونکہ وہ جوف تک پہنچ گیا (گویا آلہ تناسل کی سپاری اور سوراخ میں دخول ہی مفطر ہے کیونکہ داخل جوف ہے اندر مثانہ یا پستان میں کسی بھی مقام تک پہنچنا ضروری نہیں)۔''

دیکھیں ان تینوں حوالوں میں ''وان لم یصل الی الدماغ'' کی تصریح ہے کہ صرف باطنِ کان میں جانا مفسدِ صوم ہے نیز باطن اُذن کی تعبیر بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تعبیر ''اذا غاب فی اذنہ'' کے بالکل موافق ہے۔

(۱۳) اسکے علاوہ ''الشرح الکبیر للرافعی'' میں ہے:

"باطن الدماغ والبطن والامعاء والمثانة مما يفطر الواصل إليه حتى لو كان على رأسه مأمومة أو علي بطنه جائفة فوضع عليها دواء فوصل إلى جوفه أو الي خريطة دماغه بطل صومه قال الامام وصاحب التهذيب وان لم يصل الي باطن الامعاء والي باطن الخريطة ولا فرق بين ان يكون

الدواء رطبا أو يابسا وعند أبى حنيفة رحمه الله لا يبطل باليابس ولم تجعل المثانة مما يفطر الواصل إليه وفى "المعتمد" حكاية وجه يوافق في المثانة لنا مطلق ما روى "أن الفطر مما دخل يوافقه" وقياس المثانة علي سائر الاجواف وفيها قوة إحالة الدواء ثم في الفصل صور (احداها) الحقنة مبطلة للصوم لحصول الوصول۔۔۔ (الرابعة) في بطلان الصوم بالتقطير في الاذن بحيث يصل الي الباطن"

الشرح الكبير للرافعي (۱۹۳/۳) دار الكتب العلمية

''دماغ کا باطن، بطن، آنتیں اور مثانہ کے اندر پہنچ جانے والی چیز روزے کیلئے مفسد ہے یہاں تک کہ اگر اسکے سر یا پیٹ پر زخم ہو اور وہ ان پر دواء لگائے اور دواء جوف تک پہنچ جائے یا دماغ کی جھلی تک پہنچ جائے تو اسکا روزہ فاسد ہو جائے گا امام اور صاحب تھذیب نے فرمایا کہ اگرچہ وہ آنتوں یا جھلی کے اندر نہ پہنچے اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ دواء تر ہو یا خشک اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خشک سے نہیں ٹوٹے گا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مثانہ کو ایسا قرار نہیں دیا جس تک پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جائے اور ''معتمد'' میں ایسی وجہ کا بیان ہے جو مثانہ میں ان کے موافق ہے ہماری دلیل مطلق روایت ہے کہ روزہ ہر داخل ہونے والی شئی سے ٹوٹ جاتا ہے اور مثانہ کا دیگر اجواف پر قیاس ہے اور اس میں احالہ دواء کی طاقت ہے پھر فصل میں مختلف صورتیں ہیں پہلی یہ کہ حقنہ روزے کیلئے مفطر ہے کیونکہ وصول پایا گیا۔۔۔ چوتھی یہ کہ روزہ باطل ہو جاتا ہے کان میں قطرات ڈالنے سے اس طور پر کہ اندر پہنچ جائیں''

نیز علامہ رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مثانہ میں بھی نفس دخول کو مفطر قرار دے کر "الفطر مما دخل" کو مستدل بنایا ہے اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر احلیل کے مسئلے میں رد کیا ہے کہ یہاں نفس دخول مثانہ میں ہو رہا ہے پھر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ روزہ ٹوٹنے کے کیوں قائل نہیں۔ دیکھیں یہ ہے اصل فقہ اور تفقہ۔ نص سے استدلال ہوتا ہے اور اسی کے ذریعے مخالف پر رد کیا جاتا ہے۔

احلیل کے مسئلے میں امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ کا جواب

علامہ رافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استدلال کا جواب امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے اور امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے احلیل کے مسئلے میں جو مدار بیان فرمایا ہے وہ بہت اہم ہے ہم آگے منافذ، مسام اور مخارج کی تقسیم ذکر کریں گے انسانی جسم میں چھ خلقی اور اصل منافذ ہیں منہ، ناک، کان، مقعد، فرج، قُبل اور اسکے علاوہ آنکھ، ناف اور جسم کے بقیہ باریک سوراخ مسام ہیں اور احلیل (مردانہ پیشاب گاہ) اور پستان مخرج ہیں۔ اس پر تفصیلی کلام اور دلائل آگے آرہے ہیں یہاں صرف امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ کی بات اور علامہ رافعی رحمۃ اللہ علیہ کو جواب دینا ملحوظ ہے۔ امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ منافذ اور احلیل سے متعلق فرماتے ہیں:

"وأما السعوط والدواء الواصل بالجائفة أو الآمة فالأصل فيه حديث لقيط بن صبرة عن النبي صلى الله عليه وسلم: {بالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائما} فأمره بالمبالغة في الاستنشاق ونهاه عنها لأجل الصوم، فدل ذلك على أن ما وصل بالاستنشاق إلى الحلق أو إلى الدماغ أنه يفطر، لولا ذلك لما كان لنهيه عنها لأجل الصوم معنى مع أمره بها في غير الصوم.

وصار ذلك أصلا عند أبي حنيفة في إيجاب القضاء في كل ما وصل إلى الجوف واستقر فيه مما يستطاع الامتناع منه ، سواء كان وصوله من مجرى الطعام والشراب أو من مخارق البدن التي هي خلقة في بنية الإنسان ، أو من غيرها ؛ لأن المعنى في الجميع وصوله إلى الجوف واستقراره فيه مع إمكان الامتناع منه في العادة ، ولا يلزم على ذلك الذباب والدخان والغبار يدخل حلقه ؛ لأن جميع ذلك لا يستطاع الامتناع منه في العادة ، ولا يمكن التحفظ منه بإطباق الفم .فإن قيل : فإن أبا حنيفة لا يوجب بالإفطار في الإحليل القضاء .قيل له : إنما لم يوجبه ؛ لأنه كان عنده أنه لا يصل إلى المثانة ؛ وقد روي ذلك عنه منصوصا ، وهذا يدل على أن عنده إن وصل إلى المثانة أفطر .وأما أبو يوسف ومحمد فإنهما اعتبرا وصوله إلى الجوف من مخارق البدن التي هي خلقة في بنية الإنسان."

أحكام القرآن للجصاص (۱/۱۹۱ دار الكتب العربی)

''جہاں تک تعلق ہے ناک سے دواء ڈالنے اور اس دواء کا جو پیٹ یا سر کے زخم پر لگائی جائے تو اسمیں اصل لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو انہوں نے آپ ﷺ سے نقل فرمائی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا (وضو میں) ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزے سے ہو] پس آپ ﷺ نے استنشاق میں مبالغہ کا حکم فرمایا اور اس مبالغہ سے روزے کی وجہ سے منع فرمایا پس یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ استنشاق کی وجہ سے حلق یا دماغ تک جو چیز پہنچ جائے وہ مفطر ہو گی اگر ایسا نہ ہو تو آپ ﷺ کے

روزے کی حالت میں مبالغہ سے منع کا کوئی معنی (یعنی فائدہ) نہیں حالانکہ غیر روزے کی حالت میں مبالغہ کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اور یہ (حدیث) اصل بن گئی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر اس چیز سے متعلق جو جوف تک پہنچ جائے اور استقرار پکڑ لے اور اس سے باز رہنا ممکن ہو ایسی ہر چیز سے روزہ ٹوٹ جائے گا چاہے اسکا پہنچنا کھانے پینے کے راستے سے ہو یا بدن کے ان سوراخوں سے ہو جو خلقۃً انسان کے جسم میں ہیں یا غیر خلقی ہوں (یعنی زخم وغیرہ کے سوراخ جو خلقۃً نہیں ہوتے) کیونکہ ان سب میں مشترکہ معنی (یعنی علت قیاس علی الانف) یہ ہے کہ وہ چیز جوف میں پہنچ کر استقرار پکڑ رہی ہے جبکہ عادۃً اس سے باز رہنا ممکن ہے۔اور اس پر یہ اشکال لازم نہیں آئے گا کہ مکھی ،دھواں اور غبار حلق میں داخل ہو جائے (تو روزہ نہیں ٹوٹتا) کیونکہ ان سب سے احتراز کرنا عادۃً ممکن نہیں اور ان سے (ہر وقت) حفاظت کرنا منہ بند کر کے ممکن نہیں۔

اگر یہ اشکال کیا جائے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ احلیل میں روزہ کو فاسد قرار دے کر قضاء واجب نہیں قرار دیتے تو اسکا جواب یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ قضاء واجب قرار نہیں دیتے کیونکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ داخل مثانہ تک نہیں پہنچتا اور یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منصوص طور پر نقل ہے اور یہ بات اس پر بھی دلالت کرتی ہے اگر یہ مثانہ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور جہاں تک تعلق ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ دونوں اعتبار کرتے ہیں اس بات کا کہ یہ جسم کے ایسے سوراخ جو خلقۃً ہے سے اندر پہنچ گیا (لہذا احلیل بھی مفسد ہے)"

دیکھیں امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے "الا ان تکون صائماً" حدیث سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی مکمل تفصیل بیان فرمادی کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام مخارق اصلیہ اور غیر اصلیہ (جائفہ، آمۃ وغیرہ) کو اس نص سے قیاس کر کے ثابت فرماتے ہیں۔ اسکے بعد امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ احلیل کو مخارق بدن میں شمار نہیں فرماتے جبکہ صاحبین رحمۃ اللہ علیہما اسے مخارق بدن میں شمار فرماتے ہیں

"واما ابو یوسف ومحمد فانهما اعتبرا وصوله الی الجوف من مخارق البدن التی هی خلقة فی بنیة الانسان" اس عبارت کے مفہوم مخالف سے معلوم ہوا کہ امام صاحبؒ احلیل کو مخارقِ معتبرہ میں شمار نہیں فرماتے اسی وجہ سے امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمادی کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مثانہ تک پہنچنا ثابت ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ گویا احلیل کا سوراخ بہت چھوٹا ہے اور اس میں موجود وال کسی چیز کے اندر جانے سے مانع ہے لہذا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسے اور پستان کو ناک پر قیاس نہیں فرماتے جبکہ صاحبین رحمۃ اللہ علیہما احلیل کو بھی مخارقِ بدن یعنی منفذ شمار فرماتے ہیں۔ بندہ سمجھتا ہے کہ احلیل کے مسئلے میں متاخرین کی تعبیرات کے بجائے اگر امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ کی تعبیر لے لی جائے تو فقہاء کے اقوال اس احلیل میں بھی محتمل نہیں رہتے باقی منافذ ستہ میں تو ائمہ اربعہ کا اتفاق اور طریقہ استدلال سب متفق ہے کوئی احتمال ہی نہیں اور اسکی مکمل تفصیل اگلے صفحات میں آرہی ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی "ما دخل فی الجوف إن غاب فیه فسد" کی تصریح

اس بحث کے آخر میں بندہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تصریح ذکر کرنا چاہتا ہے جس میں انہوں نے اس مسئلے کا واضح حل پیش فرمایا ہے وہ مسئلہ منہ سے لکڑی نگلنے کا ہے۔

درمختار میں ہے:

"(أو أدخل عودا) ونحوه (في مقعدته وطرفه خارج) وإن غيبه فسد وكذا لو ابتلع خشبة أو خيطا ولو فيه لقمة مربوطة إلا أن ينفصل منها شيء ومفاده أن استقرار الداخل في الجوف شرط للفساد"

الدر المختار (۲/۳۹۷)

"(یا لکڑی داخل کر دے) اور اسکے مثل چیزیں (اپنی مقعد میں اور اس کا ایک سرا باہر ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا) اور اگر غائب کر دی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اسی طرح [روزہ نہیں ٹوٹے گا] اگر وہ لکڑی یا دھاگا نگل لے اگرچہ دھاگے میں لقمہ بندھا ہوا ہو مگر یہ کہ اس میں سے کوئی چیز اندر جدا ہو جائے اور اسکا فائدہ یہ ہے کہ جوف میں داخل ہونے والی چیز کا استقرار فسادِ صوم کی شرط ہے"

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اسکے تحت فرماتے ہیں:

"قوله (وكذا لو ابتلع خشبة) أي عودا من خشب إن غاب في حلقه أفطر وإلا فلا قوله (مفاده) أي مفاد ما ذكر متنا وشرحا وهو أن ما دخل في الجوف إن غاب فيه فسد وهو المراد بالاستقرار وإن لم يغب بل بقي طرف منه في الخارج أو كان متصلا بشيء خارج لا يفسد لعدم استقراره۔" الشامية (۲/۳۹۷)

"(مصنف کا قول: اور اسی طرح اگر وہ لکڑی نگل لے) یعنی لکڑی کی ٹہنی اگر اسکے حلق میں غائب ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا ورنہ نہیں (مصنف کا قول اور اسکا فائدہ) یعنی متن وشرح تنویر و درمختار کے کلام کا فائدہ یہ ہے کہ جو چیز

جوف میں داخل ہوا گر وہ اس میں غائب ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور یہی استقرار سے مراد ہے اور اگر غائب نہ ہو بلکہ اسکا ایک حصہ باہر ہو یا باہر کسی چیز سے متصل ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ استقرار نہیں پایا گیا۔"

اس عبارت میں "وھو ان مادخل فی الجوف ان غاب فیه فسد" کے الفاظ قابلِ غور ہیں یہ اس باب میں قول فیصل ہیں کہ اگر وہ چیز منفذ میں غائب ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا جو لکڑی منہ سے بندہ نگل رہا ہے اس میں نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ وہ معدے تک پہنچے گی، نیز علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبِ درمختار رحمۃ اللہ علیہ تصریح فرما رہے ہیں کہ صرف غائب ہونا شرط ہے۔ یہی بات بندہ ثابت کر رہا ہے نفسِ دخول کو وصول الی الجوف کے قائم مقام بنا دیا جائے اور یہ اصول مطلق ہے اسے مطلق رکھا جائے۔

"الی الجوف" وغیرہ حوالوں سے استدلال کی حیثیت

اس ذیل میں حضرات مالکیہ کے بعض حوالے اور حنفیہ کی بعض عبارات ہیں جن میں "الی الجوف" یا "الی الدماغ" وغیرہ قید کا ذکر ہے، اسے مستدل بنا کر جوف کی تعیین اور شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ یہیں سے ہی طب کا دروازہ کھولا گیا ہے جبکہ بندہ نے اس ذیل میں جو بحث ابھی کی وہ قولِ فیصل ہے۔ فقہاء کے بیان کردہ اصول اور متفقہ جزئیات اس پر دال ہیں کہ دخول وصول الی الجوف کے قائم مقام ہو اور بندہ اسے ہی راجح سمجھتا ہے اسکے مقابلے میں "الی الدماغ" یا "الی الجوف" کی قیود اتفاقی ہیں جو اغلب کے اعتبار سے ذکر ہیں، نیز ان کی اپنی تصریحات اسکے مخالف ہیں جو اصول وجزئیات انہوں نے خود بیان فرمائے ہیں۔ جیسا کہ "المدونۃ الکبریٰ" میں ہے:

"قلت: فهل كان مالك يكره أن يصب في أذنيه الدهن في رمضان؟ فقال:

إن كان يصل ذلك إلى حلقه فلا يفعل. قال ابن القاسم وقال مالك: فإن وصل إلى حلقه فعليه القضاء. قلت: أرأيت من صب في أذنيه الدهن من وجع؟ فقال قال مالك: إن كان يصل إلى حلقه فعليه القضاء، قال ابن القاسم: ولا كفارة عليه وإن لم يصل إلى حلقه فلا شيء عليه."

المدونة الكبرى (۱/۲۶۹) دار الكتب العلمية

''میں نے کہا: کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مکروہ سمجھتے تھے کہ وہ رمضان میں اپنے کان میں تیل ڈالے؟ کہا: اگر وہ حلق تک پہنچ جائے تو وہ ایسا نہ کرے۔ ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر اس کے حلق تک پہنچ جائے تو اس پر قضاء ہوگی۔ میں نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے جو شخص اپنے کانوں میں درد کی وجہ سے تیل ڈالے؟ انہوں نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر وہ حلق تک پہنچ جائے تو اس پر قضاء ہوگی۔ ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس پر کفارہ نہیں اور اگر حلق تک نہ پہنچے تو اس پر کچھ بھی نہیں۔''

اب اس جیسے حوالوں کے ذریعے اگر مسئلے میں تردد پیدا کیا جائے گا تو خانیہ اور شامیہ کا متفق علیہ اصول ''ادخال بفعلہ یا صلاح بدن'' کہاں جائے گا؟ نیز مقعد میں لکڑی لینے فرج میں روئی رکھنے اور منہ سے تل کھانے سے بالخصوص امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی صراحت کا کیا جواب ہوگا؟ نیز کان میں پانی ڈالنے سے متعلق امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی وصول الی الدماغ کی شرط نہ لگانے کا کیا جواب ہوگا؟ یہ سب کون سے جوف میں جارہے ہیں۔ نیز یہ تعیین کون اور کیسے کرے گا کہ اندر چیز کہاں تک گئی ہے؟ جیسا کہ بعض حضرات نے حلق کی دو قسمیں بنائی ہیں اوپری حلق اندرونی حلق تو کیا کوئی ایسا آلہ ہے جس سے قطعی طور پر معلوم ہوجائے کہ چیز فلاں مقام تک پہنچی ہے یا اس میں روزے دار کا قول معتبر ہوگا تو کیا عام انسان یہ

تمیز کر سکتا ہے؟ الغرض نفس دخول وصول الی الجوف کے قائم مقام بنا لیا جائے تو یہ تصریحات فقہاء اور مزاج شرع کے بالکل موافق ہے۔ سفر قائم مقام مشقت اور نیند قائم مقام خروجِ ریح اسی بناء پر ہے۔

جائفہ اور آمہ زخم میں موجود اختلاف سے بعض حضرات کا جوف کی تعیین کرنا

جائفہ زخم میں دواء لگانے سے متعلق امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین رحمہما اللہ کا اختلاف ہے اس اختلاف کو مختلف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے لیکن صحیح اور واضح تشریح یہ ہے کہ اگر دواء کا اندر معدے تک پہنچنا یقینی ہو تو بالاتفاق روزہ ٹوٹے گا اور اگر یقین نہ ہو بلکہ شک ہو تو صاحبین رحمہما اللہ کے ہاں روزہ نہیں ٹوٹتا جبکہ امام صاحب کے نزدیک تر میں ٹوٹ جائے گا کیونکہ عادۃً تر دواء اندر پہنچ جاتی ہے اور خشک میں نہیں ٹوٹے گا۔ ھندیہ میں ہے:

"وفي دواء الجائفة والآمة أكثر المشايخ على أن العبرة للوصول إلى الجوف والدماغ لا لكونه رطبا أو يابسا حتى إذا علم أن اليابس وصل يفسد صومه ولو علم أن الرطب لم يصل لم يفسد هكذا في العناية وإذا لم يعلم أحدهما وكان الدواء رطبا فعند أبي حنيفة رحمه الله تعالى يفطر للوصول عادة وقالا لا لعدم العلم به فلا يفطر بالشك وإن كان يابسا فلا فطر اتفاقا هكذا في فتح القدير۔" الهندية (۱/۲۰۴)

"جائفہ اور آمہ میں اکثر مشائخ اس طرف ہیں کہ اعتبار جوف اور دماغ تک پہنچنے کا ہے نہ کہ اسکے تر یا خشک ہونے کا یہاں تک کہ اگر خشک کا پہنچ جانا معلوم ہو جائے تو اسکا روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ تر نہیں پہنچی

تو روزہ فاسد نہ ہوگا یہی عنایہ میں ہے اور جب یقینی علم نہ ہو اور دواء تر ہو تو امام صاحب کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ عادۃً تر دواء پہنچ جاتی ہے اور صاحبین کہتے ہیں کہ نہیں کیونکہ یقین نہیں لہذا شک کی بناء پر روزہ نہیں توڑیں گے اور اگر خشک ہو تو بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹے گا یہی فتح القدیر میں ہے۔

نیز شامیہ میں ہے:

"قوله (فوصل الدواء حقيقة) أشار إلى أن ما وقع في ظاهر الرواية من تقييد الإفساد بالدواء الرطب مبني على العادة من أنه يصل وإلا فالمعتبر حقيقة الوصول حتى لو علم وصول اليابس أفسد أو عدم وصول الطري لم يفسد وإنما الخلاف إذا لم يعلم يقينا فأفسد بالطري حكما بالوصول نظرا إلى العادة ونفياه كذا أفاده في الفتح۔" الشامية (۴۰۲/۲)

"(مصنف کا قول: پس دواء حقیقتاً پہنچ گئی) مصنف یہ اشارہ فرمارہے ہیں کہ جو ظاہر الروایۃ میں واقع ہوا ہے کہ روزہ تب فاسد ہوگا جب دواء تر ہو یہ عادت کے اعتبار سے ہے کیونکہ عادۃً تر دواء پہنچ جاتی ہے ورنہ اصلاً اعتبار حقیقت وصول کا ہے یہاں تک کہ اگر خشک دواء کا پہنچ جانا معلوم ہو جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا یا تر کا نہ پہنچنا معلوم ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اختلاف تو اس وقت ہے جب یقیناً یہ بات معلوم نہ ہو پس انہوں نے حکم کے اعتبار سے تر دواء کو فاسد قرار دیا یہ عادت کے اعتبار سے تھا اور صاحبین نے اسکی نفی کی، یہی بات فتح سے مستفاد ہوتی ہے۔"

اب دیکھیں اختلاف اس وقت ہے جب دواء پہنچنے کا یقین نہ ہو ورنہ بالاتفاق روزہ ٹوٹے گا بعض کتب میں یہ اختلاف مطلق لکھا ہے اور اس میں یقین اور عدم یقین کا

فرق نہیں۔ بعض معاصرین مفتیان کرام نے اس اطلاق سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سینہ اور پیٹ کا مکمل خلاء جوف ہے جوف صرف معدے کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ جائفہ زخم میں ان کے بقول دواء لگانے سے دواء معدے تک نہیں پہنچتی۔ اور صاحبین رحمھما اللہ کے نزدیک مخارق اصلیہ کا اعتبار ہونا ذکر کیا لہذا ان کے ہاں جائفہ میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔ گویا جن کتب میں اختلاف مطلق لکھا ہے اس سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین رحمھما اللہ کے نزدیک جوف کی تعیین کی اور پھر جدید طب کے مطابق جن منافذ سے ان تک چیز نہیں پہنچتی انہیں غیر مفسد قرار دیا۔ ان معاصرین کا یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ جائفہ آمہ میں دواء پہنچنے کا علم ہو تو اختلاف ہی نہیں لہذا اس پر مدار رکھ کر جوف کی تعیینات اور پھر جن منافذ سے جوف تک راستہ نہ ہو انہیں غیر مفسد قرار دینا یہ سب محل نظر ہے۔ اصل وہی علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اور فقہاء متقدمین ومتاخرین کی تصریحات ہیں کہ منفذ میں چیز کا غائب ہونا استقرار ہے اور مفسد ہے کسی خاص جوف تک اس کا پہنچنا ضروری ہی نہیں۔

بعض معاصرین مفتیان کرام کے شبہات

بندہ آگے تمام منافذ، مسامات اور مخارج کو بھی مختلف نصوص سے ثابت کرے گا اور یہ بات واضح کرے گا کہ ہر مسئلہ منصوص ہے یا نص کی طرف منسوب ہے جہاں (احلیل میں) اختلاف ہے وہ منفذ نہیں مخرج ہے اس احلیل کے اختلاف اور دیگر مذاہب کے اقوال کو جمع کر کے بعض معاصرین مفتیان کرام کو یہ شبہ ہو گیا کہ شاید فقہاء کرام کے پاس قرآن و حدیث کا کوئی نص موجود تھا اور نہ انہیں اپنے قول پر یقین تھا بلکہ وہ خود احتمالات میں گھرے ہوئے تھے اور اطباء کے متفق علیہ اقوال پر مسئلہ کا مدار رکھا تھا۔ ان معاصرین مفتیان کرام کے اس شبہ کا ازالہ ضروری ہے۔ ان حضرات کے فتوی کی عبارت یہ ہے:

> ''اب رہی یہ بات کہ کان میں دواء ڈالنے سے کیا دواء واقعتاً حلق یا دماغ کی طرف کسی منفذ کے ذریعے منتقل ہوتی ہے یا نہیں؟ تو یہ مسئلہ فقہ سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ طب اور فن ''تشریح الابدان'' سے تعلق رکھتا ہے اور اس بارے میں اطباء کے متفق علیہ قول کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جبکہ قرآن وسنت کے نصوص سرے سے موجود ہی نہ ہوں اور فقہاء کے اقوال خود محتمل ہوں اور ان میں بھی فقہاء نے خود تشریح البدن کو مدار بنایا ہو چنانچہ فقہاء نے اس کی صراحت فرمادی ہے کہ ان جیسے مسائل (تشریح البدن) کا تعلق فقہ سے نہیں ہے (بلکہ طب سے ہے) یعنی ان جیسے مسائل میں نص شرعی نہ ہونے کی بناء پر فقہاء کی آراء تشریح اعضاء کے بارے میں اطباء کی آراء سے ماخوذ یا ان پر مبنی ہیں الخ''

(فتوی دارالعلوم کراچی مسئلہ نمبر ۱۰ فتوی نمبر ۵۱۱ [۱۴۲۲/۸/۲۴])

ان حضرات کی اس عبارت سے تین نتائج اخذ ہوتے ہیں:

(۱) فقہاء کرام کے پاس مفطرات صوم کے باب میں کوئی نص نہیں تھا۔

(۲) ان کے اقوال محتمل تھے یعنی یقینی کیفیت انہیں حاصل نہ تھی۔

(۳) مفطرات کے مسائل کا تعلق فقہ سے نہیں، اطباء کے اقوال سے ہے۔

یہ تینوں دعوے محل نظر ہیں بندہ ناچیز کے نزدیک احلیل کے مسئلے میں تشریح البدن کا جو حوالہ بعض فقہاء احناف نے ذکر کیا ہے اس ایک مسئلے سے ان حضرات کا یہ تینوں اصول مستنبط کرنا سخت محل نظر معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان تمام ائمہ مجتھدین کے اقوال صرف یہ ہی نہیں کہ محقق غیر محتمل ہیں بلکہ احادیث اور آثار صحابہ وتابعین سے ثابت ہیں اور صرف ایک مسئلہ کو مدار بنا کے پورے باب کو اس پر محمول کر دینا درست معلوم نہیں ہوتا احلیل کا اختلاف بھی درحقیقت منفذ یا مخرج ہونے کا اختلاف ہے ظاہر الروایۃ میں مثانہ کی کوئی بحث ائمہ مجتھدین سے منقول نہیں اور قُبُل (عورت کی پیشاب گاہ) میں اتفاق اس کی بیّن دلیل ہے کہ ائمہ مذہب نے مسئلہ کا مدار مثانہ سے جوف تک منفذ ہونے پر نہیں رکھا ورنہ قُبُل میں بھی اختلاف یقیناً ہوتا۔ اس مسئلہ پر شافی بحث ہم اپنے مقام پر کریں گے، بہرحال اس مسئلے کو مدار بنا کر پورے باب میں شبہ پیدا کرنا محل نظر ہے۔

تمام (چھ) منافذ میں ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے

حنفیہ کا مذہب اس باب میں واضح ہے منہ، ناک، کان، مقعد، فرج، قُبل، چھ منافذ ہیں اور ان سے داخل شئ روزے کیلئے مفطر ہے۔ آنکھ، ناف اور جسم کے مسامات منفذ نہیں مسام ہیں، لہذا ان سے داخل شئ مفطر نہ ہوگی۔ احلیل اور پستان مخرج ہیں اور

ان میں ائمہ کا اختلاف ہے حنفیہ کا راجح مذہب عدمِ افطار کا ہے۔منافذ میں سے منہ اور ناک تو منصوص فی الاحادیث ہیں لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت میں موجود "الا ان تکون صائماً" ناک کے مفطر ہونے پر صریح دال ہے جبکہ کان ،مقعد،فرج اور قُبل کو ناک پر قیاس کر کے ثابت کیا جاتا ہے۔

ائمہ مذاہب کا طریقہ استدلال بھی متفق ہے

ناک میں موجود حدیث مذکور سے استدلال حنفیہ میں سے امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ،علامہ کاشانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے اسکے علاوہ شوافع میں سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ، امام شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن ابی العباس الرملی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو مستدل بنایا ہے جبکہ حنابلہ میں سے منصور بن یونس البھوتی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الاسلام موفق بن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بہاؤالدین عبدالرحمن بن ابراہیم المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں یہ استدلال ذکر کیا ہے۔محدثین میں سے امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ معالم السنن، شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب عون المعبود اور علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ صاحب تحفۃ الاحوذی نے منافذ کے باب میں "الا ان تکون صائماً" حدیث کو اصل بنا کر بقیہ منافذ کو اس پر قیاس کیا ہے۔ان سب کے حوالے آگے ''منصوص منفذ ناک کے ذریعے دیگر منافذ کا ثبوت'' کے تحت آرہے ہیں۔

یہ سب اعلام اتنے بڑے اور مجتہدانہ صلاحیتوں کے حامل ہیں کہ اب اس دور میں ان کے استنباط واستدلال کو چھوڑ کر طب کے متفق علیہ اقوال کو مدار بنانا اور بنانے والے بھی علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ سات طبقوں میں سے ساتویں طبقے کے افراد ہوں تو ان کی بات قابل قبول نہیں ہوسکتی۔طریقہ استدلال پر تفصیلی بحث مع مکمل حوالہ

جات آگے آرہی ہے۔ یہاں ہم نے صرف ان منافذِ ستہ میں مذاہب اربعہ کا اتفاق نقل کرنا ہے کہ یہ مفطر ہیں، حنفیہ کی عبارات ہر منفذ کے عنوان کے تحت مستقل آرہی ہیں ان چھ کے منفذ ہونے میں حنفیہ کا کوئی اختلاف نہیں۔ ان سے متعلق بعض مذاہب میں اگر کچھ اقوال ہوں بھی تو راجح اور اصح قول مفسد ہونے کا ہی ہے۔

منافذ میں افسادِ صوم پر مالکیہ کی کتب کے حوالے

سب سے پہلے مالکیہ کے حوالے ملاحظہ ہوں، المدونۃ الکبریٰ میں ہے:

"قال مالك: وإن احتقن بشيء يصل إلى جوفه فأرى عليه القضاء، قال ابن القاسم: ولا كفارة عليه، وقال أشهب مثل ما قال ابن القاسم في الحقنة والكحل وصب الدهن في الأذن والاستسعاط، وقال: إن كان في صيام واجب فريضة أو نذر، فإنه يتمادى في صيامه وعليه القضاء ولا كفارة عليه إن كان في رمضان. قلت لابن القاسم: فهل كان مالك يكره السعوط للصائم؟ قال: نعم۔۔۔۔۔۔ قلت: فهل كان مالك يكره أن يصب في أذنيه الدهن في رمضان؟ فقال: إن كان يصل ذلك إلى حلقه فلا يفعل. قال ابن القاسم وقال مالك: فإن وصل إلى حلقه فعليه القضاء. قلت: أرأيت من صب في أذنيه الدهن من وجع؟ فقال قال مالك: إن كان يصل إلى حلقه فعليه القضاء"

المدونة الكبرى (۱/۲۶۹) دار الكتب العلمية

"امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کسی چیز سے وہ حقنہ لے تو وہ جوف تک پہنچ جاتی ہے پس میری رائے میں اس پر قضاء ہے۔ ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

اور اس پر کفارہ لازم نہیں اور اشہب رحمۃ اللہ علیہ نے حقنہ، سرمہ، کان میں تیل ڈالنے اور ناک سے دواء ڈالنے میں اسی کے مثل (فساد صوم اور عدم کفارہ) حکم بیان فرمایا اور فرمایا کہ اگر یہ واجب روزہ ہو فرض یا نذر کا تو وہ روزہ کی حالت میں رہے گا پورا دن اور اس پر قضاء ہوگی کفارہ نہیں اگر وہ رمضان میں ہو میں نے ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ناک میں دواء ڈالنے کو روزے دار کیلئے مکروہ سمجھتے تھے انہوں نے فرمایا ہاں ۔۔۔۔میں نے کہا کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مکروہ سمجھتے تھے کہ وہ رمضان میں اپنے کان میں تیل ڈالے ۔کہا: اگر وہ حلق تک پہنچ جائے تو وہ ایسا نہ کرے ۔ابن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر اس کے حلق تک پہنچ جائے تو اس پر قضاء ہوگی ۔میں نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے جو شخص اپنے کانوں میں درد کی وجہ سے تیل ڈالے انہوں نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر وہ حلق تک پہنچ جائے تو اس پر قضاء ہوگی ۔"

اس عبارت میں ناک، کان اور مقعد میں افطار کا قول موجود ہے۔اس کے علاوہ علامہ احمد دردیر رحمہ اللہ المتوفی (۱۲۰۱ھ) اپنی کتاب "الشرح الکبیر للدردیر" میں فرماتے ہیں:

"(بحقنة بمائع) أي ترك إيصال ماذكر لمعدة بسبب حقنة من مائع في دبر أو قبل امرأة لا إحليل ۔۔۔۔ فعلم أن وصول شيء للمعدة من الحلق مطلقا أو من منفذ أسفل بشرط أن يكون مائعا او للحلق كذلك مفطر ۔۔۔۔ (وإن) وصل له (من أنف وأذن وعين) كالكحل نهارا"

الشرح الكبير للدردير (۸۱۶/۱) المطبوع مع حاشية الدسوقي ، دار الفكر

''(مائع چیز سے حقنہ کرنے سے) روزہ صحیح ہوگا جب مذکورہ چیزوں کو یعنی مائع چیز سے مقعد میں حقنہ کرانے یا عورت کی شرمگاہ میں ڈالنے سے معدے تک پہنچانے کو ترک کیا جائے نہ کہ مرد کی پیشاب گاہ میں (یعنی مرد کی پیشاب گاہ میں ڈال بھی دیا جائے تو روزہ صحیح رہے گا)۔۔۔۔۔پس اس سے معلوم ہوا کہ معدہ میں کسی چیز کا حلق سے پہنچنا مطلق یا نچلے منفذ سے بشرطیکہ مائع ہو یا حلق تک اسی طرح مفطر ہے۔۔۔(اگرچہ) وہ پہنچ جائے (ناک، کان اور آنکھ سے) جیسا کہ دن میں سرمہ لگانا۔''

اسکے علاوہ محمد بن احمد بن عرفہ الدسوقی رحمہ اللہ المتوفی (۱۲۳۰ھ) اپنی کتاب ''حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر للدردیر'' میں فرماتے ہیں:

''(قوله وحقنة من إحليل) أي؛ لأنها لا تصل لمعدته وقوله من إحليل، وأما من الدبر أو فرج المرأة فتوجب القضاء إذا كانت بمائع لا بجامد كما مر'' حاشية الدسوقي على الشرح الكبير للدردير (۱/۸۳۱) دار الفكر

''(اور مرد کی پیشاب گاہ سے حقنہ کرنا) یعنی کیونکہ یہ معدے تک نہیں پہنچتا اور جہاں تک تعلق ہے مقعد اور عورت کی شرمگاہ کا تو اس میں قضاء واجب ہے جبکہ مائع سے ہو نہ کہ جامد سے جیسا کہ گزرا۔''

ان دونوں حضرات کی عبارت میں دبر، فرج مرأۃ، ناک اور کان میں روزہ ٹوٹنے کی صراحت ہے۔ مالکیہ میں سے محمد بن عبداللہ الخرشی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۰۱ھ) اپنی کتاب ''شرح مختصر خلیل للخرشی'' میں فرماتے ہیں:

''وإيصال متحلل لمعدته وهي ما انخسف من الصدر إلى السرة بسبب حقنة من دبر أو فرج امرأة لا إحليل من مائع فإن فعل شيئا من ذلك

فالمشهور وجوب القضاء۔۔۔۔ (ص) وإن من أنف وأذن وعين (ش) يعني: أنه لا فرق فيما يصل إلى المنفذ الأعلى بين أن يكون قد وصل من منفذ واسع كالفم أو غير واسع كالأنف والأذن والعين بخلاف ما يصل إلى المنفذ الأسفل يشترط كونه واسعا كالدبر لا كإحليل أو جائفة فلا شيء فيه ونقل ابن الحاجب فيه القضاء منكر"

شرح خليل للخرشي (۲۴۹/۲) المطبعة الكبرى الاميرية

"اور مائع پہنچا دینا معدے تک اور وہ سینے سے ناف تک ہے مقعد یا عورت کی شرمگاہ سے حقنہ کرنے کے ذریعے نہ کہ مرد کی پیشاب گاہ سے، مائع چیز سے بھی اگر ان مذکورہ بالا مقعد یا شرمگاہ سے حقنہ کو کسی نے کرلیا تو مشہور قول کے مطابق قضاء واجب ہوگی۔۔۔۔۔ (ص) اگرچہ ناک اور کان اور آنکھ سے ہو (ش) یعنی کوئی فرق نہیں اس میں جو منفذ اعلیٰ سے پہنچے اس میں کہ وہ منفذ کشادہ ہو جیسا کہ منہ یا کشادہ نہ ہو جیسا کہ ناک، کان اور آنکھ برخلاف جو نچلے منفذ سے پہنچے اس میں شرط ہے کہ وہ منفذ کشادہ ہو جیسا کہ مقعد نا کہ مرد کی پیشاب گاہ یا پیٹ کا زخم تو ان میں کچھ نہیں اور ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں قضاء نقل کرنا منکر ہے۔"

"(ص) وحقنة من إحليل ودهن جائفة (ش) يعني: أن الحقنة، ولو بمائع من الإحليل: والمراد به عين الذكر لا قضاء فيها على المشهور، ولا يشمل فرج المرأة لما تقدم في الحقنة أن فيها القضاء من دبر، أو فرج امرأة" شرح خليل للخرشي (۲۵۸/۲) المطبعة الكبرى الاميرية

"(ص) اور مرد کی پیشاب گاہ سے حقنہ کرنا اور جائفہ میں تیل ڈالنا (ش) یعنی

حقنہ کرنا اگرچہ مائع چیز کا ہو احلیل سے مفطر نہیں اور اس سے مراد نفس ذکر ہے مشہور قول کے مطابق اس میں قضاء نہیں اور یہ عورت کی شرمگاہ کو شامل نہیں جیسا کہ حقنہ میں گزرا کہ اس میں قضاء ہے چاہے مقعد سے ہو یا شرمگاہ سے۔"

علامہ خرشی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں دبر، فرج، ناک اور کان میں روزہ ٹوٹنے کی صراحت کی ہے مالکیہ کے نزدیک آنکھ بھی منفذ ہے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرمہ لگانے والی احادیث کے جواب دیتے ہیں اور آنکھ کو بھی مفطر صوم قرار دیتے ہیں نیز مالکیہ جائفہ میں داوء ڈالنے سے روزے کو فاسد قرار نہیں دیتے۔ لیکن ہم نے حنفیہ کا مذہب واضح کیا ہے کہ مقیس علیہ انف کی تعریف ہمارے نزدیک آنکھ میں صادق نہیں آتی لہذا آنکھ مسام ہے منفذ نہیں۔ الغرض منافذ ستہ میں اتفاق ہے باقی آنکھ یا احلیل وغیرہ میں کسی کے نزدیک روزہ ٹوٹنا یہ ان کی اپنی تعلیلات اور اجتہاد ہیں البتہ منافذ میں مذاہب اربعہ کا اتفاق اور "الا ان تکون صائماً" سے طریقِ استدلال مشترک ہے۔ مالکیہ کے امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۵۴ھ) اپنی کتاب "مواھب الجلیل لشرح مختصر خلیل" میں فرماتے ہیں:

"ص: "بحقنة بمائع". ش: قال في المدونة وتكره الحقنة والسعوط للصائم فإن احتقن في فرض أو واجب بشيء يصل إلى جوفه فليقض ولا يكفر۔۔۔۔۔ ص: "وإن من أنف وأذن وعين". ش: قال اللخمي: يمنع الاستعاط لأنه منفذ متسع ولا ينفك المستعط من وصول ذلك إلى حلقه ولم يختلف في وقوع الفطر انتهى. من أبي الحسن الكبير قال في

المدونة ولا يكتحل ولا يصب في أذنه دهنا إلا أن يعلم أنه لا يصل إلى حلقه فإن اكتحل باثمد وصبر أو غيره أو صب في أذنه دهنا لوجع به أو غيره فوصل ذلك إلى حلقه فليتماد في صومه ولا يفطر بقية يومه وعليه القضاء ولا يكفر إن كان في رمضان"

مواهب الجليل لشرح مختصر الخليل (۲۰۴/۳)

"(ص) مائع سے حقنہ کرنا (ش) مدونہ میں ہے کہ مکروہ ہے حقنہ اور ناک میں دواء ڈالنا روزے دار کیلئے اگر فرض یا واجب روزے میں وہ کسی کا حقنہ کرتا ہے جو جوف تک پہنچ جائے تو اس پر قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔۔۔۔(ص) اگرچہ ناک، کان اور آنکھ سے ہو (ش) لخمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ناک سے دواء ڈالنا منع ہے کیونکہ وہ کشادہ منفذ ہے اور ناک سے ڈالی گئی دواء حلق تک پہنچنے سے نہیں رہ سکتی اور اس سے روزہ ٹوٹنے میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ بات ختم ہوئی۔ ابو الحسن کبیر سے نقل ہے مدونہ میں فرمایا کہ سرمہ نہ لگائے اور نہ کان میں تیل ڈالے مگر یہ کہ اسے یقینی علم ہو کہ وہ حلق تک نہیں پہنچے گا اگر وہ اثمد اور صبر وغیرہ کا سرمہ لگاتا ہے یا کان میں تیل ڈالتا ہے تکلیف وغیرہ کی وجہ سے اور وہ حلق تک پہنچ جائے تو وہ روزے کی حالت میں باقی رہے اور بقیہ دن روزہ نہ توڑے اور اس پر قضاء لازم ہے اور کفارہ نہیں اگر رمضان میں ہو۔"

اس عبارت میں علامہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مقعد، ناک اور کان میں روزہ ٹوٹنے کی صراحت کی ہے اسکے علاوہ علامہ دردیر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۰۱ھ) کی "الشرح الکبیر للدردیر" میں یہ صراحت بھی موجود ہے:

"(و) صحته بترك (إيصال متحلل) أي مائع من منفذ عال أو سافل والمراد الوصول ولو لم يتعمد ذلك وهذا في غير ما بين الاسنان من طعام وأما هو فلا يضر ولو ابتلعه عمدا (أو غيره) أي غير المتحلل كدرهم من منفذ عال فقط بدليل ما يأتي (على المختار) ـــــ(بحقنة بمائع) أي ترك إيصال ماذكر لمعدة بسبب حقنة من مائع في دبر أو قبل امرأة لا إحليل واحترز بالمائع عن الحقنة بالجامد فلا قضاء ـــــ(وإن) وصل له (من أنف وأذن وعين) كالكحل نهارا۔"

الشرح الكبير للدردير (۱/۸۱۲) مع حاشية الدسوقی، دار الفكر

"(اور) روزہ صحیح رہے گا چھوڑنے سے (کسی متحلل چیز کو پہنچانے سے) یعنی مائع چیز اوپر کے منفذ سے یا نچلے منفذ سے اور اس سے مراد پہنچنا ہے اگرچہ وہ ارادہ نہ کرے اور یہ اسکے علاوہ ہے جو دانتوں کے درمیان کھانا وغیرہ ہو جہاں تک اس کا تعلق ہے تو یہ مضر نہیں اگر عمداً اسے نگل لے (یا اسکے علاوہ) یعنی مائع چیز کے علاوہ جیسا کہ درھم صرف منفذ عالی سے اس دلیل کی وجہ سے جو آرہی ہے (مختار قول کے مطابق) ـــــ(مائع چیز سے حقنہ کرنے کے ذریعے) یعنی مذکورہ چیزوں کو مقعد سے مائع چیز سے حقنہ یا شرمگاہ میں ڈالنے کے ذریعے پہنچانے سے رکنا نہ کہ مرد کی پیشاب گاہ سے اور مائع سے احتراز کیا جامد کے ذریعے حقنہ کرنے سے پس اس میں قضاء نہیں ـــــ(اگرچہ) وہ پہنچے (ناک اور کان اور آنکھ سے) جیسا کہ دن میں سرمہ لگانا۔"

اس عبارت میں علامہ دردیر رحمۃ اللہ علیہ نے مقعد، قُبل، ناک اور کان کے مفطر

ہونے کی صراحت کی ہے اسکے علاوہ مالکیہ میں امام محمد بن احمد علیش رحمۃ اللہ علیہ نے ''منح الجلیل شرح علی مختصر العلامۃ خلیل[1]'' (۲/۵۸) میں اور امام ابوعبداللہ محمد بن یوسف العبدری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۹۷) نے ''التاج والاکلیل لمختصر خلیل[2]'' میں نیز اسکے علاوہ مالکیہ کے دیگر اصحابِ کتب نے منافذ ستہ میں روزہ ٹوٹنے کی صراحت کی ہے۔

منافذ میں افسادِ صوم پر شافعیہ کی کتب کے حوالے

مفطرات کے باب میں شوافع کا مذہب اور ان کی کتب کی طرف مراجعت کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے "الافطار مما دخل" کو بہت ہی عام رکھا ہے حتی کہ وہ احلیل اور ثدی امرأہ میں بھی مما دخل کی بناء پر فسادِ صوم کے قائل ہیں بلکہ بعض نے تو اس ذیل میں احلیل کے مسئلے میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر رد بھی کیا ہے کہ مثانہ میں جب "مما دخل" ہوگیا تو وہ روزہ ٹوٹنے کا قول کیوں نہیں فرمارہے جیسا کہ علامہ عبدالکریم الرافعی القزوینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۳ھ) کی ''الشرح الکبیر للرافعی'' کی عبارت آگے آرہی ہے اور اس کا جواب امام جصاصؒ کے حوالے سے گزشتہ صفحات میں گزرا۔ الغرض منافذ ستہ میں

---

[1] (بحقنة) أي : احتقان (بمائع) في دبر أو قبل امرأة لا إحليل ..... (وإن) وصل له (من أنف وأذن وعين) نهارا۔ منح الجليل شرح على مختصر سيد حليل . عليش (۲/۱۳۱) دار الفكر

[2] (بحقنة بمائع) من المدونة : كره مالك الحقنة للصائم فإن احتقن في فرض أو واجب بشيء يصل إلى جوفه فليقض ولا يكفر . التاج والإكليل (۲/۴۲۴) دار الفكر

(وأذن وعين) اللخمي : اختلف في وقوع الفطر بما يصل من العين إلى الحلق . قال في المدونة : عليه القضاء والاكتحال جائز لمن يعلم من عادته أنه لا يصل إلى حلقه . فإن علم من عادته أنه يصل منع على قول من أوقع به الفطر . وقد روى أشهب عن مالك فيه الجواز وقال : ما كان الناس يشددون في هذه الأشياء هكذا . وعلى هذا يجري الجواب فيما يقطر في الأذن فيجوز إذا كان لا يصل ، ويختلف إذا كان يصل . ومن المدونة : لا يكتحل من كان يصل إلى حلقه . التاج والإكليل (۲/۴۲۵) دار الفكر

مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے اور احلیل اور پستان مخرج ہیں اور آنکھ مسام ہے ان میں اختلاف ضمنی اور فرعی ہے اسے بنیاد بنا کر اجماعی منافذ کے پختہ ستونوں کو ہلانے کی کوشش اور اس ذیل میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں کو پیش کرنا ایک سعی لاحاصل اور "لن تجتمع امتی علی الضلالۃ" کو غلط ثابت کرنے کی کوشش ہے (اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ)

شوافع کے امام ابوزکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ شارح مسلم اور مذہب شافعی کی مستند ترین کتاب ''المجموع شرح المہذب'' کے مصنف فرماتے ہیں:

" { ويحرم علي الصائم الاكل والشرب لقوله سبحانه وتعالي (وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ثم اتموا الصيام الي الليل) فان أكل أو شرب وهو ذاكر للصوم عالم بتحريمه مختار بطل صومه لانه فعل ما ينافى الصوم من غير عذر وان استعط أو صب الماء في اذنه فوصل الي دماغه بطل صومه لما روى لقيط بن صبرة رضى الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال "إذا استنشقت فابلغ الوضوء الا أن تكون صائما" فدل علي أنه إذا وصل إلى الدماغ شئ بطل صومه ولان الدماغ أحد الجوفين فبطل الصوم بالواصل إليه كالبطن وان احتقن بطل صومه لانه إذا بطل بما يصل إلى الدماغ بالسعوط فلان يبطل بما يصل إلى الجوف بالحقنة أولى وان كان به جائفة أو آمة فداواها فوصل الدواء الي جوفه أو إلى الدماغ أو طعن نفسه أو طعنه غيره باذنه فوصلت الطعنة الي جوفه بطل صومه لما ذكرنا في السعوط والحقنة وان زرق في احليلة شيئا أو أدخل فيه ميلا ففيه وجهان (أحدهما) يبطل صومه لانه منفذ يتعلق الفطر بالخارج منه فتعلق

بالواصل إليه كالفم (والثانی) لايبطل لان مايصل الي المثانة لايصل الي الجوف فهو بمنزلة مالو ترك في فمه شيئا}

المجموع شرح المهذب (۶/۳۲۰) دار الفكر

''روزے دار پر حرام ہے کھانا پینا اللہ تعالیٰ کے قول کی وجہ سے ''اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ واضح ہو جائے سفید دھاگہ کالے دھاگے سے فجر میں پھر روزے مکمل کرو رات تک'' پس اگر اس نے کھایا یا پیا اور اسے روزہ یاد تھا اور اسکی حرمت جانتا تھا اور حالتِ اختیار سے تھا تو اسکا روزہ ٹوٹ گیا کیونکہ اس نے وہ کیا جو روزے کے منافی تھا بغیر عذر کے اور اگر ناک سے دواء ڈالے یا کان میں پانی ڈالے اور وہ دماغ تک پہنچ جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تم وضو میں ناک میں پانی ڈالو تو مبالغہ کرو مگر یہ کہ روزے سے ہو'' پس یہ دلالت کرتا ہے کہ چیز جب دماغ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور کیونکہ دماغ دو میں سے ایک جوف ہے پس اس تک پہنچنے والی چیز سے روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ پیٹ میں اور اگر وہ حقنہ لے تو اسکا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ جب سعوط کے ذریعے دماغ تک پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو حقنہ کے ذریعے جوف (معدہ) تک پہنچنے سے تو بدرجہ اولیٰ ٹوٹے گا اور اگر اسکے پیٹ یا دماغ میں زخم ہو پس اس نے دواء لگائی پس دواء اس کے جوف یا دماغ تک پہنچ گئی یا اس نے اپنے آپ کو نیزہ مارا یا غیر نے اسکی اجازت سے اسے نیزہ مارا اور وہ نیزہ اسکے جوف تک پہنچ گیا تو اسکا روزہ ٹوٹ گیا جیسا کہ ہم نے سعوط اور حقنہ میں ذکر کیا اور اگر اس نے ذکر میں کوئی چیز ڈالی یا

اس میں سلائی ڈالی تو اس میں دو صورتیں ہیں پہلی صورت یہ کہ اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ یہ منفذ ہے اس سے نکلنے والی چیز سے فطر متعلق ہوتا ہے تو داخل سے بھی متعلق ہوگا جیسا کہ منہ میں ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ جو مثانہ تک پہنچ جائے وہ جوف تک نہیں پہنچتا لہذا یہ اسکے درجے میں ہے کہ وہ منہ میں کوئی چیز چھوڑ دے۔"

نیز علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"(وأما) الحقنة فتفطر علي المذهب وبه قطع المصنف والجمهور ۔۔۔۔ قال أصحابنا سواء كانت الحقنة قليلة أو كثيرة وسواء وصلت إلى المعدة أم لا فهي مفطرة بكل حال عندنا ۔۔۔۔ {فرع} لو طعن نفسه أو طعنه غيره باذنه فوصلت السكين جوفه افطر بلا خلاف عندنا سواء كان بعض السكين خارجا ام لا ۔۔۔ {فرع} لو أدخل الرجل أصبعه أو غيرها دبره أو أدخلت المرأة أصبعها أو غيرها دبرها أو قبلها وبقي البعض خارجا بطل الصوم باتفاق أصحابنا" المجموع شرح المهذب (۳۲۱/۶)

"اور حقنہ تو وہ راجح مذہب کے مطابق مفطر ہے یہی مصنف نے بیان کیا ہے اور جمہور نے بھی ۔۔۔۔ ہمارے اصحاب نے کہا چاہے حقنہ کم ہو یا زیادہ اور چاہے معدے تک پہنچے یا نہیں وہ ہر حال میں مفطر ہے ہمارے نزدیک ۔۔۔۔ (فروع) اگر وہ اپنے آپ کو مارے یا دوسرا اسکی اجازت سے اسے مارے پس چھری اسکے جوف تک پہنچ جائے تو اسکا روزہ ٹوٹ گیا اس میں ہمارے ہاں کوئی اختلاف نہیں چاہے بعض چھری باہر ہو یا نہیں ۔۔۔۔ (فرع) اگر ایک شخص اپنی انگلی وغیرہ مقعد میں داخل کردے یا

عورت اپنی انگلی وغیرہ مقعد یا شرمگاہ میں داخل کردے اور بعض حصہ اس کا باہر ہو تو باتفاق ہمارے اصحاب کے روزہ ٹوٹ جائے گا۔"

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی عبارت میں منہ، ناک، کان، مقعد، جائفہ، آمۃ اور نیزہ مارنے کے مسئلے میں روزہ ٹوٹنے کی صراحت فرمائی ہے اور دوسری عبارت میں قُبل کی بھی صراحت موجود ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو "ادخال بفعله یا صلاح بدن" کے مفطر ہونے کا اصول بیان فرمایا ہے اور امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے مختلف مسائل میں مستدل بنایا ہے شوافع کی عبارات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شوافع بھی ایک حد تک اس اصول کو لیتے ہیں بلکہ ان کے ہاں اس میں استقرار کی شرط بھی نہیں وہ لکڑی یا انگلی آدھی باہر بھی ہو اور اس پر کوئی تری نہ ہو تب بھی روزہ ٹوٹنے کے قائل ہیں جیسا کہ مجموع کی عبارت میں ذکر ہے اور آگے عبارات میں بھی آرہا ہے۔ شافعیہ کے امام خطیب شربینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۷ھ) اپنی کتاب "مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج" میں فرماتے ہیں:

"والتقطير في باطن الأذن والإحليل مفطر في الأصح.

الشرح: (والتقطير في باطن الأذن) وإن لم يصل إلى الدماغ (و) باطن (الإحليل) وهو مخرج البول من الذكر واللبن من الثدي وإن لم يصل إلى المثانة ولم يجاوز الحشفة أو الحلمة (مفطر في الأصح) بناء على الوجه الأول، وهو اعتبار كل ما يسمى جوفا، والثاني: لا، بناء على مقابله إذ ليس فيه قوة الإحالة، وألحق بالجوف على الأول الحلق. قال الإمام: ومجاوزة الحلقوم، وينبغي الاحتراز حالة الاستنجاء فإنه لو أدخل

طرف أصبعه دبره بطل صومه، وكذا حكم فرج المرأة ولو طعن نفسه أو طعن غيره بإذنه فوصل السكين جوفه أو أدخل في إحليله أو أذنه عودا أو نحوه فوصل إلى الباطن بطل صومه."

مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج (۱/۶۲۷) دار المعرفة بيروت

"اور باطن اذن میں قطرے ڈالنا اور احلیل میں قطرے ڈالنا اصح قول کے مطابق مفطر ہے۔

شرح: (اور باطن اذن میں قطرے ڈالنا) اگر چہ وہ دماغ تک نہ پہنچے (اور) اندرونی (احلیل) میں قطرے ڈالنا اور وہ مرد کی پیشاب نکلنے کی جگہ اور عورت کے دودھ نکلنے کی جگہ یعنی پستان کو کہتے ہیں اگر چہ یہ مثانہ تک نہ پہنچے اور سپاری یا سر پستان سے تجاوز نہ کرے (اصح قول کے مطابق مفطر ہیں) یہ پہلی وجہ کے مطابق ہے اور وہ ہر مسمی جوف کا اعتبار کرنا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اسکا اعتبار نہیں اور اس میں پہلی وجہ کے مقابل پر مدار ہے کیونکہ اس میں احالہ کی قوت نہیں اور پہلی وجہ کے مطابق جوف کے ساتھ حلق کو ملحق کیا گیا ہے امام نے فرمایا اور حلقوم سے تجاوز کرنا اور مناسب ہے کہ استنجاء کی حالت میں اس سے احتراز کرے کیونکہ اگر انگلی کا ایک طرف اپنے مقعد میں داخل کیا تو اسکا روزہ ٹوٹ جائے گا یہی عورت کی شرمگاہ کا حکم ہے اور اگر اس نے اپنے آپ کو مارا یا دوسرے نے اسے اس کی اجازت سے مارا اور چھری جوف تک پہنچ گئی یا اس نے احلیل یا کان وغیرہ میں کوئی چیز داخل کی اور وہ اندر پہنچ گئی تو اسکا روزہ ٹوٹ گیا۔"

اس عبارت میں امام شربینی رحمۃ اللہ علیہ نے باطنِ کان میں دواء ڈالنا مفسد قرار دیا

ہے نیز مقعد اور فرج کو بھی مفطر قرار دیا ہے باطن اُذن کی تعبیر بہت عمدہ ہے اور یہ وہی تعبیر ہے جو حنفیہ کے ہاں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الاصل یعنی مبسوط للامام محمد کے حوالے سے ظاہر الروایۃ کے طور پر مروی ہے کہ کان میں چیز کا غائب ہوجانا ہی مفطر ہے جیسا کہ محیط برہانی (۳/۳۴۷) پر موجود ہے "وفی الاقطار فی الاذن لم یشترط محمد الوصول الی الدماغ حتی قال مشائخنا اذا غاب فی اذنه کفی ذلك لوجوب القضاء" اب اس چیز کا اندر دماغ وغیرہ تک پہنچنا ضروری ہی نہیں۔

شافعیہ کے ایک اور امام ابو یحیی زکریا انصاری شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۲۶ھ) اپنی کتاب ''اسنی المطالب الی شرح روض الطالب'' میں فرماتے ہیں:

''ويفطر بالحقنة وهي الأدوية المعروفة أي بوصولها الجوف وفارق عدم الحرمة بحقنة الصبي باللبن بأن المقصود من الإرضاع إثبات اللحم واستثبات العظم وذلك مفقود في الحقنة والإفطار يتعلق بالوصول إلى الجوف وقد وصل ذكره في المطلب والسعوط بفتح السين وهو ما يصب في الأنف من الأدوية أي بوصوله الجوف ثم أَلحق وما وراء الخياشيم جمع خيشوم وهو أقصى الأنف جوفان فالواصل إليهما مفطر''

أسنى المطالب في شرح روض الطالب (۳/۲۰) دار الكتب العلمية

''روزہ ٹوٹ جائے گا حقنہ سے اور وہ معروف ادویہ ہیں یعنی جوف تک پہنچنے سے اور یہ جدا ہے اس مسئلے سے کہ بچہ کو دودھ حقنہ کرنے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ارضاع سے مقصود گوشت اور ہڈیوں کا مضبوط ہونا ہے اور یہ چیز دودھ کے حقنہ کرنے میں نہیں اور افطار تو وصول الی الجوف سے متعلق ہوتی ہے اور یقیناً وصول ہوگیا ہے مطلب میں اس کا ذکر ہے اور سعوط

سین کے فتحہ کے ساتھ یعنی ناک میں جو دوائیں ڈالی جائیں یعنی ان کے جوف تک پہنچنے کی وجہ سے پھر خیاشیم جمع خیشوم کو بھی اسکے ساتھ ملحق کر دیا اور خیشوم ناک کی جڑ کو کہتے ہیں گویا ناک کا آخری سرا بھی جوف ہے اور اس تک پہنچنے والی چیز مفطر ہوگی۔"

"لو أدخل الصائم في أذنه أو إحليله وهو مخرج البول من الذكر واللبن من ثدي شيئا فوصل إلى الباطن أفطر وإن كان لا منفذ منه إلى الدماغ في الأولى لأنه نافذ إلى داخل قحف الرأس وهو جوف أو لم يجاوز الداخل فيه الحشفة أو الحلمة في الثانية لوصوله إلى جوف ---- ولو طعن نفسه أو طعنه غيره بإذنه كما في الأصل بحديدة أو نحوها فوصلت جوفه لا مخ ساقه أفطر لتقصيره بخلاف ما إذا لم يأذن وإن تمكن من دفعه إذ لا فعل له ---- بخلاف ما هنا فإن الإفطار به منوط بما ينسب فعله إلى الصائم"

أسنى المطالب في شرح روض الطالب (۲۲/۳) دار الكتب العلمية

"اگر روزے دار اپنے کان یا احلیل میں کوئی چیز داخل کرے اور احلیل مرد کے پیشاب کے نکلنے اور عورت کے دودھ نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور وہ چیز اندر پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اگر چہ پہلے یعنی کان میں وہاں سے دماغ تک منفذ نہیں کیونکہ وہ کھلا ہوا ہے کھوپڑی کے اندرونی حصہ میں اور یہ جوف ہے یا دوسرے احلیل میں وہ تجاوز نہ کرے سپاری سے یا سر پستان سے کیونکہ جوف تک پہنچ گیا ---- اگر وہ اپنے کو مارے یا دوسرا اسکی اجازت سے اسے مارے جیسا کہ اصل میں ہے لوہے وغیرہ سے اور وہ اسکے جوف تک پہنچ

جائے نہ کہ مخ ساق تک تو اسکا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس میں اسکا قصور ہے برخلاف اسکے کہ اگر یہ اجازت نہ دے اگرچہ دور کرنے پر قادر ہو کیونکہ اسکا فعل نہیں۔۔۔۔برخلاف اسکے جو یہاں ہے کیونکہ روزہ ٹوٹنے کا مدار ہر اس فعل کے ساتھ ہے جو روزے دار کی طرف منسوب ہو۔"

امام ابو یحییٰ زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے مقعد، ناک، کان اور نیزہ مارنے کے مسئلے میں افطار کو ثابت فرمایا ہے نیز احلیل اور پستان بھی ان کے نزدیک مفطر ہیں۔اسکے علاوہ علامہ عبد الکریم الرافعی القزوینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۳ھ) اپنی کتاب "الشرح الکبیر للرافعی" میں فرماتے ہیں:

"باطن الدماغ والبطن والامعاء والمثانة مما يفطر الواصل إليه حتى لو كان على رأسه مأمومة أو علي بطنه جائفة فوضع عليها دواء فوصل إلى جوفه أو الي خريطة دماغه بطل صومه قال الامام وصاحب التهذيب وان لم يصل الي باطن الامعاء والي باطن الخريطة ولا فرق بين ان يكون الدواء رطبا أو يابسا وعند أبى حنيفة رحمه الله لا يبطل باليابس ولم تجعل المثانة مما يفطر الواصل إليه وفى "المعتمد" حكاية وجه يوافق في المثانة لنا مطلق ما روى "أن الفطر مما دخل يوافقه" وقياس المثانة علي سائر الاجواف وفيها قوة إحالة الدواء ثم في الفصل صور (احداها) الحقنة مبطلة للصوم لحصول الوصول۔۔۔۔۔ (الثالثة) لا بأس للصائم بالاكتحال إذ ليست العين من الاجواف وقد روى أن النبي صلي الله عليه وسلم " اكتحل في رمضان وهو صائم " ولا فرق بين أن يجد في الحلق منه طعما أو لا يجد فانه لا منفذ من العين إلى الحلق وما يصل إليه

يصل من المسام ـــ (الرابعة) في بطلان الصوم بالتقطير في الاذن بحيث يصل الي الباطن ـــــ الخامسة وهي مااذا قطر في احليله شيئا ولم يصل الي المثانة ففى وجه يبطل صومه وهو الاظهر كمالو وصل الي حلقه ولم يصل إلى المعدة وفى وجه لا يبطل كمالووضع في فمه شيئا وبهذا قال ابو حنيفة وهو اختيار القفال رحمهما الله وتوسط بعض متأخرى اصحاب القفال ان وصل الي ماوراء الحشفة افطر والا لم يفطر تشبيها بالفم والحلق"

الشرح الكبير للرافعي (۱۹۳/۳) دار الكتب العلمية

''دماغ کا باطن، بطن، آنتیں اور مثانہ کے اندر پہنچ جانے والی چیز روزے کیلئے مفسد ہے یہاں تک کہ اگر اسکے سر یا پیٹ پر زخم ہو اور وہ ان پر دواء لگائے اور دواء جوف تک پہنچ جائے یا دماغ کی جھلی تک پہنچ جائے تو اسکا روزہ فاسد ہو جائے گا امام اور صاحب تھذیب نے فرمایا کہ اگر چہ وہ آنتوں یا جھلی کے اندر نہ پہنچے اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ دواء تر ہو یا خشک اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خشک سے نہیں ٹوٹے گا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مثانہ کو ایسا قرار نہیں دیا جس تک پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جائے اور ''معتمد'' میں ایسی وجہ کا بیان ہے جو مثانہ میں ان کے موافق ہے ہماری دلیل مطلق روایت ہے کہ روزہ ہر داخل ہونے والی شئی سے ٹوٹ جاتا ہے اور مثانہ کا دیگر اجواف پر قیاس ہے اور اس میں احالہ دواء کی طاقت ہے پھر فصل میں مختلف صورتیں ہیں پہلی یہ کہ حقنہ روزے کیلئے مفطر ہے کیونکہ وصول پایا گیا ـــــ تیسری یہ کہ روزے دار کیلئے سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں

کیونکہ آنکھ جوف نہیں اور روایت ہے کہ آپ ﷺ نے رمضان میں روزے کی حالت میں سرمہ لگایا اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ حلق میں اسکا ذائقہ پائے یا نہیں کیونکہ آنکھ سے حلق تک منفذ نہیں اور جو وہاں تک پہنچتا ہے وہ مسام سے پہنچتا ہے۔۔۔۔چوتھی یہ کہ روزہ باطل ہو جاتا ہے کان میں قطرات ڈالنے سے اس طور پر کہ اندر پہنچ جائیں۔۔۔۔پانچویں یہ کہ احلیل میں قطرے ڈالے اور وہ مثانہ تک نہ پہنچیں تو ایک صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ اظہر ہے جیسا کہ اگر حلق تک پہنچ جائے اور معدے تک نہ پہنچے اور ایک صورت کے مطابق باطل نہیں جیسا کہ اگر صرف منہ میں چیز رکھ دے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور یہی قفال رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے قفال رحمۃ اللہ علیہ کے بعض متاخرین اصحاب نے درمیان کی راہ نکالی کہ اگر سپاری سے آگے پہنچ گیا تو مفطر ہے ورنہ نہیں منہ اور حلق سے تشبیہ دیتے ہوئے۔"

امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے احلیل اور مثانہ میں بھی روزہ کو فاسد قرار دیا ہے اور "الفطر مما دخل" کو بالکل عام رکھا ہے لیکن چونکہ ہمارے نزدیک احلیل پر انف کی مذکورہ تعریف صادق نہیں آتی نیز وہ منفذ نہیں لہذا عند الحنفیہ اس میں کسی چیز کا دخول مفسد نہ ہوگا اور یہ مخرج قرار دیا جائے گا۔شوافع میں سے امام ابو الحسن علی بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۵۰ھ) اپنی کتاب "الاقناع فی الفقہ الشافعی" میں فرماتے ہیں:

"والثاني ما وصل إلى الرأس من سعوط في الانف أو تقطير دواء في الأذن يفطر به وإن دهن رأسه أو كحل عينه لم يفطر وإن ظهر طعمه في حلقه وكذلك لو شم طيبا۔۔۔۔ والخامس الحقنة من احد السبيلين وإيلاج ما يغيب فيه من دواء وغيره يفطر به" الإقناع في الفقه الشافعي

(ص:۷۵)دار احسان للنشر والتوزیع

''اور دوسرا جو سر تک پہنچ جائے ناک میں سعوط یا کان میں قطرے ڈالنے کی وجہ سے تو یہ مفطر ہے اور اگر سر میں تیل لگایا یا آنکھ میں سرمہ لگایا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اگرچہ اسکا ذائقہ حلق میں ظاہر ہو اور اسی طرح خوشبو سونگھنا ہے۔۔۔۔۔اور پانچواں یہ کہ سبیلین سے حقنہ کرنا اور ایسی چیز داخل کرنا جو غائب ہو جائے دواء وغیرہ یہ بھی مفطر ہے۔''

امام بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ناک ،کان اور مقعد کو مفطر قرار دیا ہے۔شوافع کے علامہ سلیمان بن عمر الجمل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۲۴ھ)اپنی کتاب ''حاشیۃ الجمل علی شرح منہاج الطلاب''میں فرماتے ہیں:

''أو الحقنة أي الاحتقان راجع للأمعاء، والمثانة، والتقطير في باطن الأذن وإن لم يصل إلى الدماغ وباطن الإحليل وهو مخرج البول من الذكر، واللبن من الثدي وإن لم يصل إلى المثانة ولم يجاوز الحلمة أو الحشفة مفطر في الأصح لمامر من أن المدار على مسمى الجوف۔''

حاشية الجمل (۳۱۸/۲)دار احياء التراث العربی

''حقنہ یعنی حقنہ کرانا یہ آنتوں اور مثانہ کی طرف لوٹ رہا ہے اور باطن کان میں قطرے ڈالنا اگرچہ وہ دماغ تک نہ پہنچے اور باطنِ احلیل یعنی مرد کے پیشاب نکلنے کی جگہ اور عورت کے دودھ نکلنے کی جگہ میں قطرے ڈالنا اگرچہ وہ مثانہ تک نہ پہنچے اور سر پستان یا آلہ تناسل کی سپاری سے تجاوز نہ کرے اصح قول کے مطابق یہ روزے کیلئے مفسد ہے کیونکہ یہ بات گزر چکی کہ مدار جوف کے مسمی پر ہے(اور یہ سب مسمی جوف میں داخل ہیں)''

علامہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مقعد، کان وغیرہ کو منفذ قرار دیا ہے۔ نیز کان میں ''وان لم یصل الی الدماغ'' کی تصریح کر کے یہ بھی واضح کر دیا کہ صرف کان میں جانا ہی فسادِ صوم کیلئے کافی ہے۔ الغرض یہ تمام منافذ شوافع کے ہاں بھی متفق ہیں اور وہ احلیل اور پستان میں بھی فسادِ صوم کے قائل ہیں نیز استقرار کا بھی لحاظ نہیں کرتے یعنی منافذ کے علاوہ (احلیل اور ثدی) میں بھی فساد کے قائل ہیں لہذا منافذ میں تو بدرجہ اولی اتفاق ہے۔

منافذ میں افسادِ صوم پر حنابلہ کی کتب کے حوالے

اس ذیل میں حنابلہ کا مذہب اور منافذ سے متعلق ان کا اتفاق بالکل واضح ہے بلکہ اگر حنابلہ کی عبارات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ اصول "ادخال بفعله یاصلاح بدن مع الاسقرار" کو حنابلہ بھی ایک حد تک لیتے ہیں، بہر حال حنابلہ کی عبارات مندرجہ ذیل ہیں۔

شمس الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن الشیخ الامام محمد بن احمد قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۸۲ھ) اپنی کتاب الشرح الکبیر لابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں:

''(فصل) ويفطر بكل ما أدخله إلى جوفه أو مجوف في جسده كدماغه وحلقه ونحو ذلك مما ينفذ إلى معدته إذا وصل باختياره وكان مما يمكن التحرز منه سواء وصل من الفم على العادة أو غيرها كالوجور واللدود أو من الانف كالسعوط أو مايدخل من الاذان إلى الدماغ أو ما يدخل من العين إلى الحلق كالكحل أو مايدخل إلى الجوف من الدبر بالحقنة أو مايصل من مداواة الجائفة أو من دواء المأمومة، وكذلك ان

جرح نفسه أو جرحه غيره باذنه فوصل إلى جوفه سواء استقر في جوفه أو عاد فخرج منه لانه واصل إلى الجوف باختياره فاشبه الاكل وبهذا كله قال الشافعي الا في الكحل۔۔۔۔۔ وقال أبو حنيفة والشافعي لا يفطر لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه اكتحل في رمضان وهو صائم ولان العين ليست منفذا فلم يفطر بالداخل منها كما لو دهن رأسه ولنا أنه أوصل إلى حلقه ما هو ممنوع من تناوله بفيه فأفطر به كما لو أوصله من أنفه وما رووه لم يصح، قال الترمذي لم يصح عن النبي صلى الله عليه وسلم في باب الكحل للصائم شئ ثم نحمله أنه اكتحل بما لا يصل، وقولهم ليست العين منفذا لا يصح فانه يوجد طعمه في الحلق"

الشرح الكبير لابن قدامة (۴۱۱/۷) هجر الطباعة والنشر

"(فصل) اور روزہ ٹوٹ جاتا ہے ہر اس چیز سے جو وہ جوف میں داخل کردے یا جو اسکے جسم میں جوف ہیں جیسا کہ دماغ اور حلق وغیرہ جو کہ اسکے معدے تک کھلتے ہیں جب وہ اپنے اختیار سے پہنچادے اور اس سے احتراز ممکن ہو چاہے منہ سے پہنچائے عادت کے مطابق یا بغیر عادت کے جیسا کہ زبردستی منہ میں دواء ڈالنا یا منہ کے کنارے سے دواء ٹپکانا یا ناک سے دواء ڈالنا جیسا کہ سعوط یا جو کان سے دماغ تک داخل ہو یا آنکھ سے حلق تک جیسا کہ سرمہ یا جو جوف تک داخل ہو مقعد سے حقنہ کے ذریعے یا جو پیٹ یا دماغ کے زخم میں دواء لگانے سے پہنچے اور اسی طرح اگر وہ اپنے آپ کو زخم لگائے یا غیر اسے زخمی کرے اسکی اجازت سے اور وہ جوف تک پہنچ جائے چاہے وہ اسکے جوف میں ٹھہر جائے یا واپس نکل جائے روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ یہ اسکے

جوف تک اسکے اختیار سے پہنچا ہے پس یہ اکل کے مشابہ ہے اور یہی سب باتیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اختیار کی ہیں سوائے سرمہ کے۔۔۔اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان میں سرمہ لگایا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے سے تھے اور اس لئے کہ آنکھ منفذ نہیں پس اس سے داخل ہونے والی شئی مفطر نہیں جیسا کہ اگر سرمہ میں تیل لگائے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اس نے حلق تک پہنچا دیا اس چیز کو جو کہ ممنوع ہے اسکا منہ سے کھانا پس اس کا روزہ ٹوٹ گیا جیسا کہ اگر وہ ناک سے اسے پہنچا دیتا تو وہ مفطر ہے اور جو روایت انہوں نے بیان کی وہ صحیح نہیں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روزے دار کیلئے سرمہ کے باب میں کوئی صحیح روایت منقول نہیں اور پھر (اگر اسے صحیح مان لیں تو) ہم اسے حمل کریں گے اس پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا سرمہ لگایا تھا جو نہیں پہنچتا اور ان کا یہ کہنا کہ آنکھ منفذ نہیں یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اسکا ذائقہ حلق تک محسوس ہوتا ہے۔"

امام منصور بن یونس البھوتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۱ھ) اپنی کتاب "کشاف القناع عن متن الاقناع" میں فرماتے ہیں:

"(أو استعط) في أنفه (بدهن أو غيره فوصل إلى حلقه أو دماغه). وفي الكافي: أو خياشيمه فسد صومه {لنهيه صلى الله عليه وسلم الصائم عن المبالغة في الاستنشاق}؛ ولأن الدماغ جوف والواصل إليه يغذيه فيفطر كجوف البدن ـــــ (أو احتقن) في دبره فسد صومه؛ لأنه يصل إلى الجوف؛ ولأن غير المعتاد كالمعتاد في الواصل ولأنه أبلغ

وأولى من الاستعاط (أو داوى الجائفة أو جرحا بما يصل إلى جوفه)؛ لأنه أوصل إلى جوفه شيئا باختياره أشبه مالو أكل (أو اكتحل بكحل أو صبر أو قطور أو ذرور أو إثمد ولو غير مطيب يتحقق معه وصوله إلى حلقه) نص عليه؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم {أمر بالإثمد المروح عند النوم، وقال: ليتقه الصائم}---(وإلا) أي: وإن لم يتحقق وصوله إلى حلقه (فلا) فطر لعدم تحقق ما ينافي الصوم----(أو أدخل إلى جوفه أو مجوف في جسده كدماغه وحلقه وباطن فرجها، وتقدم في) باب (الاستطابة إذا أدخلت أصبعها ونحو ذلك) أي: نحو الدماغ والحلق وباطن فرجها كالدبر (مما ينفذ إلى معدته شيئا من أي موضع كان ولو خيطا ابتلعه كله أو) ابتلع (بعضه أو رأس سكين من فعله أو فعل غيره بإذنه) فغاب في جوفه فسد صومه---واختار الشيخ تقي الدين: لا يفطر بمداواة جائفة ومأمومة ولا بحقنة (أو داوى المأمومة) فوصل إلى دماغه (أو قطر في أذنه مما يصل إلى دماغه)؛ لأن الدماغ أحد الجوفين فالواصل إليه يغذيه فأفسد الصوم كالآخر۔"

كشاف القناع عن متن الإقناع (۳۱۸/۲) عالم الكتب بيروت

"(یا وہ ڈالے) ناک میں (تیل وغیرہ اور وہ اسکے حلق یا دماغ تک پہنچ جائے) اور کافی میں ہے یا اسکی ناک کی جڑوں تک پہنچ جائے تو اسکا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ آپ ﷺ نے استنشاق میں مبالغہ سے منع فرمایا اور اس لئے کہ دماغ جوف ہے اور جو چیز اس تک پہنچ جائے وہ اسے تغذی دیتی ہے پس روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ جوف بدن میں ہوتا ہے--- (یا حقنہ

کرائے)اپنے مقعد میں تو اسکا روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ یہ جوف تک پہنچ جاتا ہے اور اس لئے کہ غیر معتاد و معتاد کی طرح ہے پہنچنے والے میں اور اس لئے بھی کہ یہ حقنہ زیادہ پہنچنے والا اور اولی ہے ناک میں دواء ڈالنے سے (یا پیٹ کے زخم یا ایسا زخم جو جوف تک پہنچا ہو پر دواء لگانا) کیونکہ اس نے اپنے جوف تک چیز پہنچا دی اپنے اختیار سے یہ اکل کے مشابہ ہے (یا وہ سرمہ لگائے کحل یا صبر یا قطرے یا سفوف یا اثمد اگر چہ خوشبو والا نہ ہو اور ان کا حلق تک پہنچنا متحقق ہو جائے)اس پر نص ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اثمد مروح کا حکم دیا سوتے وقت اور فرمایا کہ چاہیئے کہ روزے دار اس سے بچے۔۔۔۔(ورنہ)یعنی اگر اسکا پہنچنا متحقق نہ ہو (تو روزہ نہیں ٹوٹے گا) کیونکہ روزے کے منافی شئی نہیں پائی گئی۔۔۔۔(یا وہ داخل کر دے اپنے جوف میں یا اپنے جسم میں موجود مجوف مقامات پر جیسا کہ اسکا دماغ اور حلق اور اندرونی شرمگاہ اور گزرا)باب (استطابہ میں کہ جب وہ داخل کر دے اپنی انگلی وغیرہ)یعنی دماغ ،حلق اور اندرونی شرمگاہ مقعد کی طرح ہیں (جو بھی معدے میں کھلتے ہیں جس بھی مقام سے ہو اور اگر وہ دھاگہ نگلتا ہے پورا)یا (تھوڑا یا چھری کا سرا اپنے فعل سے یا غیر اسکی اجازت سے)اور وہ اسکے جوف میں غائب ہو جائے تو اسکا روزہ ٹوٹ جائے گا۔۔۔شیخ تقی الدین نے یہ بات اختیار کی کہ پیٹ اور سر کے زخم اور حقنہ سے روزہ نہیں ٹوٹے گا (یا وہ سر کہ زخم پر دواء لگائے)اور وہ اس کے دماغ تک پہنچ جائے (یا وہ کان میں قطرے ڈالے جو کہ اسکے دماغ تک پہنچ جائے) کیونکہ دماغ دو میں سے ایک جوف ہے پس اس تک پہنچنے والی شئی تغذی دے گی تو اس

سے روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ دوسرے جوف معدے میں ہوتا ہے۔"

نیز امام موفق الدین عبداللہ بن احمد المقدسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۰ھ) جو کہ "ابن قدامہ" سے مشہور ہیں اپنی کتاب "المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل" میں فرماتے ہیں:

"الفصل الثالث ، أنه يفطر بكل ما أدخله إلى جوفه ، أو مجوف في جسده كدماغه وحلقه ، ونحو ذلك مما ينفذ إلى معدته ، إذا وصل باختياره ، وكان مما يمكن التحرز منه ، سواء وصل من الفم على العادة ، أو غير العادة كالوجور واللدود ، أو من الأنف كالسعوط ، أو ما يدخل من الأذن إلى الدماغ ، أو ما يدخل من العين إلى الحلق كالكحل ، أو ما يدخل إلى الجوف من الدبر بالحقنة ، أو ما يصل من مداواة الجائفة إلى جوفه ، أو من دواء المأمومة إلى دماغه ، فهذا كله يفطره ؛ لأنه واصل إلى جوفه باختياره ، فأشبه الأكل ، وكذلك لو جرح نفسه ، أو جرحه غيره باختياره ، فوصل إلى جوفه ، سواء استقر في جوفه ، أو عاد فخرج منه۔"

المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني (۳۵۲/۴) دار عالم الكتب الرياض

"تیسری فصل۔ روزہ ٹوٹ جاتا ہے ہر اس چیز سے جو وہ جوف میں داخل کر لے یا جو اسکے جسم میں مجوف مقامات ہیں جیسا کہ اس کا دماغ اور حلق اور اسکے علاوہ جو اسکے معدے میں کھلتے ہیں جب اسکے اختیار سے پہنچے اور اس سے احتراز ممکن ہو چاہے وہ منہ سے پہنچے عادت کے مطابق یا بغیر عادت کے جیسے زبردستی دواء پلانا یا منہ کے کنارے سے دواء ٹپکانا یا ناک سے دواء ڈالنا جیسے سعوط یا جو کان سے داخل ہو دماغ تک یا جو آنکھ سے داخل ہو حلق تک جیسا

کہ سرمہ یا جو جوف میں داخل ہو مقعد سے حقنہ کے ذریعے یا جو پہنچے پیٹ کے زخم سے جوف تک یا سر کے زخم سے دماغ تک یہ سب روزہ توڑ دیں گے کیونکہ یہ اسکے جوف تک پہنچے گا اسکے اختیار سے پس یہ اکل کے مشابہ ہے اور اسی طرح اگر وہ اپنے کو زخم لگائے یا غیر اسکے اختیار سے زخم لگائے اور یہ اسکے جوف تک پہنچ جائے چاہے وہ اسکے جوف میں رہ جائے یا نکال لے۔"

حنابلہ کی تمام کتب میں یہ بحث موجود ہے اور منافذستہ میں روزہ ٹوٹنا صراحۃً ذکر ہے۔

خلاصہ کلام

اس تمام بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ کوئی انفرادی یا شاذ مسائل نہیں یا ان مسائل میں فقہاء کے اقوال محتمل نہیں بلکہ اجماعی ہیں۔ یہاں فقہاء کے اقوال متفق علیہ ہیں نہ کہ اطباء کے اقوال۔ اطباء نے تو آج ایک بات کرنی ہے کل دوسری بات، بلکہ اطباء کے اقوال تو ظنی ہیں جیسا کہ "الفقہ الاسلامی وادلتہ" کا حوالہ گزرا نیز مبسوط سرخسی کا حوالہ بھی آیا کہ حمل کا ولد ہونا جانچنے کا طریقہ استدلال شوافع کے نزدیک طبی اور تجرباتی تھا تو امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمادیا کہ "هذا من باب الطب ليس من الفقه فی شئی فلم نقل به لهذا" المبسوط للسرخسی (۳/ ۲۱۳ دارالفکر) یعنی یہ بات باب طب سے ہے لہذا ہم اسے نہیں لیتے اور طب فقہ میں حکم کے اثبات کیلئے مستدل نہیں بن سکتی لہذا ہم ظاہری علامات وغیرہ سے حکم ثابت کریں گے طب حکم ثابت نہیں کر سکے گی۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ بھی مبسوط سرخسی اور بدائع کے حوالے سے گزرا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو آنکھ میں تکلیف تھی لہذا طبیب نے انہیں لیٹ کر نماز پڑھنے کا کہا کہ آپ لیٹ کر نماز پڑھیں تو آپ کی آنکھ صحیح ہو سکتی ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ

رضی اللہ عنھا سے مشورہ کیا اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے بھی مشورہ کیا تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کو رخصت نہیں دی اور یہی فرمایا کہ اگر ان ایام میں آپ انتقال کر گئے تو آپ کی ان دنوں کی نمازوں کا کیا ہوگا؟ اگر اسکی گنجائش ہوتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ضرور انہیں گنجائش دیتے اور یہی اس باب میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل ہے اور وہ آنکھ میں مرض کی حالت میں لیٹ کر نماز پڑھنے کی بالکل اجازت نہیں دیتے۔

اگرچہ حنفیہ کے نزدیک اسکی گنجائش ہے اور وہ اس روایت میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ خاص وہ طبیب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے نزدیک معتبر اور ماہر نہیں تھا اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عھم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کو گنجائش نہیں دی تھی۔

یہ واقعہ ان لوگوں کیلئے بھی لمحہ فکریہ ہے جو کان، فرج وغیرہ منافذ میں دواء ڈالنے سے روزہ نہ ٹوٹنے کا قول کرتے ہیں یا انہیلر میں اس طرف رجحان رکھتے ہیں کہ روزہ نہ ٹوٹے۔ ایک بار صرف اس واقعے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے عمل پر غور کریں اگر روزہ ٹوٹ گیا ہو اور آپ کہیں کہ کان میں دواء ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو کیا آپ سے متعلق یہ الفاظ نہیں کہے جانے چاہئیں "ارأیت لو مت فی ھذہ الایام کیف تصنع بصومك"

منافذ سے متعلق اکابرین علماء دیوبند کے فتاوی بھی متفق ہیں

منافذ سے متعلق اکابرین علماء دیوبند کے فتاوی بھی متفق نظر آتے ہیں جبکہ ان کے سامنے یہ جدید تحقیقات آ گئی تھیں۔ امداد الفتاوی میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ۱۳۵۰ھ کا فتوی ہے یعنی آج سے نوے سال پرانا فتوی اس میں سائل نے کان میں یہ ساری تحقیقات آج سے زیادہ واضح انداز میں بیان کی ہیں بلکہ روز روشن کی طرح واضح ہونا کہا ہے اور یہ مطالبہ کیا ہے کہ از سر نو نظر کر کے فتاوی مرتب کرنے کی ضرورت ہے لیکن حضرتؒ نے دوٹوک جواب دیا ہے۔ ایک نہیں تین مقامات پر حضرت نے کان کو منفذ اور اس میں جانے والی دواء کو مفطر قرار دیا ہے۔ جب یہ تحقیقات آج سے سو سال قبل اکابرین کے سامنے آ گئی تھیں اور یہ اسکے بعد سالوں حیات رہے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں فقہ میں دخیل قرار نہیں دیا تو آج کے مفتیانِ کرام کو اس ذیل میں اجتناب کرنا چاہیئے۔

امداد الفتاوی میں موجود کان سے متعلق تین فتاوی

امداد الفتاوی میں فتوی ہے:

عنوان: تحقیق منفذ وجوف

سوال (۲۱۳) نیز وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ کان میں تیل یا دوا ڈالی جائے تو اس کے معدہ میں کسی طرح پہنچنے کا امکان نہیں ہے اس لئے کہ یہ ظاہری سوراخ ایک جلد پر جسے پردہ کہا جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے اور وہ جلد اس طرح کان میں لگی ہوئی ہے جس سے وہ مثل ایک بند صندوق کے ہے جس کا راستہ

صرف بیرونی سوراخ ہے، سوائے اس کے کہ کسی شخص کے کسی خاص مرض کی وجہ سے پردہ میں سوراخ ہوں البتہ سوراخوں سے اندر پہنچنے کا امکان ہے اسی طرح زخمِ دماغ (آمہ) کے متعلق بھی وہ یہ فرماتے ہیں کہ اس سے بھی کوئی منفذ معدہ تک نہیں ہے اور نہ دماغ کی دواء معدہ میں پہنچ سکتی ہے سوائے اس کے کہ ناک کے سوراخ سے کوئی چیز ڈالی جائے تو وہ حلق میں اور حلق سے معدہ میں پہنچ سکتی ہے یہ تمام امور جدید تشریح ومشاہدہ سے روز روشن کی طرح واضح ہو گئے ہیں وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ آمہ وجائفہ کے متعلق فقہاء کے مسائل غلط نہیں ہیں بلکہ انہی کی جو تشریح معلوم ہوئی وہ غلط ہے اس لئے ان امور پر از سرِ نو نظر کر کے فتاوی مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔

الجواب: جوف معدہ کے ساتھ خاص نہیں، دماغ اور معدہ دونوں کو شامل ہے۔ (ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ النور ص ۹ شعبان ۵۱ھ)

امداد الفتاوی (۲/ ۱۴۷) مکتبہ دار العلوم کراچی

مذکورہ بالا فتوے میں حضرت حکیم الامتؒ نے کان سے متعلق جدید تحقیقات کو لائق اعتناء ہی نہ سمجھا اور اصولی جواب دیدیا ہے۔ نیز امداد الفتاوی میں ایک اور فتوی ہے:

عنوان: حکم ادخال صائم چیزے را در گوش وبینی

سوال (۱۸۳) اے علماء دین ومفتیان شرع متین صائم رمضان کو سوراخ بینی وگوش یا آنکھ میں کوئی شے مائع مثل تیل یا عرق یا پانی وغیرہ کے یا کوئی چیز خشک مثل سفوف وغیرہ کے دواء ڈالنا اور سر میں تقویت دماغ کیلئے تیل یا کوئی عرق یا پانی وغیرہ ڈالنا اور پانی کے اندر حدث کرنا اور غوطہ لگانا اور غرارہ کرنا اور سر پر یا اور کہیں ضماد لگانا اور زخم عمیق میں سر پر ہو یا پیٹ میں یا اور کہیں

مرہم یا عرق یا تیل وغیرہ دواءً ڈالنا جائز ہے یا نہیں، اور برتقدیر عدم جواز کے اگر کوئی صائم باوجود علم عدم جواز کے عمداً یا خطاءً یا بلا علم عدم جواز کے عمداً یا خطاءً ان امور میں سے کسی کا مرتکب ہو تو اس پر کس صورت میں کفارہ کس صورت میں قضاء اور کس صورت میں نہ کفارہ ہے نہ قضاء۔

الجواب: سوراخ بینی وگوش میں دوائی تر ڈالنا مفسد صوم ہے اور کفارہ واجب نہیں، ومن احتقن او استعط او اقطر فی اذنہ افطر ولا کفارۃ علیہ (ھدایۃ) اور خشک میں اگر وصول یقینی ہو تو مفسد ہے والا لا کما بحثہ الشامی اور آنکھ میں کوئی دواء ڈالنا اور سر میں لگانا مفسد نہیں، ولا باس بالکحل ودھن الشارب (ھدایۃ) اور پانی پہنچانا مواضع مذکورہ میں علی الاصح مفسد نہیں، ولو اقطر فی اذنہ الماء او دخلہ لا یفسد صومہ (ھدایۃ) اور پانی میں حدث کرنے اور غوطہ لگانے سے کچھ نہیں ہوتا، البتہ اگر پانی اندر پہنچ گیا تو فاسد ہو جائے گا، ولو بالغ فی الاستنجاء حتی بلغ موضع الحقنۃ فسد وھذا قلما یکون ولو کان فیورث داء عظیماً (درمختار) اور کفارہ لازم نہ آئے گا کما فی مسئلۃ الاحتقان فی الھدایۃ، علی ھذا القیاس غرغرہ کرنے میں اگر پانی حلق سے اتر گیا تو فاسد ہوگا والا لا اور سر وغیرہ پر ضماد کرنا جائز ہے قیاساً علی العین ودھن الشارب اور اگر زخم وشکم اس قدر عمیق ہے کہ ام الدماغ یا جوف تک پہنچا ہو تو اس میں دواء ڈالنے سے روزہ جاتا رہے گا بشرطیکہ وہ جوف یا دماغ میں پہنچ گئی ہو ولو داوی جائفۃ او آمۃ فوصل الی جوفہ او دماغہ افطر (ھدایۃ) اور چونکہ دوائی تر میں ظاہر وصول ہے اس لئے اس میں افطار کا مطلقاً حکم دیا جاوے الا ان یعلم عدم وصولہ الی الجوف والدماغ، اور خشک کا حکم بالعکس ہوگا باقی زخموں میں دواء ڈالنا مفسد نہیں خشک میں تفصیل مذکور

ہے اور صور مذکور میں سے جن میں روزہ فاسد نہیں ہوا ان میں نہ قضاء ہے نہ کفارہ اور جن میں فاسد ہوگیا ہے ان میں قضاء ہے کفارہ نہیں اگر عمداً ہو خواہ علم مسئلہ کا ہو یا نہ ہو، لان الجہل لایعتبر فی ضروریات الدین اور اگر ناسیاً ہو تو روزہ باقی رہتا ہے کیونکہ جب اکل وشرب جو اکمل مفطرات اور موجب کفارہ ہیں وقت نسیان مفسد نہیں تو غیر اس کا بدرجہ اولی وقت نسیان مفسد نہ ہوگی۔ واللہ اعلم ۱۳۰۴ھ (امداد جلد ۱ صفحہ ۱۷۹)

امداد الفتاوی (۲/ ۱۲۷) مکتبہ دار العلوم کراچی

امداد الفتاوی میں تیسرا فتوی اس ذیل میں یہ ہے:

عنوان: کان میں قصداً پانی ڈالنا مفطر صوم ہے یا نہیں؟

سوال (۱۸۴) شرح وقایہ کی کتاب الصوم باب مایوجب الافساد میں لکھا ہے اوصب فی احلیلہ دھن او فی اذنہ ماء الی قولہ لم یفطر، اور مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی فرنگی محل نور اللہ مرقدہ نے اس عبارت کی توجیہ یہ لکھی ہے اما فی صب الدھن فی الاحلیل فلانہ لیس بین المثانۃ وبین الجوف منفذ یصل بہ الیہ حتی یوجد المفطر وفی صب الماء فی الاذن لانہ لیس فیہ صلاح البدن بخلاف الدھن، میں نے عبارت مذکورہ کے مطالعہ سے یہ سمجھا تھا کہ صائم اگر قصداً کان کے اندر پانی ڈالے تو روزہ باطل نہ ہوگا پس دل کی تسلی کیلئے گزشتہ خط میں آپ سے عرض کیا تھا کہ روزہ دار اگر اپنے کان کے اندر پانی ڈالے تو روزہ باطل ہوگا یا نہ، آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ قصداً ڈالنے سے روزہ باطل ہوگا اب عرض کرتا ہوں کہ میری سمجھ غلط ہے، نہ آپ کی اور معتبر ومفتی بہ قول سے فرماتے ہیں بتلا دیجئیے۔

الجواب: اصل یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے تصحیح دونوں جانب ہے شاید میں نے احتیاط پر عمل اولیٰ سمجھ کر لکھدیا ہوگا بہر حال دونوں طرف گنجائش ہے ،ہدایۃ وتبیین ومحیط وولوالجیہ میں عدم فساد کو ترجیح دی ہے اور خانیہ وبزازیہ وفتح وبرہان میں فساد کو ترجیح دی ہے کذا فی رد المحتار باب مایفسد الصوم ومالا یفسد ہ (۸ جمادی الاخر ۱۳۲۹ھ تتمہ اولیٰ صفحہ ۶۳)

امداد الفتاوی (۲/ ۱۲۸) مکتبہ دار العلوم کراچی

امداد الفتاوی میں یہ تین فتوے موجود ہیں جن میں کان میں دواء یا تیل ڈالنا مفطر قرار دیا گیا ہے اور جدید طبی تحقیقات کو لائق اعتناء نہیں سمجھا گیا۔

بہشتی زیور میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بہشتی زیور میں بھی یہی مسئلہ بیان فرمایا ہے:

”کسی نے روزے میں ناس لیا یا کان میں تیل ڈالا یا جلاب میں عمل لیا اور پینے کی دواء نہیں پی تب بھی روزہ جاتا رہا لیکن صرف قضاء واجب ہے، اور کفارہ واجب نہیں۔“ (بہشتی زیور ص ۱۴۴) اسلامک بک سروس

امداد المفتین میں حضرت مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوی

حضرت مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امداد المفتین میں یہی فتوی دیا ہے کہ کان میں تیل یا دواء وغیرہ جانے سے روزہ ٹوٹ جائیگا، بلکہ اس فتوی میں حضرتؒ نے اپنے تسامح کو بھی تسلیم کیا ہے۔ حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا امداد المفتین میں فتوی یہ ہے:

”عنوان: انجکشن سے روزہ فاسد نہ ہونے پر اشکال وجواب

(سوال ۳۳۹) آنجناب نے فتاوی انجکشن میں عدم فسادصوم کی تحقیق میں فقہ کی روشنی میں تحریر فرمایا ہے کہ فسادِ صوم کیلئے فطر کا جوف دماغ یا جوف بطن میں پہنچنا ضروری ہے مطلقاً کسی عضو کے جوف یا عروق کے جوف میں پہنچنا مفسد صوم نہیں ہے لہذا انجکشن کے ذریعہ سے جو دوا بدن میں پہنچائی جاتی ہے مفسد صوم نہیں اور اسی کی تائید میں آگے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اسی طرح اگر کان میں پانی ڈالے روزہ فاسد نہیں ہوتا حالانکہ کان بھی ایک جوف ہے اب احقر کو اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فقہاء تصریح فرماتے ہیں کہ کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے حالانکہ اصول مذکورہ کے مطابق نہیں ٹوٹنا چاہیے کیونکہ کان جوف دماغ نہیں ہے جیسے کہ آپ کی تحریر سے مستفاد ہوتا ہے اور اگر یہ کہا جاوے کہ کان میں تیل ڈالنے سے بدن کی اصلاح ہوتی ہے اس لئے مفسد صوم ہے تو یہی حال انجکشن کا ہے کہ اس کے ذریعہ سے بدن کی اصلاح ہوتی ہے پس چاہیے کہ انجکشن سے بھی روزہ فاسد ہو امید ہے کہ جواب باصواب سے مشکور فرمائیں گے۔

(الجواب) اب غور کرنے سے معلوم ہوا کہ کان کی مثال دینے میں مسامحت ہوئی کان سے جوف دماغ تک اور وہاں سے جوف بطن تک منفذ ہے اور اسی لئے کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر پانی خود بخود داخل ہو جاوے تو فاسد نہیں ہوتا اور قصداً داخل کیا جاوے تو اس میں اختلاف ہے ایک قول پر فاسد نہیں اور دوسرے قول پر فاسد ہو جاتا ہے اور اکثر

حضرات نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔کذا فی الدر المختار[1] اور وجہ فرق تیل و پانی میں غالباً یہ ہے کہ کان منفذ پیچ در پیچ ہونے کے سبب اس منفذ سے اندر جوف تک پہنچنا تیل میں تو غالب ہے کیونکہ تیل سریع النفوذ چیز ہے پانی میں عادۃً مشکل ہے اور شاید بالقصد داخل کرنے کی صورت میں جن حضرات نے فسادِ صوم کو ترجیح دی ہے اس میں اس کو بھی داخل ہو کر بالقصد لیٹ کر اس طرح پانی ڈالا جائے تو اندر تک پہنچ جانا کچھ بعید نہیں اور بلا ارادہ ویسے ہی نہاتے ہوئے پانی کان میں چلا گیا تو اندر جوف میں پہنچنا عادۃً مستبعد ہے علاوہ ازیں پانی سے احتیاط دشوار بھی ہے تیل میں کوئی دشواری نہیں۔

الغرض اس باب میں جو تیل اور پانی میں فرق کیا گیا ہے وہ اس پر مبنی نہیں کہ کان اور جوف دماغ کے درمیان منفذ نہ ہو بلکہ اس کا مبنی دوسری چیزیں ہیں۔اسلئے اس موقعہ پر یہ مثال کان کی صحیح نہیں مگر دوسری امثلہ موجود ہیں جن سے اصل مسئلہ ثابت ہے اس لئے اصل مسئلہ کے حکم میں کوئی فرق نہیں پڑتا یعنی انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا (واللہ تعالیٰ اعلم) ۸ محرم ۶۷ (اضافہ)" (امداد المفتین ۲/ ۴۱۳ دار الاشاعت)

امداد الفتاوی میں فرج سے متعلق فتوی

اسکے علاوہ فرج میں آج کل اطباء کے متفق علیہ اقوال زیادہ اشکالات اٹھا رہے

---

[1] درمختار میں پہلے قول کی تصحیح نقل ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں تسامح ہوا ہے۔"(أو دخل الماء في أذنه وإن كان بفعله) على المختار "الدر المختار (۲/ ۳۹۶)

ہیں اس ذیل میں امداد الفتاوی میں صراحۃً مفسدِ صوم ہونے کا فتوی ملاحظہ ہو:

عنوان: حکم ادخال ربڑ اندرون فرج درصوم

سوال (۲۱۰) ایک ضروری مسئلہ اس وقت پیش آیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک عورت بوجہ امراض رحمی کے سخت بیمار ہے اور صنعت وناتوانی بھی زیادہ ہے حکیمی علاج بوجہ نہ ملنے ہشیار دائی کے چھوڑ کر ڈاکٹری علاج شروع کیا گیا، ڈاکٹری علاج میں جو مس ہشیار ہے اس کا علاج ہو رہا ہے مس کہتی ہیں کہ بوجہ کجی رحم یہ شکایات ہیں سو رحم میں داخلاً اگر ربڑ کا حلقہ ماہ دو ماہ تک بذریعہ عمل بالید چڑھا رہے تو آرام ہو جاوے گا، اس پر اپنا تجربہ بتلاتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ رمضان شریف آگئے اس حلقہ کے موجود ہے ہوتے ہوئے جو کہ داخل اعضاء اندرونی ہے روزہ میں تو کچھ خرابی نہ واقع ہوگی اور اگر خرابی روزہ کی وجہ سے تا رمضان اس علاج کو موقوف رکھا جاتا ہے تو مرض کی اور زیادتی ہوئی جاتی ہے، آیا اس حالت میں روزہ ترک کر کے علاج مذکور کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: خود روزہ کی حالت میں چھلاّ چڑھانا مفسد صوم ہے لیکن اگر غیر حالتِ صوم میں چڑھایا ہوا حالتِ صوم میں داخل بدن باقی رہے تو اس سے روزہ میں کوئی خلل نہیں آتا۔ (۲۷ شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ حوادث خامسہ ص ۱۶)

امداد الفتاوی (۲/ ۱۴۴) مکتبہ دار العلوم کراچی

احسن الفتاوی میں حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا کان سے متعلق فتوی

نیز متعدد تحریرات میں حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے یہ غلط تاثر دیا گیا ہے کہ حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتوی موجود ہے جس میں کان میں دواء ڈالنے کو مفسد صوم قرار نہیں دیا گیا، یہ دعوی تعجب خیز ہے کیونکہ ''احسن

الفتاوی'' میں جوفتوی موجود ہے اس میں کان میں دواء ڈالنے کوصراحۃً مفسد قرار دیا گیا ہے اب وہ فتوی کہاں موجود ہے جس میں مفسد قرار نہیں دیا گیا یہ بات ان حضرات کے ذمے ہے[1]۔احسن الفتاوی میں یہ فتوی موجود ہے:

عنوان: کان میں پانی جانا مفسد نہیں:

سوال: کان میں پانی پڑ جانے کی وجہ سے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب: کان میں پانی جانے سے روزہ نہیں جاتا عمداً ڈالنے کے مفسد ہونے میں اختلاف ہے عدم اِفساد ارجح اور افساد احوط ہے، تیل یا دواء ڈالنا بالاتفاق مفسد ہے لما فی العلائیۃ اوادخل الماء فی اذنہ وان کان بفعلہ علی المختار (الی قولہ) لم یفطر وفی الشامیۃ(قولہ وان بفعلہ) اختارہ فی الھدایۃ و التبیین وصححہ فی المحیط وفی الولوالجیۃ أنہ المختار وفصل فی الخانیۃ بأنہ إن دخل لا یفسد وإن أدخلہ یفسد فی الصحیح لأنہ وصل إلی الجوف بفعلہ فلا یعتبر فیہ صلاح البدن ومثلہ فی البزازیۃ واستظھرہ فی الفتح و البرھان شرنبلالیۃ ملخصا

---

[1] دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی سے مفطرات کے باب میں جوفتوی جاری ہوا ہے اس میں دومقامات پر اور جامعۃ الرشید کے اساتذہ کرام نے بہشتی زیور کی جوتسہیل طبع کی ہے اسکے حاشیہ پر حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس رجوع والے فتوی کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ ''احسن الفتاوی'' کے کئی ایڈیشن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد چھپ چکے ہیں لیکن اسکے حاشیہ پر بھی اس رجوع والے فتوی کا ذکر نہیں بلکہ وہی کان میں دواء ڈالنے سے بالاتفاق روزہ ٹوٹنے کا فتوی مذکور ہے جو اس رجوع والے فتوی کے مطابق تو مرجوع عنہ غیر مفتی بہ اور ناقابل عمل ہے ۔بہرحال بندہ نے ''دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی'' اور ''دارالافتاء جامعۃ الرشید'' کے ذمہ داران سے خصوصی خط کے ذریعے حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا دستخط شدہ یا مہر لگا ہوا رجوع سے متعلق یہ فتوی طلب کیا لیکن ان حضرات کی جانب سے کافی عرصہ گزر جانے کے باوجود اسکا جواب ہمیں موصول نہ ہوا۔

والحاصل الاتفاق على الفطر بصب الدهن وعلى عدمه بدخول الماء واختلف التصحيح فى إدخاله نوح(رد المحتار ج۲)وفى الهندية ولو اقطر فى اذنه الماء لايفسد صومه كذا فى الهداية وهو الصحيح هكذا فى محيط السرخسى (عالمگیریة) فقط واللہ تعالی اعلم احسن الفتاوی (۴/ ۴۳۰)

احسن الفتاوی میں حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرج سے متعلق فتوی

نیز فرج میں تر انگلی وغیرہ ڈالنا بھی حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مفطر ہیں ملاحظہ ہو:

عنوان: عورت نے فرج میں انگلی ڈالنے کو مفسد سمجھ کر کچھ کھالیا

سوال: زید کی بیوی کا روزہ تھا زید نے اپنی انگلی اس کے فرج میں داخل کی بیوی نے سمجھا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا اس لئے کچھ کھا پی لیا، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: فرج میں خشک انگلی داخل کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس کے بعد کھانے سے روزہ ٹوٹ گیا، قضاء اور کفارہ واجب ہے البتہ انگلی گیلی ہو یا خشک انگلی فرج میں ڈال کر پوری یا کچھ حصہ باہر کھینچ کر پھر اندر کر دی تو اس سے روزہ ٹوٹ گیا صرف قضاء واجب ہے کفارہ نہیں، اس کے بعد کھانے پینے سے بھی کفارہ واجب نہ ہوگا قال فى العلائية فعل ما لا يظن الفطر به كفصد و كحل ولمس وجماع بهيمة بلا إنزال أو إدخال أصبع فى دبر ونحو ذلك (فظن فطره به فأكل عمدا قضى) فى الصور كلها (و كفر) لأنه ظن فى غير محله ،وفى الشامية قوله (أو إدخال

أصبع) أي يابسة كما تقدم ح فلو مبتلة فلا كفارة لأكله بعد تحقق الإفطار بالبلة (ردالمحتار ۱۱۰/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احسن الفتاوی (۴/ ۴۵۴)

دیگر اردو فتاوی میں منافذ سے متعلق فتاوی

مذکورہ بالا فتاوی کے علاوہ ان فتاوی میں بھی کان میں دوا یا تیل ڈالنا مفسدِ صوم لکھا ہے:

(۱) فتاوی فریدیہ ۱۲۳/ ۱۴ اہتمام واشاعت مولانا حافظ حسین احمد صدیقی

(۲) نظام الفتاوی ۱۳۲/ ۱ مکتبہ رحمانیہ

(۳) فتاوی رحیمیہ ۲۴۶/ ۸ دارالاشاعت

(۴) فتاوی مفتی محمود ۴۸۷/ ۳ جمعیت پبلشرز

(۵) آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲۸۶/ ۳ بینات

(۶) فتاوی دارالعلوم دیوبند ۲۶۴/ ۶ دارالاشاعت

(۷) جواہر الفقہ ۵۱۷/ ۳ مکتبہ دارالعلوم کراچی

(۸) مسائل رفعت قاسمی ۷۸/ ۴ حامد کتب خانہ

(۹) خیر الفتاوی ۷۶/ ۴ مکتبہ امدادیہ

(۱۰) جامع الفتاوی ۳۱۹/ ۵ ادارہ تالیفات اشرفیہ

(۱۱) روزے کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۱۶۲ بیت العمار کراچی

(۱۲) مریض اور معالج کے اسلامی احکام ۱۶۱ مجلس نشریات اسلام

نیز ان فتاوی میں فرج داخل میں دواء ڈالنے کو مفسدِ صوم قرار دیا گیا ہے:

(۱) فتاوی محمودیہ ۱۴۳/ ۱۰ جامعہ فاروقیہ

(۲) آپ کے مسائل اوران کا حل ۲۸۲ / ۳ مکتبہ لدھیانوی

(۳) فتاوی رحیمیہ ۲۵۷ / ۶ دارالاشاعت

(۴) احسن الفتاوی ۴۵۶ / ۴ ایچ ایم سعید

(۵) امداد الفتاوی ۱۷۵ / ۲ مکتبہ دارالعلوم کراچی

(۶) امداد الاحکام ۱۳۳ / ۲ مکتبہ دارالعلوم کراچی

(۷) کتاب الفتاوی ۳۸۱ / ۳ زمزم پبلشرز

(۸) جواہر الفتاوی ۲۴ / ۱ اسلامی کتب خانہ

(۹) مسائل رفعت قاسمی ۱۰۹، ۱۱۰ / ۴ حامد کتب خانہ کراچی

(۱۰) مریض ومعالج کے اسلامی احکام ۱۶۷ مجلس نشریات اسلام

(۱۱) احسن الفتاوی ۴۴۸ / ۴ ایچ ایم سعید

(۱۲) روزے کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا ۱۲۶ بیت العمار کراچی

درج ذیل کتب میں پیشاب گاہ میں دواء ڈالنے سے روزہ کو فاسد قرار دیا گیا ہے:

(۱) بہشتی زیور ۱۴۱ / ۳ دارالاشاعت

(۲) جدید فقہی مسائل ۱۱۱ / ۱ مکتبہ مصباح

(۳) فتاوی بینات ۷۱ / ۳ مکتبہ بینات

ان تمام حوالوں کی روشنی میں فقہاء کے اقوال میں کوئی احتمال نہیں رہتا منافذ ستہ متفق علیہ ہیں جو جماہیر فقہاء ائمہ اربعہ کے حوالے سے ہم نے نقل کر دیئے۔

منافذ سے متعلق ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف

اسکے مقابلے میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ائمہ اربعہ کے موقف کو درست نہیں سمجھتے اور

انہوں نے اس ذیل میں ائمہ اربعہ پر رد کیا ہے البتہ اتنی بات انہوں نے بھی مانی ہے کہ اس باب میں ائمہ اربعہ کی دلیل "الا ان تکون صائما" والی حدیث ہے اگرچہ اس سے استدلال کو وہ درست نہیں سمجھتے مذاہب اربعہ کے فقہاء کا اس حدیث سے استدلال ہم آگے ذکر کریں گے۔ یہاں یہ بات ذکر کرنا مقصود ہے کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی تحقیقات کو آج کے ہمارے معاصرین لے رہے ہیں وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کے مذہب کی دلیل نص ہے ''سرے سے ہی نص نہیں'' والی بات تو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی نہ کر سکے۔ مجموع الفتاوی لابن تیمیہ (المتوفی ۷۲۸ھ) کی عبارت ملاحظہ ہو:

"فصل: وأما الكحل والحقنة وما يقطر في إحليله ومداواة المأمومة والجائفة فهذا مما تنازع فيه أهل العلم فمنهم من لم يفطر بشيء من ذلك ومنهم من فطر بالجميع لا بالكحل ومنهم من فطر بالجميع لا بالتقطير ومنهم من لم يفطر بالكحل ولا بالتقطير ويفطر بما سوى ذلك. والأظهر أنه لا يفطر بشيء من ذلك. فإن الصيام من دين المسلمين الذي يحتاج إلى معرفته الخاص والعام فلو كانت هذه الأمور مما حرمها الله ورسوله في الصيام ويفسد الصوم بها لكان هذا مما يجب على الرسول بيانه ولو ذكر ذلك لعلمه الصحابة وبلغوه الأمة كما بلغوا سائر شرعه. فلما لم ينقل أحد من أهل العلم عن النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك لا حديثا صحيحا ولا ضعيفا ولا مسندا ولا مرسلا - علم أنه لم يذكر شيئا من ذلك. والحديث المروي في الكحل ضعيف رواه أبو داود في السنن ولم يروه غيره. ولا هو في مسند أحمد ولا سائر الكتب المعتمدة.------ الذين قالوا: إن هذه الأمور تفطر كالحقنة ومداواة المأمومة والجائفة لم يكن

معهم حجة عن النبي صلى الله عليه وسلم وإنما ذكروا ذلك بما رأوه من القياس وأقوى ما احتجوا به قوله "{وبالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائما} قالوا: فدل ذلك على أن ما وصل إلى الدماغ يفطر الصائم إذا كان بفعله وعلى القياس كل ما وصل إلى جوفه بفعله من حقنة وغيرها سواء كان ذلك في موضع الطعام والغذاء أو غيره من حشو جوفه۔۔۔۔۔ وإذا كان عمدتهم هذه الأقيسة ونحوها لم يجز إفساد الصوم بمثل هذه الأقيسة لوجوه۔۔۔۔۔ الأحكام التي تحتاج الأمة إلى معرفتها لا بد أن يبينها الرسول صلى الله عليه وسلم بيانا عاما ولا بد أن تنقلها الأمة فإذا انتفى هذا علم أن هذا ليس من دينه وهذا كما يعلم أنه لم يفرض صيام شهر غير رمضان ولا حج بيت غير البيت الحرام ولا صلاة مكتوبة غير الخمس۔

(۲۴۱/۲۵) وإذا كانت الأحكام التي تعم بها البلوى لا بد أن يبينها الرسول صلى الله عليه وسلم بيانا عاما ولا بد أن تنقل الأمة ذلك: فمعلوم أن الكحل ونحوه مما تعم به البلوى كما تعم بالدهن والاغتسال والبخور والطيب. فلو كان هذا مما يفطر لبينه النبي صلى الله عليه وسلم۔۔۔۔ وقد كان المسلمون في عهده صلى الله عليه وسلم يجرح أحدهم إما في الجهاد وإما في غيره مأمومة وجائفة فلو كان هذا يفطر لبين لهم ذلك فلما لم ينه الصائم عن ذلك علم أنه لم يجعله مفطرا.

الوجه الثالث إثبات التفطير بالقياس يحتاج إلى أن يكون القياس صحيحا۔۔۔۔ وهذا القياس هنا منتف. وذلك أنه ليس في الأدلة ما

يقتضي أن المفطر الذي جعله الله ورسوله مفطرا هو ما كان واصلا إلى دماغ أو بدن أو ما كان داخلا من منفذ أو واصلا إلى الجوف. ونحو ذلك من المعاني التي يجعلها أصحاب هذه الأقاويل هي مناط الحكم عند الله ورسوله ويقولون إن الله ورسوله إنما جعلا الطعام والشراب مفطرا لهذا المعنى المشترك من الطعام والشراب ومما يصل إلى الدماغ والجوف من دواء المأمومة والجائفة وما يصل إلى الجوف من الكحل ومن الحقنة والتقطير في الإحليل ونحو ذلك. وإذا لم يكن على تعليق الله ورسوله للحكم بهذا الوصف دليل كان قول القائل: إن الله ورسوله إنما جعلا هذا مفطرا لهذا قولا بلا علم وكان قوله: "إن الله حرم على الصائم أن يفعل هذا" قولا بأن هذا حلال وهذا حرام بلا علم وذلك يتضمن القول على الله بما لا يعلم وهذا لا يجوز.---ومعلوم أن النص والإجماع أثبتا الفطر بالأكل والشرب والجماع والحيض والنبي صلى الله عليه وسلم قد نهى المتوضئ عن المبالغة في الاستنشاق إذا كان صائما وقياسهم على الاستنشاق أقوى حججهم كما تقدم وهو قياس ضعيف وذلك لأن من نشق الماء بمنخريه ينزل الماء إلى حلقه وإلى جوفه فحصل له بذلك ما يحصل للشارب بفمه ويغذي بدنه من ذلك الماء ويزول العطش ويطبخ الطعام في معدته كما يحصل بشرب الماء فلو لم يرد النص بذلك لعلم بالعقل أن هذا من جنس الشرب فإنهما لا يفترقان إلا في دخول الماء من الفم ---- وليس كذلك الكحل والحقنة ومداواة الجائفة والمأمومة. فإن الكحل لا يغذي ألبتة ولا

يدخل أحد كحلا إلى جوفه لا من أنفه ولا فمه وكذلك الحقنة لا تغذي بل تستفرغ مافي البدن۔"

مجموع الفتاوى لابن تيمية (۲۳۳/۲۵)

المطبوع من مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف

''جہاں تک تعلق ہے سرمہ اور مقعد سے دوائی ڈالنے اور احلیل میں قطرے ڈالنے اور سر اور پیٹ کے زخم پر دواء لگانے کے مسئلے کا تو اسمیں اہل علم کے درمیان منازعہ (اختلاف) ہے بعض ان میں سے کسی میں روزہ ٹوٹنے کے قائل نہیں اور بعض سب میں سوائے سرمہ کے روزہ ٹوٹنے کے قائل ہیں بعض سرمہ اور احلیل میں قطرے میں روزہ نہ ٹوٹنے کے قائل ہیں اور اسکے علاوہ میں فاسد قرار دیتے ہیں ۔زیادہ ظاہر یہ ہے کہ ان میں سے کسی میں روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ روزے مسلمانوں کے دین میں سے ہیں جسکی مکمل معرفت کا ہر خاص وعام محتاج ہے اگر یہ ان امور میں سے ہوتے جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے روزے سے متعلق حرام فرمائے اور روزہ ان سے ٹوٹ جاتا ہو تو آپ ﷺ پر اس کا بیان کرنا واجب تھا اور اگر ایسا کوئی ذکر ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو ضرور معلوم ہوتا اور وہ امت کے سامنے بیان کرتے جیسا کہ تمام شریعت انہوں نے بیان کی ۔پس جب کسی ایک اہل علم نے آپ ﷺ سے اس بارے میں کوئی صحیح اور نہ ضعیف نہ مسند اور نہ مرسل کوئی حدیث نقل نہیں کی اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے ایسی کوئی بات بیان ہی نہیں فرمائی اور وہ حدیث جو کحل میں مروی ہے وہ ضعیف ہے امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں اسے روایت کیا ہے اور کسی نے اسے روایت نہیں کیا اور نہ وہ مسند

احمد میں ہے اور نہ تمام معتمد کتب میں ہے۔۔۔جن حضرات نے یہ کہا کہ ان چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ حقنہ یا سر اور پیٹ کے زخم پر دواء لگانا ان کے پاس آپ ﷺ سے نقل کوئی دلیل نہیں یہ انہوں نے ذکر کیا ہے جو انہوں نے قیاس سے معلوم کیا۔اور سب سے زیادہ قوی دلیل جس سے انہوں نے استدلال کیا وہ آپ ﷺ کا قول ہے"ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو الّا یہ کہ تم روزے دار ہو"انہوں نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جو چیز دماغ تک پہنچ جائے وہ روزے دار کے روزے کو توڑ دے گی جبکہ اسکے فعل سے ہو اور اسی پر قیاس کر کے ہر وہ چیز جو جوف تک روزے دار کے فعل سے حقنہ وغیرہ کے ذریعے پہنچ جائے وہ مفطر ہوگی چاہے وہ کھانے پینے کی جگہ سے ہو یا اسکے علاوہ کسی ذریعے سے۔۔۔جب ان کی عمدہ ترین دلیل یہ قیاسات وغیرہ ہیں تو روزے کو توڑنا ان اقیسہ کے ذریعے جائز نہیں اور اسکی وجوہ ہیں۔۔۔۔وہ احکام جن کو جاننے کی امت محتاج ہے ضروری ہے کہ آپ ﷺ اسے عمومی طور پر بیان فرمائیں اور ضروری ہے کہ امت اسے نقل کرے جب یہ بات منتفی ہوگئی تو معلوم ہوا کہ یہ آپ ﷺ کے دین میں سے نہیں یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ یقینی بات ہے کہ رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے روزے فرض نہیں اور نہ بیت الحرام کے علاوہ کسی گھر کا حج فرض ہے اور نہ پانچ نمازوں کے علاوہ کوئی نماز فرض ہے۔۔۔۔(۲۵/۲۴۱)اور جب وہ احکام جن میں عامۃ الناس کا ابتلاء ہو تو آپ ﷺ کا اسے عمومی بیان کرنا ضروری ہے اور امت کا نقل کرنا بھی تو معلوم ہوا کہ سرمہ وغیرہ میں عموم بلوی ہے جیسا کہ تیل اور نہانے اور دھونی اور خوشبو میں عموم بلوی ہے اگر یہ چیزیں

مفسدِ صوم ہوتیں تو آپ ﷺ انہیں ضرور بیان فرماتے۔۔۔۔اور مسلمان آپ کے زمانے میں جہاد وغیرہ میں زخمی ہوجاتے، سر یا پیٹ پر زخم آتا اگر یہ چیز مفطر صوم ہوتی تو آپ ﷺ ضرور انہیں بیان فرمادیتے جب روزے دار کو اس سے منع نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اسے مفسدِ صوم نہیں قرار دیا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ روزے کو قیاس کے ذریعے توڑنا اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ قیاس درست ہو۔۔۔۔اور یہ قیاس یہاں منتفی ہے اور وہ اس لئے کیونکہ کوئی دلیل ایسی نہیں جو یہ تقاضہ کرتی ہو کہ وہ مفطر جسے اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے مفطر قرار دیا ہو وہ ہر وہ چیز ہے جو دماغ یا بدن تک پہنچ جائے یا جو منفذ سے داخل ہو جائے یا جوف تک پہنچ جائے اور اس طرح کے دیگر چیزیں جنہیں ان اقوال کے قائلین اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے نزدیک حکم کا مناط قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے کھانے اور پینے کو مفطر قرار دیا ہے اسی معنی مشترک کی بناء پر جو طعام وشراب میں ہے اور ہر اس چیز میں ہے جو دماغ اور جوف تک پہنچ جائے سر کے زخم یا پیٹ کے زخم میں دواء لگانے سے اور سرمہ جو جوف تک پہنچ جائے اور حقنہ اور اَحلیل میں قطرے ڈالنا اور اس طرح کے دیگر مسائل اور جب اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے نزدیک حکم کے اس وصف پر معلق ہونے کی (ان کے پاس) کوئی دلیل نہیں تو کہنے والے کا یہ قول کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے اسے اس وجہ سے مفطر قرار دیا ہے یہ قول بلا علم (و دلیل) کے ہے اور قائل کا قول کہ اللہ تعالیٰ نے روزے دار پر یہ کام حرام قرار دیا ہے یہ ایک ایسا قول ہے کہ

یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے بلا دلیل کے اور یہ متضمن ہے اللہ تعالیٰ پر بغیر علم کے بات کرنے کو اور یہ جائز نہیں۔۔۔۔اور یہ بات معلوم ہے کہ نص اور اجماع دونوں نے فطر کو ثابت کیا ہے کھانے، پینے اور جماع میں اور آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے استنشاق کے وقت مبالغہ کرنے سے جب وہ روزے سے ہو اور ان کا استنشاق پر قیاس کرنا ان کی سب سے بڑی دلیل ہے جیسا کہ گزرا اور یہ کمزور قیاس ہے اور یہ اس لئے کہ جو شخص اپنی ناک سے پانی ڈالے وہ پانی اسکے حلق اور جوف میں اتر جاتا ہے لہذا اس سے اس شخص کو وہی بات حاصل ہو جاتی ہے جو منہ سے پانی پینے والے کو حاصل ہوتی ہے اور اس کا بدن اس سے تقویت حاصل کرتا ہے اور پیاس بجھ جاتی ہے اور اسکے معدے میں کھانا ہضم ہو جاتا ہے جیسا کہ یہی چیزیں حاصل ہوتی ہیں (منہ سے) پانی پینے میں اگر یہاں نص وارد نہ بھی ہوتا تب بھی ہم عقل کی بنیاد پر یہ کہتے کہ یہ (ناک سے پانی ڈالنا) پانی پینے کی طرح ہے کیونکہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں مگر یہ کہ (مقیس علیہ میں) منہ سے پانی داخل ہو رہا ہے۔۔۔۔اور سرمہ حقنہ اور پیٹ یا سر کے زخم پر دواء لگانا اس طرح نہیں کیونکہ سرمہ سے متعلق یہ بات یقینی ہے کہ وہ غذاء کا کام نہیں کرتا اور کوئی بھی سرمہ کو جوف میں داخل نہیں کرتا نہ اپنی ناک سے اور نہ اپنے منہ سے اور اسی طرح حقنہ ہے کہ وہ غذاء کا کام نہیں کرتا بلکہ جو بدن میں ہو اسے باہر نکالتا ہے۔"

اس عبارت میں آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جمہور کے استدلال اور نصوص کے کیسے جوابات دیئے ہیں۔ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو مفطرات کے مسائل میں ائمہ اربعہ کے مذہب کو یہاں تک پہنچا دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو

حرام اور حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنا ہے نعوذ باللہ تعالیٰ من ذلک۔ جیسا کہ ان کی طویل عبارت ہم نے ذکر کی۔ ان کے یہ الفاظ دوبارہ ملاحظہ ہوں:

"وإذا لم يكن على تعليق الله ورسوله للحكم بهذا الوصف دليل كان قول القائل: إن الله ورسوله إنما جعلا هذا مفطرا لهذا قولا بلا علم وكان قوله: "إن الله حرم على الصائم أن يفعل هذا" قولا بأن هذا حلال وهذا حرام بلا علم وذلك يتضمن القول على الله بما لا يعلم وهذا لا يجوز"

مجموع الفتاوى لابن تيمية (۲۵/۲۴۳)

"جب اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے نزدیک حکم کے اس وصف پر معلق ہونے کی (ان کے پاس) کوئی دلیل نہیں تو کہنے والے کا یہ قول کہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے اسے اس وجہ سے مفطر قرار دیا ہے یہ قول بلا علم (ودلیل) کے ہے اور قائل کا قول کہ اللہ تعالیٰ نے روزے دار پر یہ کام حرام قرار دیا ہے یہ ایک ایسا قول ہے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے بلا دلیل کے اور یہ متضمن ہے اللہ تعالیٰ پر بغیر علم کے بات کرنے کو اور یہ جائز نہیں"

بندہ نہیں سمجھتا کہ پاک وہند کا کوئی عالم وفقیہ ایسی جرأت کرسکتا ہے کہ ائمہ اربعہ کے اجماعی مسئلے سے متعلق یہ بات کہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام اور حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنا ہے۔

آج کے علماء اور فقہ سے متعلق حضرات کا تو یہ کام ہونا چاہیئے تھا کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان اشکالات کا جواب دیں تاکہ غیر مقلدیت کا دروازہ نہ کھلے اور جس طرف متجددین دین کو لے جارہے ہیں اس کا سدِ باب ہوسکے۔ اس کے بجائے بعض معاصرین نے تو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو اس ذیل میں مستدل بھی بنالیا وہ جمہور کی صف

کو چھوڑ کر شذوذ کی صف میں کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔[1]

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے قیاس کی علت کے مخدوش ہونے کا بیان

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بحث کے آخر میں یہ بات ذکر کی ہے کہ جمہور ائمہ اربعہ کا اجماعی اور غیر محتمل طریقے سے منفذ ناک پر دیگر منافذ غیر معتادہ کو قیاس کرنا درست نہیں اور یہ قیاس ضعیف ہے جیسا کہ ان کی یہ عبارت گزری:

"والنبي صلى الله عليه وسلم قد نهى المتوضئ عن المبالغة في الاستنشاق إذا كان صائما وقياسهم على الاستنشاق أقوى حججهم كما تقدم وهو قياس ضعيف" مجموع الفتاوى لابن تيمية (۲۵/۲۳۳)

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے استنشاق کے وقت مبالغہ کرنے سے جب وہ روزے سے ہو اور ان کا استنشاق پر قیاس کرنا ان کی سب سے بڑی دلیل ہے

---

[1] ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے لیکن طلاق وغیرہ دیگر مسائل میں ائمہ اربعہ کے مذاہب سے شذوذ اور ائمہ اربعہ کے منہج استدلال اور نصوص پر بے جا رد کو دیکھتے ہوئے ہی وکیل احناف علامہ زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الاشفاق علی احکام الطلاق" میں ابن تیمیہؒ سے متعلق فرمایا ہے:

"ومع هذا كله ان كان هو لا يزال يعد شيخ الاسلام فعلى الاسلام السلام"

(الاشفاق علی احکام الطلاق ص ۷۵ مطبع مجلۃ الاسلام)

متکلم اسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے "آپ کے مسائل اور ان کا حل" ۵/ ۲۷۲ (مکتبہ لدھیانوی) میں امام زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک سو پانچ صفحے کی اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔

جیسا کہ گزرا اور یہ کمزور قیاس ہے۔"

اس قیاس کے ضعیف ہونے کی جو وجہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے وہ قابل غور ہے وہ فرماتے ہیں:

"ذلك لأن من نشق الماء بمنخريه ينزل الماء إلى حلقه وإلى جوفه فحصل له بذلك ما يحصل للشارب بفمه ويغذي بدنه من ذلك الماء ويزول العطش ويطبخ الطعام في معدته كما يحصل بشرب الماء فلو لم يرد النص بذلك لعلم بالعقل أن هذا من جنس الشرب فإنهما لا يفترقان إلا في دخول الماء من الفم ----- وليس كذلك الكحل والحقنة ومداواة الجائفة والمأمومة. فإن الكحل لا يغذي ألبتة ولا يدخل أحد كحلا إلى جوفه لا من أنفه ولا فمه وكذلك الحقنة لا تغذي بل تستفرغ مافي البدن۔" مجموع الفتاوى لابن تيمية (۲۳۳/۲۵)

"یہ اس لئے کہ جو شخص اپنی ناک سے پانی ڈالے وہ پانی اسکے حلق اور جوف میں اتر جاتا ہے لہذا اس سے اس شخص کو وہی بات حاصل ہو جاتی ہے جو منہ سے پانی پینے والے کو حاصل ہوتی ہے اور اس کا بدن اس سے تقویت حاصل کرتا ہے اور پیاس بجھ جاتی ہے اور اسکے معدے میں کھانا ہضم ہو جاتا ہے جیسا کہ یہی چیزیں حاصل ہوتی ہیں (منہ سے) پانی پینے میں اگر یہاں نص وارد نہ بھی ہوتا تب بھی ہم عقل کی بنیاد پر یہ کہتے کہ یہ (ناک سے پانی ڈالنا) پانی پینے کی طرح ہے کیونکہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں مگر یہ کہ (مقیس علیہ میں) منہ سے پانی داخل ہو رہا ہے۔۔۔۔۔اور سرمہ حقنہ اور پیٹ یا سر کے زخم پر دواء لگانا اس طرح نہیں کیونکہ سرمہ سے متعلق یہ بات

یقینی ہے کہ وہ غذاء کا کام نہیں کرتا اور کوئی بھی سرمہ کو جوف میں داخل نہیں کرتا نہ اپنی ناک سے اور نہ اپنے منہ سے اور اسی طرح حقنہ ہے کہ وہ غذاء کا کام نہیں کرتا بلکہ جو بدن میں ہوا سے باہر نکالتا ہے۔"

اس عبارت میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو بحث فرمائی ہے وہ ان حضرات کیلئے لمحہ فکریہ ہے جو کان وغیرہ میں روزہ نہ ٹوٹنے کے قائل ہیں اور یہ بحث بتاتی ہے کہ یہ قول مذہب حنفی سے خروج نہیں بلکہ مذاہب اربعہ اور جماہیر اہل السنۃ والجماعۃ کے اجماعی مذہب سے خروج ہے اسے معمولی بات نہ سمجھا جائے۔ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ناک ایسا منفذ ہے جس سے حلق کے ذریعے پانی وغیرہ جوف تک پہنچ جاتا ہے لہذا یہ منفذ منہ کے بالکل مماثل ہے دونوں میں قدر مشترک یہ ہے کہ دونوں سے تغذی ہورہی ہے پیاس بجھ رہی ہے وغیرہ وغیرہ۔اسکے بعد ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ مقلدین ائمہ اربعہ کیلئے بہت اہم ہیں۔ فلو لم يرد النص بذلك لعلم بالعقل أن هذا من جنس الشرب فإنهما لا يفترقان إلا فى دخول الماء من الفم یعنی اگر ناک سے متعلق "الا ان تکون صائماً" کا نص نہ بھی ہوتا تو ہم عقل اور قیاس کے ذریعے ناک میں روزہ ٹوٹنے کا قول کرتے کیونکہ تغذی کی علت مشترک ہے اور یہ بات آنکھ میں سرمہ، کان میں دواء اور حقنہ میں نہیں پائی جاتی کیونکہ سرمہ کوئی منہ یا ناک سے تغذی کیلئے استعمال نہیں کرتا اور حقنہ میں تو استفراغ بطن ہوتا ہے جو کہ تغذی کی ضد ہے۔ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے منہ اور ناک میں روزہ نہ ٹوٹنے کی علت تغذی بیان فرمادی اور "الافطار مما دخل" کی طرف ان کا دھیان نہ گیا یعنی روزہ ٹوٹنے کا اصل مدار "الافطار مما دخل" کا نص ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا "الا ان تکون صائما" سے تو اس دخول کے منافذ کی تعیین ہوتی ہے لہذا اصل مدار دخول پر ہے تغذی پر نہیں۔تغذی تو ان منافذ سے دودھ کے دخول میں رضاعت

ثابت ہونے یا نہ ہونے میں معتبر ہے روزہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نیز ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو ''فلولم یرد النص الخ'' والی بات فرمائی ہے یہی بات آگے بندہ نے بھی اپنی اس تحریر میں آنکھ سے متعلق بیان کی ہے بندہ کی عبارت یہ ہے:

''آنکھ میں سرمہ لگانے کا نص نہ بھی ہوتا لیکن انف کی تعریف صادق نہیں آتی تو مفطر نہیں احلیل اور پستان میں نص نہیں اور انف کی تعریف صادق نہیں آتی لہذا مفطر نہیں''

کیونکہ روزہ میں مدار تغذی نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ ناک میں نص نہ بھی ہوتا تب بھی وہ منہ کی طرح تغذی میں مشترک ہے بلکہ روزہ کا مدار دخول پر ہے اور ''انف'' میں دخول کے مفطر ہونے کا نص بقیہ منافذ غیر معتادہ سے دخول کی صورت میں روزہ ٹوٹنے کیلئے بالکل درست مقیس علیہ ہے اور قوی ہے۔ اتنا قوی ہے کہ امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ، علامہ کاشانی رحمۃ اللہ علیہ اور امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر جماہیر امت نے اسے مقیس علیہ بنایا ہے جیسا کہ اگلے صفحات میں ہم اس کا تفصیلی ذکر کریں گے۔ گویا اس تمام بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی قیاس کو مانتے ہیں اور ناک میں نص نہ ہوتب بھی مفطر ہونے کے قائل ہیں باقی ان کی علت مخدوش ہے جسے ہم نے بیان کر دیا اور جمہور کا قیاس اور علت سب واضح اور یقینی کیفیت کی حامل ہے۔ جہاں ''الفطر مما دخل'' معتبر پایا جائے گا اس کی صورتیں ''الا ان تکون صائما'' نے واضح کر دیں لہذا مفطرات کے مسائل کا مدار طب پر ہونے کے تو ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی قائل نہیں۔

اکثر مدتِ حمل سے متعلق ''الفقہ الاسلامی'' کی عبارت

تجدد اور فقہاء کے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا گیا تو بعید نہیں کہ یہ وقت آجائے کہ ائمہ

اربعہ کے مذاہب ذکر کرنے کے بعد جدید تحقیقات اور ملکی قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے ترجیحات دی جائیں جسکی ایک مثال یہ ہے۔ علامہ وھبہ زحیلی رحمۃ اللہ علیہ ''الفقہ الاسلامی وادلتہ'' میں تحریر کرتے ہیں:

"وأما أكثر مدة الحمل: ففيه للعلماء أقوال أشهرها ما يأتي:

1 - سنتان وهو رأي الحنفية، لقول عائشة رضي الله عنها: "لا يبقى الولد في رحم أمه أكثر من سنتين، ولو بفلكة مغزل" فإن ولد الحمل لسنتين من يوم موت الزوج أو طلاقه، ثبت نسبه من أبيه المطلّق أو الميت.

2 - أربع سنين، وهو رأي الشافعية والحنابلة؛ لأن ما لا نص فيه يرجع فيه إلى الوجود، وقد وجد الحمل لأربع سنين؛ لأن نساء بني عجلان يحملن أربع سنين، كما قال الإمامان أحمد والشافعي، وكما ذكر سابقاً.

فإذا ولدت المرأة لأربع سنين فما دون من يوم موت الزوج أو طلاقه، ولم تكن تزوجت، ولا وطئت، ولا انقضت عدتها بالقروء ولا بوضع الحمل، فإن الولد لاحق بالزوج، وعدتها منقضية بوضعه.

وإن أتت بالولد لأربع سنين منذ مات أو بانت منه بطلاق أو فسخ، أو انقضاء عدتها إن كانت رجعية، لم يلحقه ولدها؛ لأننا نعلم أنها علقت به بعد زوال النكاح، والبينونة منه.

3 - خمس سنين: وهو المشهور عن المالكية والليث بن سعد وعباد بن العوام، قال مالك: بلغني عن امرأة حملت سبع سنين.

4 - سنة قمرية: هو رأي محمد بن عبد الحكم من المالكية.

5- تسعة أشهر قمرية: وهو رأي ابن حزم الظاهري، وعمر بن الخطاب رضي الله عنه. ويظهر أن الأقوال الثلاثة الأولى روعي فيها إخبار بعض النساء، اللاتي يرين أن انتفاخ البطن علامة الحمل. لذا قال ابن رشد: وهذه المسألة مرجوع فيها إلى العادة والتجربة، وقول ابن عبد الحكم والظاهرية هو أقرب إلى المعتاد، والحكم إنما يجب بالمعتاد، لا بالنادر، ولعله أن يكون مستحيلاً.

وقد رئي في القوانين المعمول بها الاعتماد على رأي الأطباء، فاعتبر أقصى مدة الحمل سنة شمسية (365 يوماً) ليشمل كل الحالات النادرة. نصت المادة (128) من القانون السوري على أن: أقل مدة الحمل مائة وثمانون يوماً، وأكثرها سنة شمسية---- ونصت المادة (15) من القانون المصري رقم (25 لسنة 1929) على أنه: لا تسمع عند الإنكار دعوى النسب لولد زوجة ثبت عدم التلاقي بينهما وبين زوجها من حين العقد، ولا لولد زوجة اتت به بعد سنة من غيبة الزوج عنها، ولا لولد المطلَّقة والمتوفى عنها زوجها إذا أتت به لأكثر من سنة من وقت الطلاق أو الوفاة. وأخذ بهذا التقرير في كل من تونس والمغرب وغيرهما." الفقه الاسلامي وادلته (۷۲۵۱/۱۰) دار الفكر

''جہاں تک تعلق ہے اکثر مدت حمل کا تو اسمیں علماء کے مختلف اقوال ہیں زیادہ مشہور یہ ہیں: (۱) دو سال یہ حنفیہ کی رائے ہے حضرت عائشہ کے قول کی وجہ سے کہ ''بچہ ماں کے رحم میں دو سال سے زیادہ نہیں رہتا اگرچہ چرخے کے دمڑ کے بقدر'' اگر بچہ شوہر کی موت یا طلاق سے دو سال کے اندر پیدا ہو

جائے تو اسکا نسب طلاق دینے والے یا انتقال ہونے والے شوہر سے ثابت ہوگا۔

(۲) چار سال یہ شافعیہ اور حنابلہ کی رائے ہے کیونکہ جہاں نص نہ ہو وہاں موجود کی طرف مراجعت کی جائے گی اور حمل چار سال تک پایا گیا ہے کیونکہ بنو عجلان کی عورتیں چار سال حمل سے رہتی تھیں جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور گزشتہ میں اسکا ذکر آیا پس اگر عورت شوہر کی موت یا طلاق سے چار سال یا اس سے کم مدت میں بچہ جن دے اور اس نے دوسری شادی نہ کی ہو اور نہ اس سے وطی ہوئی ہو اور نہ اس نے حیض سے اپنی عدت ختم کی ہو اور نہ درمیان میں کوئی اور وضع حمل ہوا ہو تو بچہ شوہر (طلاق دینے والے یا انتقال ہونے والے) سے لاحق ہوگا اور عورت کی عدت اب وضع حمل سے ختم ہوگی اور اگر بچہ موت یا طلاق وفسخ کی وجہ سے بینونت یا طلاق رجعی کی عدت گزرنے کے چار سال بعد پیدا ہوا تو بچہ اس شوہر سے لاحق نہ ہوگا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ حمل نکاح زائل ہونے اور بینونت واقع ہونے کے بعد ٹھہرا ہے۔

(۳) پانچ سال اور یہ مالکیہ کا مشہور قول ہے اور لیث بن سعد اور عباد بن عوام کی بھی یہی رائے ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے ایک عورت سے متعلق یہ بات پہنچی کہ وہ سات سال حمل سے رہی۔

(۴) ایک قمری سال یہ محمد بن عبدالحکم مالکی کی رائے ہے۔

(۵) نو قمری مہینے یہ ابن حزم ظاہری اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی رائے ہے اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے تین اقوال میں بعض عورتوں کی باتوں کی

رعایت رکھی گئی ہے جنہوں نے یہ دیکھا کہ پیٹ کا پھولا ہونا حمل کی علامت ہے اسی وجہ سے ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں عادت اور تجربہ کی طرف رجوع کیا گیا ہے اور ابن عبدالحکم اور ظاہریہ کا قول معتاد کے زیادہ قریب ہے اور معتاد پر حکم لگانا واجب ہے نہ کہ نادر پر اور شاید یہ کہ یہ (ائمہ اربعہ کے مذاہب) محال ہی ہوں۔

جن قوانین پر عمل ہو رہا ہے اس میں یہ ہے کہ اطباء کی آراء پر اعتماد کیا جائے پس اعتبار کیا گیا ہے زیادہ سے زیادہ مدت حمل میں شمسی سال کا (یعنی انگریزی سال 365 دن) تاکہ تمام نادر حالات کو بھی یہ شامل ہو جائے۔

سوری قانون کے مادہ 128 میں تصریح ہے کہ حمل کی اقل مدت 180 دن ہے اور اکثر مدت ایک شمسی سال ہے۔۔۔اور مصری قانون کے مادہ 15 میں تصریح ہے کہ ایسی عورت جس کے شوہر اور اسکے درمیان ایک سال تک ملاقات نہ ہونا ثابت ہو جائے یا وہ شوہر کے غائب ہونے کے ایک سال بعد بچہ جنے اور اس کے نسب کے ثبوت کا دعوی کرے اور شوہر اس کا انکار کر دے تو اس کا یہ دعوی نہیں سنا جائے گا اور نہ اس عورت کا دعوی سنا جائے گا جو مطلقہ ہو یا اسکا شوہر مر جائے اور وہ طلاق یا موت کے ایک سال بعد بچہ جنے اور اسی بات کو لیا ہے تونس اور مغرب وغیرہ میں۔"

اکثر مدت حمل دو سال یا اس سے زیادہ ہونے پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے گویا یہ اجماعی مسئلہ ہے۔اسکے مقابلے میں اطباء کی جدید تحقیق یہ کہتی ہے کہ حمل ایک سال سے زیادہ پیٹ میں نہیں ٹھہر سکتا تو کیا اس بناء پر یہ مسئلہ ہمارے معاصرین بدلیں گے جیسا کہ علامہ وھبہ زحیلی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبدالحکم مالکی اور ابن حزم ظاہری رحمھما اللہ کی رائے کو طب

اور قانون کی بناء پر ترجیح دی ہے۔کیا یہ کوئی قابل تعریف اقدام شمار ہوگا۔کل کو پاکستان میں ایسا کوئی سوال اٹھایا جاتا ہے تو کیا اس میں بھی ہم سلفیوں کی اتباع کریں گے اور جمہور کے اقوال کو چھوڑ دیں گے؟؟؟؟

یہ منافذ روزے کی طرح رضاعت میں بھی معتبر ہیں

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اصول فسادِ صوم کا بیان فرمایا ہے وہ جزئیات متفقہ اور نصوص سے مستنبط ہے۔گزشتہ میں ''نفس دخول وصول کے قائمقام اور مفطر ہے اندرونی نظام کے ہم مکلف نہیں'' کے عنوان کے تحت بندے نے مختلف جزئیات ذکر کئے ہیں جو اس اصول کے موافق اور مثبت ہیں نیز ''الافطار مما دخل'' اور ''الا ان تکون صائماً'' نص سے تمام منافذ وغیرہ کا اثبات آگے آرہا ہے یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ منافذ کے مسائل ائمہ اربعہ کے درمیان متفق ،طریقہ استشہاد بھی متفق اور اکابرین دیوبند کے فتاوی بھی متفق ہیں جبکہ آج سے سو سال قبل یہ جدید تحقیقات ہو چکی تھیں لہذا یہ سب اس پر دال ہیں کہ یہ مسئلہ اجماعی درجہ رکھتا ہے بلکہ اس نوعیت کا اجماع تو دیگر ابواب میں شاید ڈھونڈنے سے بھی نہ ملے کہ مسئلہ اور طریقہ استشہاد بھی متفق ہوں۔نیز اب بندہ یہ بات ذکر کرتا ہے کہ یہ منافذ صرف روزے کے باب میں معتبر نہیں بلکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ رضاعت میں من وعن اسکے قائل ہیں اور کان یا مقعد وغیرہ کے ذریعے دودھ بچے کے اندر پہنچا دیا جائے تو رضاعت کا ثبوت ہو جائے گا۔تبیین الحقائق میں علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''قال رحمه الله (لا الاحتقان ولبن الرجل والشاة) أي هذه الثلاثة لا توجب الحرمة أما الاحتقان باللبن فلأن النشوء لا يوجد فيه والتحريم

باعتباره وإنما يوجد بالغذاء وهو من الأعلى لا من الدبر وعن محمد أنه يثبت به الحرمة كما يفسد به الصوم قلنا الفطر يتعلق بالوصول إلى الجوف والمحرم في الرضاع معنى النشوء ولا يوجد فيه وعلى هذا الخلاف لو أقطر في أذنه أو وصل إلى جائفة أو آمة ولو أقطر في إحليله لا تثبت به الحرمة والسعوط والوجور يثبت بهما التحريم بالاتفاق لحصول النشوء بهما" تبيين الحقائق (۱۸۵/۲) مكتبه امداديه ملتان

"(مصنف نے فرمایا: نہ کہ حقنہ لینا اور مرد کے دودھ اور بکری کے دودھ سے) یعنی یہ تین حرمت رضاعت ثابت نہیں کریں گے جہاں تک تعلق ہے دودھ کے حقنہ کا وہ اس لئے کہ نشوونما اس میں نہیں پائی جاتی اور حرمت کا اعتبار اس سے ہوتا ہے کیونکہ نشوونما غذاء سے ہوتی ہے اور تغذی اعلی سے ہوتی ہے نہ کہ مقعد سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اس سے حرمت ثابت ہوگی جیسا کہ اس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے ہم کہیں گے کہ روزہ ٹوٹنے کا تعلق جوف تک پہنچنے سے ہے اور رضاعت میں تحریم نشوونما کا معنی ہونا ہے اور یہ بات حقنہ میں نہیں اور اسی (حقنہ کے) اختلاف پر اگر وہ کان میں قطرے ڈالے یا پیٹ کے یا سر کے زخم میں دواء لگائے اور وہ اندر پہنچ جائے۔ اور اگر احلیل میں قطرے ڈالتا ہے تو (بالاتفاق) حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی اور ناک میں دودھ ڈالنے اور زبردستی دودھ پلانے سے حرمت ثابت ہوگی بالاتفاق کیونکہ نشوونما حاصل ہوگئی۔"

جو اختلاف علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے یہی اختلاف مبسوط سرخسی اور ھدایہ وغیرہ میں ذکر ہے اور اختلاف کا مدار بھی یہی ذکر ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے رضاعت کو

روزے پر قیاس کیا ہے البتہ یہاں شیخین رحمہما اللہ کی دلیل میں یہ بات ذکر ہے کہ وہ تغذی سے رضاعت کے قائل ہیں اور تغذی اوپر سے ہوتی ہے نیچے سے نہیں لہذا حقنہ سے رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ ھدایہ میں ہے:

"وإذا احتقن الصبي باللبن لم يتعلق به التحريم وعن محمد رحمه الله أنه تثبت به الحرمة كما يفسد به الصوم ووجه الفرق على الظاهر أن المفسد في الصوم إصلاح البدن ويوجد ذلك في الدواء فأما المحرم في الرضاع فمعنى النشوء ولا يوجد ذلك في الاحتقان لأن المغذى وصوله من الأعلى" الهداية شرح البداية (۳۷۲/۲) مکتبہ رحمانیہ

"اور جب بچہ کو دودھ حقنہ کیا تو اس سے حرمت رضاعت متعلق نہ ہوگی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اس سے حرمت ثابت ہوگی جیسا کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور وجہ فرق ظاہر الروایۃ کے مطابق (یعنی شیخین کے قول پر) یہ ہے کہ روزے میں مفسد اصلاح بدن ہے اور یہ چیز دواء میں پائی جاتی ہے جہاں تک تعلق ہے رضاعت کا تو اسمیں معنی نشوونما کا اعتبار ہے اور یہ حقنہ میں نہیں پایا جاتا کیونکہ تغذی تو اعلیٰ سے پہنچنے میں ہے۔"

مبسوط سرخسی میں رضاعت سے متعلق تین مقامات پر بحث ہے پہلا مقام یہ ہے:

"والحقنة تفطر الصائم لوصول المفطر إلى باطنه وهذا بخلاف الرضيع إذا احتقن بلبن امرأة لا يثبت به حرمة الرضاع إلا في رواية شاذة عن محمد رحمه الله تعالى لأن ثبوت حرمة الرضاع بما يحصل به إنبات اللحم وإنشاز العظم وذلك بما يحصل إلى أعالي البدن لا إلى الأسافل فأما الفطر يحصل بوصول المفطر إلى باطنه لانعدام الامساك به."

المبسوط للسرخسي (۶۷/۳) دار الفكر

''حقنہ روزہ توڑ دے گا کیونکہ مفطر اندر پہنچ گیا اور یہ رضاعت کے برخلاف ہے کہ جب بچہ کو عورت کا دودھ حقنہ کرایا جائے تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی مگر ایک شاذ روایت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کیونکہ حرمت رضاعت کا ثبوت تب ہوتا ہے جب گوشت میں نشوونما ہو اور ہڈیاں بڑھیں اور یہ بات اعالی بدن سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ اسافل سے جبکہ روزہ ٹوٹنا مفطر کے اندر پہنچنے سے ہوتا ہے کیونکہ یہ شخص اس (کو اندر داخل کرنے) سے نہیں رکا۔''

دوسرا مقام یہ ہے:

''ولو صب اللبن في أذن صبي أو صبية فإنه لا تثبت به الحرمة، وكذلك لو احتقن صبي بلبن امرأة عند محمد رحمه الله إنه تثبت الحرمة في الموضعين جميعا لأنه يصل اللبن إلى أحد الجوفين. ألا ترى أن الصوم يفسد بهذا وفي ظاهر الرواية يقول معنى انبات اللحم إنما يصل بما يصل إلى جوفه من الجانب الأعلى لا من الجانب الأسفل وثبوت الحرمة باعتبار هذا المعنى'' المبسوط للسرخسي (۲۹۶/۳۰) دار الفكر

''اور اگر دودھ ڈالا بچے یا بچی کے کان میں تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی اور اسی طرح اگر ایک بچے کو حقنہ کرایا گیا عورت کا دودھ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں رضاعت ثابت ہوگی کیونکہ دودھ دو میں سے ایک جوف تک پہنچ گیا کیا آپ نہیں دیکھتے کہ روزہ اس سے فاسد ہو جاتا ہے اور ظاہر الروایۃ میں فرماتے ہیں کہ گوشت کی نشوونما کا معنی اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اعلیٰ سے ہو نہ کہ نچلی جانب سے اور حرمت رضاعت تو اس

اعتبار سے ثابت ہوتی ہے۔"

رضاعت میں شیخین رحمہما اللہ کے مذہب کی دلیل پر کان کے ذریعے اشکال

ان دو مقامات پر مطلقاً شیخین رحمہما اللہ کی دلیل یہ ذکر ہے کہ وہ تغذی سے رضاعت کے قائل ہیں اور تغذی اوپر سے ہوتی ہے نیچے سے نہیں لہذا حقنہ وغیرہ سے رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ یہاں یہ اشکال ہوتا ہے کہ حقنہ اور فرج میں دودھ ڈالنے سے رضاعت متحقق نہ ہونا تو اس سے ثابت ہو گیا لیکن کان کا آپ کیا جواب دیں گے؟ وہ تو اعلیٰ میں داخل ہے لہذا اس اعتبار سے تو شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک منہ اور ناک کی طرح کان میں بھی رضاعت ثابت ہونی چاہیئے، ھدایہ اور تبیین الحقائق میں اس اشکال پر بحث نہیں کی گئی، مبسوط کے بھی مذکورہ بالا دو مقامات پر اس اشکال کو نہیں اٹھایا گیا لیکن مبسوط میں تیسری جگہ یہ اشکال ذکر ہے اور امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب بھی دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"قال: والسعوط والوجور يثبت الحرمة لأنه مما يتغذى به الصبي فإن السعوط يصل إلى الدماغ فيتقوي به والوجور يصل إلى الجوف فيحصل به إنبات اللحم وإنشاز العظم فأما الاقطار في الأذن لا يوجب الحرمة لأن الظاهر أنه لا يصل إلى الدماغ لضيق ذلك الثقب وكذلك الاقطار في الإحليل فإن أكثر ما فيه أنه يصل إلى المثانة فلا يتغذى به الصبي عادة وكذلك الحقنة في ظاهر الرواية إلا في رواية عن محمد رحمه الله تعالى قال إذا احتقن صبي بلبن امرأة تثبت به الحرمة لأن ذلك يصل إلى الجوف ألا ترى أنه يفسد به الصوم ولكنا نقول ليس

الموجب للحرمة عين الوصول إلى الجوف بل حصول معني الغذاء ليثبت به شبهة البعضية وذلك إنما يحصل من الأعالي لا من الأسافل"

المبسوط للسرخسي (۱۳۴/۵) دار الفكر

''فرمایا: اور ناک میں دودھ ڈالنا اور زبردستی دودھ پلانا اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی کیونکہ اس سے بچہ کی نشوونما ہوتی ہے کیونکہ ناک میں ڈالا دودھ دماغ تک پہنچ جاتا ہے پس اس سے تقویت حاصل ہوتی ہے اور زبردستی ڈالا دودھ بھی جوف تک پہنچ جاتا ہے پس اسے گوشت کی نشوونما اور ہڈیوں کی مضبوطی حاصل ہوگی۔ جہاں تک تعلق ہے کان میں دودھ ڈالنے کا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ یہ دماغ تک نہیں پہنچتی کیونکہ وہ سوراخ تنگ ہے اور اسی طرح احلیل میں قطرے ڈالنا کیونکہ یہ زیادہ سے زیادہ مثانہ تک پہنچتے ہیں پس عادۃً اس سے بچہ کو تغذی حاصل نہیں ہوتی اور اسی طرح حقنہ ہے ظاہر الروایۃ کے مطابق مگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ثبوت حرمت کی ہے فرمایا کہ جب بچے کو عورت کا دودھ حقنہ کیا جائے تو حرمت ثابت ہوگی کیونکہ یہ جوف تک پہنچ جاتا ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ حرمت کو واجب کرنے والا عین وصول الی الجوف نہیں بلکہ غذائیت کا معنی حاصل ہونا ہے تاکہ بعضیت کا شبہ ثابت ہو اور یہ بات اعالی سے ہوتی ہے اسافل سے نہیں۔''

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشکال کا یہ جواب دیا کہ کان کا سوراخ بہت تنگ ہے اس لئے شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک کان سے دودھ ڈالنے کی صورت میں رضاعت ثابت

نہ ہوگی کیونکہ وہ دودھ دماغ تک نہیں پہنچے گا ورنہ تغذی من الاعلی کے اصول کے مطابق تو رضاعت ثابت ہونی چاہیئے۔

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب پر محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کے تحفظات

محقق علی الاطلاق علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شیخین رحمھما اللہ کے مذہب کی اس دلیل سے متعلق یہ اشکال اٹھایا ہے اور شیخین رحمھما اللہ کے مذہب کی یہ دلیل بیان کرنا کہ ''تغذی من الاعلی معتبر ہے'' اسے مخدوش قرار دیا ہے اور یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ کان میں اشکال کا یہ جواب دینا کہ'' اس کا سوراخ تنگ ہے لہذا رضاعت ثابت نہ ہوگی'' یہ جواب بھی مخدوش ہے کیونکہ مفطرات صوم میں تیل اور دواء اندر جانے کی صراحت ہے اور باتفاق ائمہ حنفیہ وغیرھم روزہ ٹوٹ جاتا ہے باوجود یکہ سوراخ تنگ ہے لہذا شیخین کے مذہب کی یہ دلیل بیان کرنا کہ'' تغذی اوپر سے ہی معتبر ہے نیچے سے نہیں'' اصل یہ دلیل محل نظر ہے جس کی بناء پر کان کی طرح حقنہ من الدبر میں بھی اشکال واقع ہوا کہ حقنہ بھی تو جوف تک پہنچ جاتا ہے اس کا امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جواب دیا کہ وصول الی الجوف وہ معتبر ہے جس میں غذاء کا معنی ہو اور یہ وصول من الاعلی میں ہوتا ہے مقعد میں نہیں۔ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخین کی یہ دلیل بیان نہ کی جائے کہ وصول من الاعلی میں تغذی ہے ادنی میں نہیں بلکہ شیخین رحمھما اللہ کی دلیل یہ ہے کہ مطلقاً تغذی جہاں ہو وہاں رضاعت ثابت ہوگی اور تغذی سے مراد نشونما ہے اور ظاہر ہے کان میں دودھ ڈالنے سے نشونما نہیں ہوتی لہذا رضاعت ثابت نہ ہوگی باقی اعلی اسفل کا فرق اس میں نہیں، منہ اور ناک کے علاوہ کسی بھی منفذ سے دودھ ڈالا جائے رضاعت ثابت نہ ہوگی، محقق رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے:

"ثم الاحتقان باللبن لا يوجب الحرمة من غير ذكر خلاف بين أصحابنا في كثير من الأصول وهو قول الأئمة الأربعة وكذا لا يثبت بالإقطار في الإحليل والأذن والجائفة والآمة كذا أطلقه بعضهم ونص آخرون على أنه إذا وصل إلى الجوف ثبتت الحرمة وبعضهم ذكر أنه روى عن محمد ثبوت الحرمة بالحقنة وجه الظاهر أن المناط طريق الجزئية وليس ذلك في الواصل من السافل بل إلى المعدة وذلك من الأعلى فقط والإقطار في الإحليل غاية مايصل إلى المثانة فلا يتغذى به الصبي وكذا في الاذن لضيق الثقب وفيه نظر لتصريحهم بالفطر بإقطار الدهن في الاذن لسريانه فيصل إلى باطنه ولا يمنعه ضيق والأوجه كونه ليس مما يتغذى به وينبت وإن حصل به رفق من ترطيب ونحوه والمفسد في الصوم لا يتوقف عليه كما في الحصى والحديد والوجور والسعوط تثبت به الحرمة اتفاقا۔" فتح القدير (۴۵۵/۳) دار الفكر

"دودھ کا حقنہ کرنا اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی اکثر اصول میں اس مسئلے میں ہمارے اصحاب کا کوئی اختلاف ذکر نہیں اور یہی ائمہ اربعہ کا قول ہے اور اسی طرح احلیل میں قطرے ڈالنے سے حرمت ثابت نہ ہوگی اور کان، جائفہ اور آمہ میں قطرے ڈالنے سے بھی حرمت کا ثبوت نہ ہوگا بعض نے ایسے ہی مطلق یہ مسئلہ ذکر کیا ہے اور بعض نے یہ صراحت کی ہے کہ جب جوف تک پہنچ جائے تو حرمت ثابت ہوگی اور بعض نے ذکر کیا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حقنہ سے حرمت ثابت ہوگی ظاہر الروایۃ کی وجہ یہ ہے کہ مدار جزئیت پر ہے اور یہ سافل سے پہنچنے والی چیز میں نہیں بلکہ معدے تک پہنچے اور یہ

صرف اعلیٰ سے ہوتا ہے اور احلیل میں ڈالے گئے قطرے زیادہ سے زیادہ مثانہ تک پہنچیں گے پس بچہ اس سے غذائیت حاصل نہ کرے گا اور اسی طرح کان میں کیونکہ اس کا سوراخ تنگ ہے۔اس بات میں نظر ہے کیونکہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے سرایت کر جانے کی وجہ سے پس وہ اندر پہنچ جاتا ہے اور سوراخ کا تنگ ہونا مانع نہیں بنتا زیادہ بہتر توجیہ یہ ہے کہ اس سے تغذی اور نشوونما نہیں ہوتی اگرچہ اس سے سہولت حاصل ہو جائے تر ہو جانے وغیرہ کی اور روزے میں افساد اس پر موقوف نہیں جیسا کہ کنکری اور لوہا (نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے) اور زبردستی دودھ پلانا اور ناک سے دودھ ڈالنے سے بالاتفاق حرمت ثابت ہوگی۔"

رضاعت میں منافذ کے اعتبار سے مستفاد امور

رضاعت میں اس بحث سے یہ باتیں مستفاد ہوئیں:

(۱) امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مفطرات صوم کی طرح رضاعت میں بھی ان منافذ سے رضاعت کے ثبوت کے قائل ہیں نیز شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک تغذی نہیں اس لئے رضاعت نہیں، نفسِ شئ کے اندر جانے کے وہ بھی قائل ہیں۔

فقہاء کی تعبیرات کا اختلاف

(۲) دوسری اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ ائمہ مذہب کے اقوال یقینی اور غیر محتمل ہیں بعد کے فقہاء ان کی تعلیلات وتعبیرات بیان فرما دیتے ہیں ان تعبیرات میں اختلاف اور نظر ہو سکتی ہے اس کی بناء پر اصل مسئلے پر اثر نہیں پڑتا ائمہ مذہب کی نظر بڑی دقیق اور حتمی نوعیت کی حامل ہوتی ہے، جیسا کہ اس مسئلے میں امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب ھدایہ

رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخین رحمھما اللہ کی طرف سے یہ دلیل بیان فرمادی کہ تغذی من الاعلی رضاعت ثابت کرتی ہے من الادنی نہیں ،لیکن کان میں رضاعت ثابت نہ ہونے پر جب اشکال ہوا تو امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایسی وجہ بیان فرمائی جو خود روزے میں ان کی بیان کردہ توجیہ کے مخالف ہے۔ روزے میں امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے:

"والإقطار في الأذن كذلك يفسد لأنه يصل إلى الدماغ والدماغ أحد الجوفين" المبسوط للسرخسي (۶۷/۳) دار الفكر

"اور اسی طرح کان میں قطرے ڈالنا روزے کو فاسد کرے گا کیونکہ یہ دماغ تک پہنچ جائیں گے اور دماغ دو میں سے ایک جوف ہے۔"

جبکہ یہاں رضاعت میں ان کے الفاظ یہ ہیں:

"فأما الاقطار في الأذن لا يوجب الحرمة لأن الظاهر أنه لا يصل إلى الدماغ لضيق ذلك الثقب" المبسوط للسرخسي (۱۳۴/۵) دار الفكر

"جہاں تک تعلق ہے کان میں قطرے ڈالنے کا تو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ دماغ تک نہیں پہنچتے اس سوراخ کے تنگ ہونے کی وجہ سے۔"

نیز علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے روزے میں کان میں تیل ڈالنے کے بالاتفاق مفطر ہونے کی وجہ سے اس دلیل کو مخدوش قرار دیا ہے، اب اس وجہ سے کہ تعبیرات میں اختلاف ہے ہم اپنے امام کے مذہب کو قطعاً نہیں چھوڑیں گے اور نہ کسی طبی تحقیق کو رضاعت کے مسائل میں دخیل قرار دیں گے بلکہ بالفرض اگر علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ کا بھی مخدوش ہونا ظاہر ہو جاتا ہے تب بھی امام کا مذہب اٹل رہے گا۔ اس کی ایک

مثال امداد المفتین کے حوالے سے مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی گزری کہ انجکشن سے متعلق ان کے ایک فتوی میں یہ وہم ہو رہا تھا کہ کان میں چیز ڈالنے سے روزہ نہ ٹوٹے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تسامح قرار دیا اور فرمایا کہ اصل حکم وہی ہے جو بیان ہوا۔ حضرت کا فتوی یہ ہے:

''(الجواب) اب غور کرنے سے معلوم ہوا کہ کان کی مثال دینے میں مسامحت ہوئی کان سے جوف دماغ تک اور وہاں سے جوف بطن تک منفذ ہے اور اسی لئے کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر پانی خود بخود داخل ہو جاوے تو فاسد نہیں ہوتا اور قصداً داخل کیا جاوے تو اس میں اختلاف ہے ایک قول پر فاسد نہیں اور دوسرے قول پر فاسد ہو جاتا ہے اور اکثر حضرات نے دوسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ کذا فی الدر المختار[1] اور وجہ فرق تیل و پانی میں غالباً یہ ہے کہ کان منفذ پیچ در پیچ ہونے کے سبب اس منفذ سے اندر جوف تک پہنچنا تیل میں تو غالب ہے کیونکہ تیل سریع النفوذ چیز ہے پانی میں عادۃً مشکل ہے اور شاید بالقصد داخل کرنے کی صورت میں جن حضرات نے فسادِ صوم کو ترجیح دی ہے اس میں اس کو بھی داخل ہو کر بالقصد لیٹ کر اس طرح پانی ڈالا جائے تو اندر تک پہنچ جانا کچھ بعید نہیں اور بلا ارادہ ویسے ہی نہاتے ہوئے پانی کان میں چلا گیا تو اندر جوف میں پہنچنا عادۃً مستبعد ہے علاوہ ازیں پانی سے احتیاط دشوار بھی ہے تیل میں کوئی دشواری نہیں۔

الغرض اس باب میں جو تیل اور پانی میں فرق کیا گیا ہے وہ اس پر مبنی

---

[1] درمختار میں پہلے قول کی تصحیح نقل ہے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں تسامح ہوا ہے۔" (أو دخل الماء في أذنه وإن كان بفعله) على المختار "الدر المختار (۲/۳۹۶)

نہیں کہ کان اور جوف دماغ کے درمیان منفذ نہ ہو بلکہ اس کا مبنی دوسری چیزیں ہیں۔اسلئے اس موقعہ پر یہ مثال کان کی صحیح نہیں مگر دوسری امثلہ موجود ہیں جن سے اصل مسئلہ ثابت ہے اس لئے اصل مسئلہ کے حکم میں کوئی فرق نہیں پڑتا یعنی انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا (واللہ تعالیٰ اعلم) ۸ محرم ۶۷ (اضافہ)" (امداد المفتین ۲/ ۴۱۳ دارالاشاعت)

اسی طرح اس مسئلے میں صاحب ھدایہ کی تعبیر بھی ملاحظہ ہو انہوں نے رضاعت کے مسئلے کو ثابت کرنے کیلئے یہ تعبیر اختیار فرمائی:

"وإذا احتقن الصبي باللبن لم يتعلق به التحريم وعن محمد رحمه الله أنه تثبت به الحرمة كما يفسد به الصوم ووجه الفرق على الظاهر أن المفسد في الصوم إصلاح البدن ويوجد ذلك في الدواء فأما المحرم في الرضاع فمعنى النشوء ولا يوجد ذلك في الاحتقان لأن المغذى وصوله من الأعلى" الهداية شرح البداية (۲/ ۳۷۲) مکتبہ رحمانیہ

"اور جب بچہ کو دودھ حقنہ کیا تو اس سے حرمت رضاعت متعلق نہ ہوگی اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اس سے حرمت ثابت ہوگی جیسا کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور وجہ فرق ظاہر الروایۃ کے مطابق (یعنی شیخین کے قول پر) یہ ہے کہ روزے میں مفسد اصلاح بدن ہے اور یہ چیز دواء میں پائی جاتی ہے جہاں تک تعلق ہے رضاعت کا تو اسمیں معنی نشو ونما کا اعتبار ہے اور یہ حقنہ میں نہیں پایا جاتا کیونکہ تغذی تو اعلیٰ سے پہنچنے میں ہے۔"

اب دیکھیں صاحبِ ھدایہ علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المفسد فی الصوم اصلاح البدن" فرما کر روزے اور رضاعت میں فرق تو بیان فرمادیا لیکن پتھر یا لوہا نگلنے کا جزئیہ تو

خودھدایہ میں ان الفاظ میں ذکر ہے:

قال ومن ابتلع الحصاة اوالحديد افطر لوجود صورة الفطر ولا كفارة عليه لعدم المعنى (هداية ۱/۲۳۶)

ترجمہ: اور جو کنکری یا لوہا نگل لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا صورتِ فطر پائے جانے کی وجہ سے اور اس پر کفارہ نہیں کیونکہ معنی (فطر) نہیں۔

نیز کتاب التجنیس والمزید میں صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے مقعد میں لکڑی لینے اور عورت کا اندرونی شرمگاہ میں روئی رکھنا فاسد قرار دیا ہے جیسا کہ آگے کان کے مسئلے میں صاحبِ ھدایہ کی تمام عبارات آرہی ہیں ان تمام اشیاء میں کوئی صلاحِ بدن نہیں بلکہ یہ تو مہلک ہیں کہ بندہ پتھر یا لوہا نگل جائے لیکن ان کی اپنی تصریح کے مطابق روزہ ٹوٹ جاتا ہے لہذا یہاں رضاعت کے روزے سے فرق کو بیان کرتے ہوئے اصلاح بدن کا مفسد ہونا قید اتفاقی کہلائے گا اس لفظ کو لے کر یہ کہنا کہ صرف صلاحِ بدن والی شئی سے ہی روزہ ٹوٹے گا ظاہر ہے یہ بات قبول نہیں کی جاسکتی فقہاء بسا اوقات ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے بعض ایسے الفاظ ذکر کر دیتے ہیں جو مسامحت پر مبنی ہوتے ہیں ورنہ روزے میں اصل ''مما دخل'' ہے جو کہ ''الافطار مما دخل'' کے نص میں موجود ہے اور صاحبِ ھدایہ نے ''مما دخل'' کے نص کو خود ھدایہ میں مختلف مسائل میں مستدل بنایا ہے جسے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ادخال بفعلہ یا صلاح بدن'' کی عام فہم تعبیر میں بیان فرمادیا اور اسمیں ظاہر الروایۃ اور بے شمار مسائل کا خلاصہ نکال دیا گیا ہے۔

(۳) تیسری بات یہ مستفاد ہوئی کہ اگر آپ مفطرات صوم کے باب میں تمام مسائل تبدیل کرتے ہیں تو کیا رضاعت کے مسائل بھی تبدیل کریں گے؟ اگر کریں گے تو آپ کو یہ حق اصولِ افتاء وفقہ کی رو سے حاصل ہے؟ اگر رضاعت کا باب بدلنا آپ کے

بس میں نہیں تو یہاں مفطرات صوم کو بھی اپنے حال پر چھوڑ دیں۔

وضو کے مسائل میں بھی یہ منافذ معتبر ہیں

اسکے علاوہ وضوء کے مسائل میں بھی فقہاء نے نواقضِ وضو میں ان منافذ سے متعلق مسائل بیان فرمائے ہیں۔ پہلے وہ مسائل ملاحظہ ہوں، محیط برہانی میں ہے:

"إذا صب دهناً في أذنه ومكث في دماغه يوماً ثم سال وخرج فلا وضوء عليه، وإن خرج من الفم نقض وضوءه، وذكر هذه المسألة في القدوري وقال: روي عن أبي يوسف أنه لو خرج من فمه، فعليه الوضوء، وأشار إلى أن على قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله وإن خرج من الفم، فلا وضوء عليه، وجه رواية أبي يوسف رحمه الله: أنه لا يخرج من الفم إلا بعد نزوله الجوف، فصار كالقيء. ولهما أن الرأس ليس موضع النجاسة، والوصول إلى الجوف ليس بمعلوم، فلا ينتقض وضوءه بالشك.

وفي نوادر هشام: لو دخل الماء أذن رجل في الاغتسال ومكث ثم خرج من أنفه، فلا وضوء عليه. وفي المنتقى: إبراهيم عن محمد في رجل أدخل عوداً في دبره أو قطنة في إحليله وغيبها كلها، ثم أخرجها أو خرجت بنفسها، فعليه الوضوء، علل فقال: لأنه حين غيبها صارت بمنزلة طعام أكله ثم خرج منه، ولو كان طرف العود بيده ثم أخرجه لم يجب عليه شيء، قال ثمة: ألا ترى أن الرجل لو أدخل المحقنة ثم أخرجها فلم يكن عليه الوضوء، هكذا ذكر، ولكن تأويله إذا لم يكن على العود والمحقنة بلّة، قال ثمة: ألا ترى أن الرجل يتوضأ، فيدخل يده أي

إصبعه في الاستنجاء، ولا ينقض الوضوء، وقال: من استنجى فلم يدخل إصبعه، فليس بتنظيف. قال أبو العباس رحمه الله: مراده في المسح الظاهر فإنه متى جاوز المسح الظاهر كان تفتيتاً للنجاسة لا تطهيراً والله أعلم." المحيط البرهاني (۱/۱۹۷) ادارة القرآن

''اور جب تیل ڈالے کان میں اور وہ اسکے دماغ میں رہ جائے پھر بہے اور نکل آئے تو اس پر وضو نہیں اور اگر منہ سے نکل آئے تو وضو ٹوٹ گیا اور یہ مسئلہ قدوری میں ذکر ہے اور فرمایا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اگر اسکے منہ سے نکل آیا تو اس پر وضو ہے اور اس طرف اشارہ کیا کہ طرفین رحمھما اللہ کے نزدیک اگرچہ منہ سے نکل آئے وضو لازم نہ ہوگا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کی وجہ یہ ہے کہ منہ سے نہیں نکلتا مگر جب تک جوف میں نہ جائے تو یہ قے کی طرح ہوگیا اور ان دونوں کی دلیل یہ ہے کہ سر موضع نجاست نہیں اور جوف تک پہنچنا معلوم نہیں لہذا شک کی بناء پر روزہ نہ ٹوٹے گا۔

نوادر ھشام میں ہے کہ اگر پانی داخل ہوا ایک شخص کے کان میں نہاتے وقت اور اندر رہ گیا پھر اسکی ناک سے نکل آیا تو اس پر وضو نہیں اور منتقی میں ہے کہ ابراہیم، محمد سے نقل کرتے ہیں ایسے شخص سے متعلق جو لکڑی کو مقعد میں یا روئی کو احلیل میں داخل کردے اور پورا غائب کردے پھر باہر نکالے یا خود باہر آجائے تو اس پر وضو لازم ہے اسکی علت یہ بیان کی کہ جب اس نے غائب کردی تو یہ اس کھانے کے قائم مقام ہوگئی جو اس نے کھایا ہو اور پھر اس سے نکل آئے اور اگر لکڑی کا ایک سرا اسکے ہاتھ میں ہو پھر وہ اسے نکال لے تو اس پر کچھ واجب نہیں۔ وہاں فرمایا کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ایک آدمی اگر حقنہ داخل

کرتا ہے اور پھر نکال لیتا ہے اس پر وضو نہیں ایسا ہی ذکر کیا لیکن اس کی تاویل یہ ہے کہ جب لکڑی اور آلہ حقنہ پر تری نہ ہو۔ وہاں فرمایا کیا آپ نہیں دیکھتے ایک آدمی وضو کرے اور اپنا ہاتھ اندر داخل کر دے یعنی انگلی موضع استنجاء میں اور اسکا وضو نہیں ٹوٹتا اور فرمایا جس نے استنجاء کیا اور اپنی انگلی داخل نہ کی تو یہ طہارت نہیں۔ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس سے مراد مسح ظاہر ہے کیونکہ جب مسح ظاہر سے تجاوز کر جائے تو یہ نجاست کو پھیلانے کا سبب ہے نہ کہ تطہیر کا۔"

دیکھیں کان میں تیل ڈالنے کا مسئلہ اور پھر اس کا ناک سے نکلنا یہ ناقض وضوء نہیں اور اگر منہ سے نکل آئے تو ناقض ہے نیز نوادر ہشام کے حوالے سے کان میں پانی کا مسئلہ ذکر ہے اور منتقی کے حوالے سے دبر میں لکڑی لینے اور احلیل میں روئی رکھنے سے بھی وضو ٹوٹنے کا ذکر ہے بشرطیکہ لکڑی اور روئی غائب ہو جائے "غیّبھا کلھا" کے الفاظ تو علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے مفطرات کے اصول "ادخال بفعلہ یا صلاح بدن مع الاستقرار" میں استقرار کی شرط کا ایسا مظہر ہے کہ معلوم ہوتا ہے پورا مفطرات کا باب ہی یہاں وضوء میں لے لیا گیا ہے اور "ولو کان طرف العود بیدہ ثم اخرجہ لم یجب علیہ شئی" کے الفاظ بھی مفطرات کے اصول کی شرط استقرار پر دال ہیں۔ آگے دو اشکال بھی مفطرات کے اصولوں سے معارض ہونے والے جزئیات کے تھے تو ان کے جوابات بھی دے دیئے۔ ایک اشکال تو یہ ہے کہ ایک شخص موضع حقنہ میں لکڑی ڈال کر نکالتا ہے تو اس کا وضوء نہیں ٹوٹتا لہذا یہ تو مفطرات صوم کے بظاہر مخالف مسئلہ ہے اس کا جواب یہ دیا کہ یہ مسئلہ اس صورت میں ہے جب لکڑی پر تری نہ ہو ورنہ وضوء ٹوٹ جائے گا۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ فقہ میں مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص استنجاء کر لے اور اپنی انگلی اندر موضع استنجاء میں داخل نہ کرے تو اسکی صحیح صفائی ہی ممکن نہیں اور اس سے وضوء نہیں ٹوٹتا جبکہ ٹوٹنا چاہیئے۔ اسکا

جواب یہ دیا کہ اس مسئلے کا مقصد مسح ظاہر ہے کیونکہ اس سے تجاوز کی صورت میں طہارت کے بجائے نجاست پھیلتی ہے لہذا ناقض وضوء نہ ہونا ظاہری مسح میں ہے اندر تک تجاوز میں نہیں۔ اسکے علاوہ فتاوی قاضیخان میں ہے:

"وإن صب الدهن في أذنه ثم عاد بعد يوم إن خرج من أنفه وأذنه لا وضوء عليه وكذا الماء وإن خرج من الفم نقض الوضوء لأن ما يخرج من الفم لا يخرج إلا بعد الوصول إلى الجوف فإنه موضع النجاسة أما الأول ينزل من الدماغ والدماغ ليس موضع النجاسة وكذا السعوط إذا عاد من الأنف بعد أيام لا ينقض ولو احتشت المرأة في الفرج الخارج فابتل الجانب الداخل بطلت طهارتها لأن الفرج الخارج منها بمنزلة الإليتين يعتبر الخروج من الفرج الداخل فإن خرج البول من الفرج الداخل فابتل ما كان من الفرج الخارج ينقض الوضوء."

فتاوی قاضیخان (۱/۳۷) المطبوع علی هامش الهندية۔ماجدية

''اور اگر تیل ڈالا اپنے کان میں اور تیل ایک دن بعد لوٹ آیا اگر اسکی ناک یا کان سے لوٹا تو اس پر وضو نہیں اور اسی طرح پانی اور اگر منہ سے نکل آئے تو اسکا وضو ٹوٹ گیا کیونکہ جو منہ سے نکلتا ہے وہ جوف تک پہنچ کر ہی نکلتا ہے اور وہ نجاست کی جگہ ہے جہاں تک تعلق ہے پہلے کا تو وہ دماغ تک پہنچتا ہے اور دماغ نجاست کی جگہ نہیں اور اسی طرح ناک میں دواء ڈالنا جب وہ ناک سے ہی نکل آئے چند دن بعد اس سے وضو نہ ٹوٹے گا اگر عورت روئی رکھے فرج خارج میں اور داخلی جانب تر ہو جائے تو طہارت باطل ہو جائے گی کیونکہ عورت کی فرج خارج الیتین کے درجے میں ہے۔ اعتبار فرج داخل سے نکلنے

کا ہے اگر پیشاب فرج داخل سے نکلے اور اس سے فرج خارج میں سے تر ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔"

خانیہ کی عبارت میں ذکر تفصیلات وضوء میں مفطرات کے منافذ اور اصولوں کو مکمل طور پر لینے پر صریح دال ہیں نیز ھندیہ میں یہ عبارت ذکر ہے:

ولو صب دهنا في اذنه فمكث في دماغه ثم سال من اذنه أو من انفه لا ينقض الوضوء وعن أبي يوسف رحمه الله تعالى ان خرج من فمه فعليه الوضوء لأنه لا يخرج من الفم إلا بعدما وصل إلى المعدة وهي محل النجاسة فصار له حكم القيء كذا في محيط السرخسي وان استعط فخرج السعوط من الفم وكان ملء الفم نقض وان خرج من الاذنين لا ينقض كذا في السراج الوهاج ولو دخل الماء اذن رجل في الاغتسال ومكث ثم خرج من انفه لا وضوء عليه كذا في المحيط وفي النصاب وهو الأصح كذا في التتار خانية إلا إذا صار قيحا فحينئذ ينقض كذا في المضمرات الهندية (۱/۱۰)ماجدية

"اگر تیل ڈالا کان میں اور وہ تیل اسکے دماغ میں رہا پھر اسکے کان سے بہا یا ناک سے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اگر اسکے منہ سے نکلا تو اس پر وضو لازم ہے کیونکہ منہ سے نہیں نکلتا مگر معدے تک پہنچنے کے بعد اور وہ نجاست کی جگہ ہے پس یہ قے کے حکم میں ہے یہی محیط سرخسی میں ہے اور اگر اس نے ناک میں دواء ڈالی اور یہ دواء منہ سے نکل آئی اور منہ بھر کے ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کانوں سے نکلے تو وضو نہیں ٹوٹے گا یہی سراج وھاج میں ہے اور اگر پانی داخل ہو بندے کے کان میں

نہاتے وقت اور وہ اندر ٹھہر جائے پھر وہ اسکی ناک سے نکلے تو اس پر وضو نہیں یہی محیط میں ہے اور نصاب میں ہے کہ یہی اصح ہے یہی تاتارخانیہ میں ہے مگر یہ کہ وہ قے بن گیا ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا یہی مضمرات میں ہے۔"

نیز شامیہ کی عبارت میں اسکی مزید تفصیل موجود ہے:

(لو حشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر)۔۔۔۔۔وكذا الحكم في الدبر والفرج الداخل (وإن ابتل) الطرف (الداخل لا) ينقض ولو سقطت فإن رطبة انتقض وإلا لا وكذا لو أدخل أصبعه في دبره ولم يغيبها فإن غيبها أو أدخلها عند الاستنجاء بطل وضوءه وصومه۔

الدر المختار (۱/۱۴۸)

قوله (إحليله) بكسر الهمزة مجرى البول من الذكر بحر ۔۔۔ قوله (والفرج الداخل)۔۔۔۔قوله (ولو سقطت الخ) أو لو خرجت القطنة من الإحليل رطبة انتقض لخروج النجاسة وإن قلت وإن لم تكن رطبة أي ليس بها أثر للنجاسة أصلا فلا نقض ۔۔۔۔ قوله (ولم يغيبها) لكن الصحيح أنه تعتبر البلة أو الرائحة ذكره في المنتقى لأنه ليس بداخل من كل وجه ولهذا لا يفسد صومه فلا ينتقض وضوءه اهـ حلية عن شارح الجامع لقاضيخان فإذا وجدت البلة أو الرائحة ينقض وفي المنية وإن أدخل المحقنة ثم أخرجها وإن لم يكن عليها بلة لم ينقض والأحوط أن يتوضأ اهـ وفي شرحها وكذا كل شيء يدخله وطرفه خارج غير الذكر۔

قوله (فإن غيبها) قال في شرح المنية وكل شيء غيبه ثم خرج ينقض وإن لم يكن عليه بلة لأنه التحق بما في البطن ولذا يفسد الصوم بخلاف ما

إذا كان طرفه خارجا اهـ وفي شرح الشيخ إسماعيل عن الينابيع وكل شيء غيبه في دبره ثم أخرجه أو خرج بنفسه ينقض الوضوء والصوم وكل شيء أدخل بعضه وطرفه خارج لا ينقضهما انتهى۔ أقول على هذا ينبغي أن تكون الأصبع كالمحقنة فيعتبر فيها البلة لأن طرفها يبقى خارجا لاتصالها باليد إلا أن يقال لما كانت عضوا مستقلا فإذا غابت اعتبرت كالمنفصل لكن ما سيأتي في الصوم مطلق فإنه سيأتي أنه لو أدخل عودا في مقعدته وغاب فسد وإلا فلا وإن أدخل أصبعه فالمختار أنها لو مبتلة فسد وإلا فلا تأمل ولذا قال في البدائع هذا يدل على أن استقرار الداخل في الجوف شرط فساد الصوم ۔ قوله (بطل وضوءه وصومه) أي في المسألتين لكن بطلان الصوم في الأولى خلاف المختار۔" الشامية (۱/۱۴۸)

''درمختار(اگر روئی رکھے اپنے ذکر میں اور اسکا ظاہری حصہ تر ہو جائے)۔۔۔اور یہی حکم دبر اور فرج داخل کا ہے(اور اگر تر ہو جائے) طرف (داخل تو نہیں) ٹوٹے گا اور اگر گر جائے تو اگر تر ہو تو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں اور اسی طرح اگر وہ اپنی انگلی مقعد میں ڈالے اور غائب نہ کرے اور اگر غائب کر دے یا داخل کرے استنجاء میں تو اسکا وضو اور روزہ ٹوٹ جائے گا۔

شامیہ: (مصنف کا قول: اس کا ذکر) ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ مرد کے پیشاب نکلنے کی جگہ بحر۔۔۔۔(مصنف کا قول: فرج داخل)۔۔۔۔۔(مصنف کا قول: اور اگر وہ گر جائے) یعنی اگر روئی تر ہو کر ذکر سے نکل آئے تو وضو ٹوٹ گیا نجاست کا اثر نہ ہو تو وضو نہ ٹوٹے گا۔۔۔۔۔(مصنف کا قول: اور غائب نہ

کرے) لیکن صحیح یہ ہے کہ تری یا بو کا اعتبار ہے منتقی میں اسکا ذکر ہے کیونکہ یہ من کل وجہٍ داخل نہیں اسی وجہ سے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا پس اسکا وضو بھی نہیں ٹوٹے گا اھ حلیہ عن شارح الجامع لقاضیخان پس جب تری یا بو محسوس ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور منیۃ میں ہے کہ اگر آلہ حقنہ کو داخل کرے اور باہر نکالے اور اس پر تری نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا اور زیادہ محتاط یہ ہے کہ وہ وضو کر لے اھ اور اسکی شرح میں ہے اسی طرح ہر وہ چیز جو اندر داخل ہو اور اسکا ایک حصہ باہر ہو سوائے ذکر کے۔

(مصنف کا قول: اگر غائب کر دے) شرح منیۃ میں کہا ہر چیز جو غائب ہو جائے پھر باہر نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ اس پر تری نہ ہو کیونکہ وہ بطن میں موجود چیزوں کے ساتھ لاحق ہو گئی اسی وجہ سے روزہ فاسد ہو جائے گا برخلاف اسکی ایک طرف باہر ہوا اھ۔ اور شیخ اسماعیل کی شرح میں ینابیع سے نقل ہے اور ہر چیز جو دبر میں غائب کر دے پھر باہر نکال لے یا خود نکل آئے تو وضو اور روزہ ٹوٹ جائے گا اور ہر چیز جس کا بعض داخل کر دے اور دوسرا سرا باہر ہو تو یہ دونوں نہ ٹوٹیں گے، انتھی۔ میں کہتا ہوں اسی اعتبار سے مناسب ہے کہ انگلی آلہ حقنہ کی طرح ہو پس اس میں تری کا اعتبار ہو کیونکہ انگلی کا دوسرا سرا باہر رہتا ہے کیونکہ وہ ہاتھ سے متصل ہے الا یہ کہ یہ کہا جائے کہ یہ مستقل عضو ہے اور یہ غائب ہو گیا تو اسے جدا شمار کیا گیا ہے لیکن جو روزے کے باب میں آرہا ہے وہ مطلق ہے کیونکہ یہ بات آئے گی کہ اگر وہ لکڑی داخل کر دے اپنے مقعد میں اور غائب ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا ورنہ نہیں اور اگر انگلی داخل کرے تو اسمیں مختار یہ ہے کہ اگر تر ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ غور کرو۔ اسی وجہ

سے بدائع میں ہے کہ یہ دلالت کرتا ہے کہ جوف میں داخل شئی کا اندر استقرار فساد صوم کی شرط ہے (مصنف کا قول: اس کا وضو اور روزہ فاسد ہوگیا) یعنی دونوں مسئلوں میں لیکن پہلے میں روزے کا فاسد ہونا خلاف مختار ہے۔"

وضوء سے متعلق ان تمام ابحاث سے یہ باتیں مستفاد ہوئیں۔

(۱) نقض وضوء کے مسائل میں ان منافذ کو اسی طرح معتبر مانا گیا ہے جس طرح مفطرات صوم میں یہ منافذ معتبر ہیں۔

(۲) مفطرات صوم میں "الافطار مما دخل ولیس مما خرج" (مسند ابی یعلیٰ ۴/۳۲۸) مرفوع نص ہے جو کہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے مرسلا بھی مروی ہے اس پر عمل کیلئے جس طرح منافذ ستہ (منہ، ناک، کان، مقعد، فرج، قُبل) کو معتبر مانا گیا ہے اسی طرح نقض وضوء میں "الوضوء مما خرج ولیس مما دخل" (السنن الکبری للبیھقی ۱/۲۰۵ دار الفکر[1]) مرفوع نص ہے اس پر عمل کیلئے بھی حنفیہ کے نزدیک منافذ ستہ کو معتبر مانا گیا ہے بلکہ "محیط برہانی" کے حوالے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ روزے کا مدار دخول جبکہ وضو کا خروج پر ہے لہذا احلیل میں روئی غائب کر دینا اور پھر روئی کا باہر نکل آنا بھی ناقض وضوء ہے کیونکہ احلیل مخرج ہے اس میں دخول معتبر نہ ہو لیکن خروج تو معتبر ہے۔ فنحکم بنقض الوضوء۔

(۳) تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ان منافذ سے چیز اندر جانا باتفاق ائمہ روزہ

---

[1] فی السنن الکبری للبیھقی وفی ذیلہ الجوھر النقی (۱/۲۰۵) دار الفکر
عن ابن عباس أن رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- قال :" الوضوء مما خرج ولیس مما دخل"
ورواہ مسندا ومرسلا فی مؤطا للامام محمد والمصنف لعبدالرزاق و کنزالعمال و المعجم الکبیر للطبرانی۔

،رضاعت اور وضوء میں معتبر ہے جزوی مسائل میں اختلاف یا تعبیرات کا فرق ممکن ہے لیکن یہ بات مسلم ہے کہ ان منافذ ستہ معتبرہ سے چیز اندر بھی جاتی ہے اور باہر بھی آتی ہے اور ''الا ان تکون صائماً'' کا نص اس میں اصل ہے ائمہ اربعہ اس سے استدلال کر کے تمام منافذ کو منصوص طور پر ثابت کرتے ہیں اور پھر رضاعت اور وضو کو مفطرات صوم پر قیاس کیا جاتا ہے۔

(۴) اس تمام بحث کے بعد اگر اب بھی کوئی صاحبِ علم یہ کہے کہ وہ روزے میں ان منافذ کا اعتبار نہیں کرتا تو کیا وہ رضاعت اور وضوء کے ان تمام مسائل مستنبطہ کو بھی مفروضے قرار دے گا؟ کیا فقہ کے یہ ابواب بھی بند کر دیئے جائیں گے؟ کیا اطباء کے متفق علیہ اقوال کو یہاں وضوء میں بھی لیا جائے گا؟ اگر نہیں تو روزے میں بھی جو کہ اصل مقیس علیہ ہے اطباء کے اقوال کو نہ لیا جائے ان تمام ابواب میں ان منافذ کو فقہاء مجتہدین کے استنباط کے موافق چھوڑ دیا جائے۔

جنایات کے مسائل میں بھی یہ منافذ معتبر ہیں

اسکے علاوہ جنایات احرام کے مسائل میں بھی کان میں تقطیر کے مسائل ذکر ہیں ،الدر المختار میں ہے:

"(أو ادهن بزيت أو خل) بفتح المهملة الشيرج (ولو) كانا (خالصين) لأنهما أصل الطيب بخلاف بقية الأدهان (فلو أكله) أو استعطه (أو داوى به) جراحة أو (شقوق رجليه أو أقطر في أذنيه لا يجب دم ولا صدقة) اتفاقا (بخلاف المسك والعنبر والغالية والكافور ونحوها)"

الدر المختار (۵۴۶/۲)

''(یا وہ تیل لگائے یا سرکہ) فتحہ کے ساتھ تل کا تیل (اگرچہ) وہ دونوں (خالص ہوں) کیونکہ یہ اصل خوشبو ہیں برخلاف دوسرے تیلوں کے (پس اگر وہ کھا گیا) یا ناک سے لے لیا (یا دواء لگائی اس سے) زخم پر یا (پاؤں کی پھٹن پر یا کان میں قطرات ڈالے تو دم لازم نہ ہوگا اور نہ صدقہ) بالاتفاق (بر خلاف مشک، عنبر، غالیہ اور کافور وغیرہ کے)''

نیز بحر میں ہے:

"أو أقطر في أذنه لا يجب دم ولا صدقة بخلاف المسك والعنبر والغالية والكافور ونحوها حيث يلزم الجزاء بالاستعمال على وجه التداوي لكنه يتخير إذا كان لعذر كما سيأتي" البحر الرائق (۹/۳)

''یا کان میں قطرے ڈالے تو دم اور صدقہ واجب نہیں برخلاف مشک عنبر، غالیہ اور کافور وغیرہ کے اس طور پر کہ جزاء لازم ہوگی انہیں دواء کے طور پر استعمال کرنے سے لیکن اسے اختیار دیا جائے گا جبکہ عذر ہو جیسا کہ آگے آرہا ہے۔''

اگر کان منفذ ہی نہیں تو اس میں اقطار کی صورت میں عدم وجوب دم یا وجوب دم کا مسئلہ ہی نہیں آنا چاہئیے لہذا جنایات کا یہ جزئیہ بھی منفذ کان کے معتبر ہونے پر دال ہے۔ یہاں ایسی کوئی تفصیل موجود نہیں کہ پورا دن یہ خوشبو لگی رہے یا آدھے دن یا مکمل عضو پر لگے یا بعض عضو پر بلکہ نفسِ تقطیر پر حکم لگا ہے یہ اس پر دلیل ہے کہ یہ منافذ جنایات میں بھی معتبر ہیں۔

شرب خمر کے مسائل میں بھی یہ منافذ معتبر ہیں

فقہاء نے ناک، آنکھ، کان اور جائفہ آمۃ میں شراب ڈالنے سے وجوب حد پر

بھی بحث فرمائی ہے اور اسے حرام قرار دیا ہے گویا فقہاء کے نزدیک یہ ابواب کثیرہ میں منفذ معتبر ہیں۔شامیہ کی عبارت ہے:

"قوله (أو غير ذلك) كامتشاط المرأة بها ليزيد بريق شعرها أو الاكتحال بها أو جعلها في سعوط تاترخانية ومنه ما يأتي من الاحتقان بها أو إقطارها في إحليل قال الإتقاني لأن ذلك انتفاع بالخمر وأنه حرام وإلا أنه لا يحد في هذه المواضع لعدم الشرب"

الشامية (٦/٤٤٩)

''(مصنف کا قول اور اسکے علاوہ) جیسا کہ عورت کا کنگھی کرنا تا کہ اسکے بالوں کی چمک بڑھ جائے یا سرمہ لگانا یا ناک سے لینا۔تاتارخانیہ اور اسی سے ہے جو آگے آرہا ہے اس کا حقنہ کرنا یا احلیل میں اسکے قطرے ڈالنا اتقانی نے کہا کیونکہ یہ سب شراب سے انتفاع ہے اور یہ حرام ہے البتہ ان میں حد نہیں لگتی کیونکہ ان میں شرب نہیں۔''

نیز مبسوط سرخسی میں ہے۔

"وإذا استعط الرجل بالخمر أو اكتحل بها أو اقتطرها في أذنه أو داوى بها جائفة أو آمة فوصل إلى دماغه فلا حد عليه لأن وجوب الحد يعتمد شرب الخمر وهو بهذه الأفعال لا يصير شاربا وليس في طبعه ما يدعوه إلى هذه الأفعال لتقع الحاجة إلى شرع الزاجر عنه."

المبسوط للسرخسي (٢٤/٣٥) دار الفكر

''جب ناک سے کوئی شخص شراب اندر ڈالے یا اسے آنکھ میں لگائے یا کان میں اسکے قطرے ڈالے یا جائفہ پر دواءً لگائے یا سر کے زخم پر لگائے اور وہ

دماغ تک پہنچ جائے تو اس پر حد نہیں کیونکہ حد شرب خمر پر آتی ہے اور وہ ان افعال کے ذریعے شراب پینے والا شمار نہ ہوگا اور نہ طبعاً ان افعال کی طرف رغبت ہوتی ہے کہ ضرورت ہو کہ شریعت ان سے زجر کیلئے حد قائم کرے۔"

منفذ، مسام، اور مخرج کا بیان

اس وضاحت کے بعد اب ہم منافذ، مسام اور مخارج سے متعلق ان نصوص کا ذکر کریں گے جن سے ہمارے ائمہ مجتہدین اور سادات حنفیہ نے ان کا استخراج واستنباط کیا ہے اور مدلل انداز میں ثابت کریں گے کہ یہ موضوع قرآن وسنت اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہم سے خالی نہیں، بلکہ ثابت بالسنۃ والآثار ہے۔ نیز کون سا دخول معتبر ہے؟ یہ جاننے کے لئے منفذ، مسام اور مخرج کا تعین ضروری ہے اس کی بھی وضاحت کریں گے۔

(۱) منفذ منہ

پہلا اور معتاد منفذ تو منہ ہے جو حلق کے راستے سے چیز کو اندر پہنچا دیتا ہے منہ معتاد منفذ ہے اور اس کے ذریعے داخل ہونے والی خشک یا تر چیز روزہ کیلئے مفطر ہے۔

(۲) منفذ ناک

منہ کے علاوہ بقیہ منافذ غیر معتاد ہیں جو یہ ہیں: ناک، کان، مقعد، فرج، قُبل۔ ان میں اصل ناک ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"عن لقيط بن صبرة قال: قلت: يا رسول الله أخبرني عن الوضوء. قال: أسبغ الوضوء وخلل بين الأصابع وبالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائما" (ترمذی ۱/۱۶۳)

ترجمہ: لقیط بن صبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے وضو کے بارے میں بتائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وضو مکمل کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزے سے ہو۔

جامع ترمذی میں اس حدیث کو لانے کے بعد امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح وقد كره أهل العلم السعوط للصائم ورأوا أن ذلك يفطره وفي الباب مايقوي قولهم"

(ترمذی ۱/۱۶۳)

ترجمہ: ابوعیسیٰ (امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور تحقیق اہل علم نے روزے دار کیلئے ناک کے ذریعے دوا ڈالنے کو منع فرمایا ہے اور ان کا مذہب ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس باب میں ایسے نصوص موجود ہیں جو ان کی بات کو تقویت دیتے ہیں۔

یہ حدیث ناک میں کوئی چیز ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جانے کے متعلق صریح ہے اس کے علاوہ آثار کتب حدیث میں نقل ہیں جن سے ناک میں دواء یا پانی جانے سے روزہ ٹوٹنا معلوم ہوتا ہے۔ وہ آثار یہ ہیں:

وقال الحسن لا بأس بالسعوط للصائم إن لم يصل الى حلقه

(بخاری ۱/۲۵۹) قديمی كتب خانه

ترجمہ: اور حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ناک سے دواء لینے میں کوئی حرج نہیں اگر وہ حلق تک نہ پہنچے۔

حدثنا أبو أسامة، عن هشام، عن الحسن أنه كره للصائم يستسعط

(مصنف ابن ابی شیبة ۳۰۴/۲)دار الکتب العلمیة

ترجمہ: ہشام حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ روزے دار کیلئے ناک سے دواء ڈالنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

ناک کے ذریعے جانے والی چیز یا تو حلق کے ذریعے معدے تک پہنچتی ہے یا پھر دماغ تک پہنچ جاتی ہے دونوں صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ اسی حدیث کی تشریح میں بذل المجہود میں ہے:

قلت وكذلك قول الحنفية ان الصائم اذا استعط فوصل الى دماغه افطر فلأجل ذلك نهى النبى ﷺ عن المبالغة فى الاستنشاق وقال الشوكانى فى النيل وانما كره المبالغة للصائم خشية ان ينزل الى حلقه مايفطره وهذا يوهم أن الوصول الى الدماغ غير مفطر مالم ينزل الحلق

(بذل المجهود ۳۵۳/۳)

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اسی طرح حنفیہ کا یہ کہنا کہ روزہ دار جب ناک سے دوائی ڈالے اور اس کے دماغ تک پہنچ جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ نے (وضو میں) ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغے سے منع فرمایا ہے، اور شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الاوطار میں کہا ہے کہ روزے دار کیلئے ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغے سے منع اس لیے ہے کہ کہیں حلق میں پانی نہ اتر جائے جو اس کا روزہ توڑ دے گا (شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کی) یہ عبارت ایسا وہم دے رہی ہے کہ دماغ تک (پانی کا) پہنچنا روزے کیلئے مفطر نہیں جب تک حلق میں نہ پہنچے۔

یعنی ناک کے ذریعے دماغ یا حلق تک پانی پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے

گا۔تبیین الحقائق میں امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولو استنشق ووصل الماء إلى دماغه أفطر فجعل الدماغ كالجوف لأن قوام البدن بهما(تبيين الحقائق ۱۸۲/۲)

ترجمہ:اور اگر وہ ناک میں پانی ڈالے اور وہ پانی دماغ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ گیا پس دماغ جوف کی طرح ہے کیونکہ بدن کی بنیاد دونوں پر ہے۔

مبسوط سرخسی میں ہے:

والاقطار فی الاذن كذلك يفسد لانه يصل الى الدماغ والدماغ احد الجوفين (مبسوط للسرخسی ۶۷/۳)

ترجمہ:اور کان میں قطرے ڈالنا بھی اسی طرح روزے کو فاسد کرے گا کیونکہ وہ دماغ تک پہنچ جائیں گے اور دو میں سے ایک جوف دماغ ہے۔

نیز خانیہ میں ہے:

وكذا السعوط والوجور والقطور في الأذن أما الحقنة والوجور فلأنه وصل إلى الجوف مافيه صلاح البدن

(خانية على هامش الهندية ۲۱۰/۱)

ترجمہ:اور اسی طرح ناک میں دواء ڈالنا اور زبردستی (کسی کے) منہ میں دواء ڈال دی جائے اور کان میں قطرے ڈالنا، جہاں تک تعلق ہے حقنہ (مقعد سے دوائی ڈالنے) اور زبردستی دواء پینے کا تو ان میں روزہ اس لیے ٹوٹے گا کیونکہ ان میں جوف تک ایسی چیز پہنچ گئی جس میں بدن کا فائدہ ہے۔

اسی طرح بحر میں بزازیہ کے حوالے سے یہ جزئیہ نقل ہے:

وفی البزازية استنشق فوصل الماء الى فمه ولم يصل الى دماغه لايفسد

صومه (البحر الرائق ۲/۴۵۲)

ترجمہ: اور بزازیہ میں ہے (روزے دار نے) ناک میں پانی ڈالا پس پانی اس کے منہ تک پہنچ گیا اور اس کے دماغ تک نہیں پہنچا تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

ان حوالوں سے یہ بات واضح ہے کہ ناک کے ذریعے دواء وغیرہ ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور ناک کے ذریعے دواء دماغ تک پہنچ جائے یا حلق تک، دونوں صورتیں فساد کی ہیں نیز تبیین الحقائق میں علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے کہ دماغ خود جوفِ معتبر ہے اور دماغ تک دواء کا پہنچ جانا مفطر ہوگا خانیہ اور مبسوط سرخسی سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ نیز بحر کے الفاظ "ولم یصل الی دماغه" بھی اسی پر دال ہیں۔

دماغ جوف ہے

یہاں ایک بات اور واضح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دماغ کی حیثیت کیا ہے؟ جو حوالے ہم نے ذکر کیے ان سے یہ بات واضح ہے کہ دماغ خود جوفِ معتبر ہے، لہذا ہمیں اس تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ دماغ سے معدے تک کوئی منفذ ہے یا نہیں؟ دماغ میں اربوں کھربوں سیل کی تو جدید طب بھی قائل ہے لہذا دماغ خود قوام بدن اور جوف معتبر ہے اور ناک کے ذریعے یا براہِ راست دماغ میں انجکشن لگا کر اس تک دواء پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ نیز فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے یہاں استنشاق اور سعوط وغیرہ کے مسائل میں تو عموماً دماغ کو خود جوف مانا ہے البتہ آمّۃ اور جائفۃ کے مسئلے میں آمّۃ زخم کے بیان میں بعض فقہاء نے یہ تحقیق ذکر کی ہے کہ جوفِ دماغ سے جوفِ معدہ تک منفذ

موجود ہے[1] اس کی یہ توجیہ ممکن ہے کہ فقہاء کرام رحمہ اللہ علیہم کی مراد یہ ہے کہ جوفِ معدہ ہر جگہ سے اثرات کو جذب کرتا ہے اور کھینچتا ہے اس کے لیے کسی نالی کا ہونا ضروری نہیں لہذا فقہاء کرام رحمہ اللہ علیہم کی مراد شاید یہی ہو جیسا کہ مقعد کے منفذ ہونے کے عنوان میں ہم تفصیل سے اس بات پر روشنی ڈالیں گے کہ فقہاء کرام رحمہ اللہ علیہم نے تصریح کی ہے کہ معدہ مقعد میں داخل کردہ چیز سے اثرات کھینچتا ہے عین کا جانا لازمی نہیں، وہاں ہم تفصیلی کلام کریں گے۔ بہر حال دماغ خود جوف ہے اور فقہاء کی تصریحات اس پر دال ہیں اب یہ دماغ نالی، شریان یا مسام وغیرہ کس ذریعے سے اثرات لیتا ہے یا دیتا ہے؟ یہ خارج از بحث معاملہ ہے۔ اندر کی بحث ہماری نہیں، اطباء بھی اندر سے متعلق حتمی بات نہیں کر سکتے۔ منفذ سے کوئی چیز داخل ہوگئی تو وہ مفسد ہے نیز دماغ اور معدہ دونوں جوف ہیں۔

ناک میں دواء ڈالنے سے متعلق ھندیہ میں ہے:

ومن احتقن أو استعط أو أقطر في أذنه دهنا أفطر ولا كفارة عليه هكذا في الهداية (هندية ۱/۲۰۴)

ترجمہ: اور جو مقعد سے دوائی ڈالے یا ناک سے دوائی ڈالے یا کان میں قطرے ڈالے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس پر کفارہ نہیں آئے گا ایسا ہی ھدایہ میں ہے۔

بحر میں ہے:

(وإذا احتقن أو استعط أو أقطر في اذنه أو داوى جائفة أو آمة بدواء ووصل إلى جوفه أو دماغه أفطر) لقوله عليه السلام الفطر مما دخل

---

[1] قال فی البحر والتحقیق أن بین جوف الرأس وجوف المعدة منفذا أصلیا فما وصل إلی جوف الرأس یصل إلی جوف البطن (شامیة ۲/۴۰۳)

وليس مما خرج رواه أبو يعلى الموصلي في مسنده

(البحر الرائق ۲/۴۸۶)

ترجمہ: اور جب مقعد سے دوائی ڈالے یا ناک سے ڈالے یا کان میں قطرے ڈالے یا پیٹ یا دماغ کے زخم میں دوائی لگائے اور وہ دماغ تک پہنچ جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا آپ ﷺ کے قول کی وجہ سے، روزے کا ٹوٹنا داخل ہونے والی شئی سے ہے نہ کہ خارج ہونے والی شئی سے، ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

منصوص منفذ ناک کے ذریعے دیگر منافذ کا ثبوت

یہاں تک اتنی بات ثابت ہوگئی کہ "انف" ناک منفذ ہے اور اس سے داخل ہونے والی شئی روزے کیلئے مفطر ہوگی اور یہ "انف" منصوص ہے "الا ان تکون صائما" حدیث سے اسکا ثبوت ہوتا ہے نیز دیگر سعوط (ناک سے دواء ڈالنے) سے متعلق آثار اور فقہاء کرام رحمہم اللہ علیہم کی تصریحات اس بات پر دال ہیں کہ ناک منفذ ہے اب ہم اگر ناک پر غور کریں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ناک سے مراد وہ سوراخ ہے جس میں بلا تکلف انگلی وغیرہ داخل کی جاسکے لہذا ہر ایسا سوراخ جس میں بلا تکلف انگلی وغیرہ داخل ہو جائے وہ منفذ معتبر ہوگا اور وہ "الفطر مما دخل" کا مصداق ہوگا ہم نے انف کی ہیئت دیکھ کر جو منفذ کی تعریف اخذ کر کے اسے مقیس علیہ بنایا ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں مکھی مشروبات میں گرنے کا ذکر ہے، فقہاء کرام رحمہم اللہ علیہم نے مکھی سے ہر غیر دموی جاندار (جس میں بہنے والا خون نہ ہو) مراد لے کر اسے مقیس علیہ بنایا ہے۔

حدیث مبارک یہ ہے:

"اذا وقع الذباب فی شراب احدکم فلیغمسه ثم لینزعه فان فی احدی جناحیه داء والاخری شفاء" (بخاری ۱/۴۶۷)

ترجمہ: جب مکھی تمہارے میں سے کسی کے مشروب میں گر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے ڈبائے پھر اسے نکالے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث مبارک میں صرف مکھی کا ذکر فرمایا تھا لیکن فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس میں علت تلاش کی کہ مکھی سے مراد ہر وہ جاندار ہے جس میں بہنے والا خون نہ ہو، لہذا ایسا جاندار اگر مائع چیز میں گر جائے تو اس حدیث کی رو سے وہ مائع چیز ناپاک نہ ہوگی۔[1]

اس کی ایک اور مثال اشیاء ستہ سے متعلق حدیث ہے کہ ان میں تفاضل ربوا ہے حدیث کے یہ الفاظ یہ ہیں:

"عن عبادة بن الصامت قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل سواء بسواء يدا بيد"

(مشکوۃ ۲۴۴) دار الحدیث

"عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سونا سونے

---

[1] قوله فی شراب أحدكم الشراب هنا يدخل فيه كل المائعات قال تعالى يخرج من بطونها شراب (النحل ۶۹) قلت قد ذكرنا آنفا أن فی رواية أبي داود إذا وقع الذباب فی إناء أحدكم والإناء يكون فيه كل شيء من المأكولات والمشروبات (عمدة القاری ۱۵/۲۰۰)

وموت ما ليس له نفس سائلة فی الماء لا ينجسه كالبق والذباب والزنابير والعقارب ونحوها (هندیۃ ۱/۲۴)

کے بدلے اور چاندی چاندی کے بدلے اور گندم گندم کے بدلے اور جو جو کے بدلے اور کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر سرابر دونوں کا وزن ایک ہو اور ہاتھ در ہاتھ ہو۔"

اب دیکھیں اس حدیث میں صرف چھ چیزوں کا ذکر ہے کہ ان میں ربوا جاری ہوگا فقہاء کرام نے یہاں علت تلاش کی۔ائمہ اربعہ رحمھم اللہ نے مختلف علل پر حکم کا مدار رکھا اور دیگر اشیاء کو اس علت کے مطابق ان اشیاء ستہ پر قیاس کیا۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اشیاء ستہ میں ربوا کی علت قدر مع الجنس کو قرار دیا جیسا کہ ھدایہ میں ہے:

"فالعلة عندنا الكيل مع الجنس او الوزن مع الجنس ويقال القدر مع الجنس وهو اشمل والاصل فيه الحديث المشهور الخ"

(هدايه ۱/۸۱) اسلامی کتب خانه

"پس ہمارے نزدیک علت کیل مع الجنس ہے یا وزن مع الجنس ہے اور کہا جاتا ہے کہ قدر مع الجنس ہے اور یہ تعبیر زیادہ اشمل اور اس میں اصل مشہور حدیث ہے الخ۔"

ان چھ چیزوں میں یہ بات مشترک ہے کہ یہ قدری ہیں یعنی وزن یا کیل ہوتی ہیں اور جنس ایک ہونا تو ان چھ میں خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمادیا لہذا جو بھی چیزیں قدری ہوں یعنی ان کا وزن یا کیل ہوتا ہو اور وہ اپنی ہم جنس کے ساتھ فرخت ہو رہی ہوں تو ان میں تفاضل ربا ہوگا لہذا اس سے ہمیں دیگر تمام اشیاء کا حکم معلوم ہوسکتا ہے مثلاً چاول ،لوہا وغیرہ الی آخرہ بے شمار چیزیں ہیں۔فقہاء کرام رحمھم اللہ اس طرح قیاس کرتے ہیں اور قیاس کے بعد وہ مقیس اشیاء بھی منصوص کہلاتی ہیں۔یہاں یہ سوال نہیں کیا جاتا کہ دور نبوی میں تو چاول چاول کے مقابلے میں بکتا ہوگا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں بیان نہ فرمایا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کلی حدیث بیان فرمادیتے تھے پھر بقیہ اشیاء کا حکم اس حدیث میں موجود علت کے مطابق قیاس کرلیا جاتا تھا اور یہی مفطرات کے باب میں ناک سے متعلق حدیث بیان کرکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اسی طرح مفطراتِ صوم کے باب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناک کا ذکر فرمادیا نیز دوسری حدیث میں "الصوم مادخل ولیس مما خرج" کا اصول بھی بیان فرمادیا، گویا دخول کی معتبر صورت کو "الا ان تکون صائما" ناک سے متعلق حدیث نے متعین کردیا اور ناک کی ہیئت وخلقت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ہر وہ سوراخ جس میں بلاتکلف انگلی وغیرہ چلی جائے وہ منفذ معتبر ہے، لہذا بقیہ منافذ ناک پر قیاس کرلیے جائیں اوران منافذ معتبرہ سے داخل ہونے والی شئ "الصوم مادخل" کی وجہ سے مفطر صوم ہوگی گویا تمام منافذ کا ثبوت نص سے ہی ہوگا، نیز دیگر منافذ سے متعلق بعض نصوص خود بھی موجود ہیں اور مسام سے متعلق تو صریح اور صحیح احادیث کتب میں مروی ہیں جو کہ اپنے مقام پر آجائیں گی۔

"الا ان تکون صائما" سے تمام منافذ کا ثبوت

ناک سے متعلق اس حدیث "الا ان تکون صائماً" سے دیگر منافذ معتادہ اور غیر معتادہ کا اثبات مشاہیر فقہاء اور اصحابِ کتب نے کیا ہے بلکہ امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے تو اولاً اس حدیث سے جائفہ اور آمّۃ زخم سے جانے والی دواء کا مفطر ہونا ثابت کیا ہے اور اس کے بعد مذکورہ حدیث کو مفطرات ومنافذ کے باب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اصل اور بنیادی ماخذ قرار دیا ہے۔ امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وأما السعوط والدواء الواصل بالجائفة أو الآمة فالأصل فيه حديث

لقيط بن صبرة عن النبي صلى الله عليه وسلم: {بالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائما} فأمره بالمبالغة في الاستنشاق ونهاه عنها لأجل الصوم، فدل ذلك على أن ما وصل بالاستنشاق إلى الحلق أو إلى الدماغ أنه يفطر، لولا ذلك لما كان لنهيه عنها لأجل الصوم معنى مع أمره بها في غير الصوم.

وصار ذلك أصلا عند أبي حنيفة في إيجاب القضاء في كل ما وصل إلى الجوف واستقر فيه مما يستطاع الامتناع منه، سواء كان وصوله من مجرى الطعام والشراب أو من مخارق البدن التي هي خلقة في بنية الإنسان، أو من غيرها؛ لأن المعنى في الجميع وصوله إلى الجوف واستقراره فيه مع إمكان الامتناع منه في العادة، ولا يلزم على ذلك الذباب والدخان والغبار يدخل حلقه؛ لأن جميع ذلك لا يستطاع الامتناع منه في العادة، ولا يمكن التحفظ منه بإطباق الفم. فإن قيل: فإن أبا حنيفة لا يوجب بالإفطار في الإحليل القضاء. قيل له: إنما لم يوجبه؛ لأنه كان عنده أنه لا يصل إلى المثانة؛ وقد روي ذلك عنه منصوصا، وهذا يدل على أن عنده إن وصل إلى المثانة أفطر. وأما أبو يوسف ومحمد فإنهما اعتبرا وصوله إلى الجوف من مخارق البدن التي هي خلقة في بنية الإنسان."

أحكام القرآن للجصاص (۱/۱۹۱ دار الكتب العربی)

''جہاں تک تعلق ہے ناک سے دواء ڈالنے اور اس دواء کا جو پیٹ یا سر کے زخم پر لگائی جائے تو اسمیں اصل لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو

انہوں نے آپ ﷺ سے نقل فرمائی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا (وضو میں) ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزے سے ہو] پس آپ ﷺ نے استنشاق میں مبالغہ کا حکم فرمایا اور اس مبالغہ سے روزے کی وجہ سے منع فرمایا پس یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ استنشاق کی وجہ سے حلق یا دماغ تک جو چیز پہنچ جائے وہ مفطر ہو گی اگر ایسا نہ ہو تو آپ ﷺ کے روزے کی حالت میں مبالغہ سے منع کا کوئی معنی (یعنی فائدہ) نہیں حالانکہ غیر روزے کی حالت میں مبالغہ کا حکم آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔

اور یہ (حدیث) اصل بن گئی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر اس چیز سے متعلق جو جوف تک پہنچ جائے اور استقرار پکڑ لے اور اس سے باز رہنا ممکن ہو ایسی ہر چیز سے روزہ ٹوٹ جائے گا چاہے اسکا پہنچنا کھانے پینے کے راستے سے ہو یا بدن کے ان سوراخوں سے ہو جو خلقۃً انسان کے جسم میں ہیں یا غیر خلقی ہوں (یعنی زخم وغیرہ کے سوراخ جو خلقۃً نہیں ہوتے) کیونکہ ان سب میں مشترکہ معنی (یعنی علت قیاس علی الانف) یہ ہے کہ وہ چیز جوف میں پہنچ کر استقرار پکڑ رہی ہے جبکہ عادۃً اس سے باز رہنا ممکن ہے۔ اور اس پر یہ اشکال لازم نہیں آئے گا کہ مکھی، دھواں اور غبار حلق میں داخل ہو جائے (تو روزہ نہیں ٹوٹتا) کیونکہ ان سب سے احتراز کرنا عادۃً ممکن نہیں اور ان سے (ہر وقت) حفاظت کرنا منہ بند کر کے ممکن نہیں۔

اگر یہ اشکال کیا جائے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ احلیل میں روزہ کو فاسد قرار دے کر قضاء واجب نہیں قرار دیتے تو اسکا جواب یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ قضاء واجب قرار نہیں دیتے کیونکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ داخل مثانہ

تک نہیں پہنچتا اور یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منصوص طور پر نقل ہے اور یہ بات اس پر بھی دلالت کرتی ہے اگر یہ مثانہ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور جہاں تک تعلق ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ دونوں اعتبار کرتے ہیں اس بات کا کہ یہ جسم کے ایسے سوراخ جو خلقۃً ہے سے اندر پہنچ گیا (لہذا احلیل بھی مفسد ہے)"

دیکھیں امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے کس طرح "الا ان تکون صائما" سے تمام منافذ کو ثابت کیا ہے چاہے وہ منافذ خلقۃً انسان کے جسم میں ہوں جیسے منہ، ناک، کان، مقعد، فرج، قُبل وغیرہ یا خلقۃً نہ ہوں بلکہ عارضی ہوں جیسے جائفۃ، آمۃ وغیرہ زخم ان سب کو امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے "الا ان تکون صائماً" سے ثابت کیا ہے اور حدیث مذکور کو اس باب میں اصل نص کی حیثیت دی ہے اور یہی ہمارا مستدل و منہج ہے۔ اسکے بعد امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے قے کے مسئلے میں جن صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس سے متعلق بہت عمدہ بحث فرمائی ہے اور "الافطار مما دخل ولیس مما خرج" کے نص سے مفطرات کے بنیادی اصول کا استنباط کیا ہے اور ذکر فرمایا ہے کہ قے اگرچہ بفعلہ اور بقصدہ ہو لیکن روزہ نہیں ٹوٹنا چاہیئے کیونکہ حدیث مذکور میں مما دخل عام ہے اور مما خرج کا ناقضِ صوم نہ ہونا بھی عام ہے لیکن قے میں ہم نے جن صورتوں کو ناقض صوم قرار دیا ہے وہ خلافِ قیاس دیگر صریح نصوص کی بناء پر ہے لہذا یہاں ہم نے نص کے سامنے قیاس ترک کر دیا ہے۔ نیز حجامہ لگوانے سے متعلق بھی "الافطار مما دخل ولیس مما خرج" کے نص کو اصل قرار دیا ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹے گا امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وأما وجه إيجاب القضاء على من استقاء عمدا دون من ذرعه القيء،

فإن القياس أن لا يفطره الاستقاء عمدا ، لأن الفطر في الأصل هو من الأكل ، وما جرى مجراه من الجماع كما قال ابن عباس " إنه لايفطره الاستقاء عمدا ؛ لأن الإفطار مما يدخل ، وليس مما يخرج " والوضوء مما يخرج ، وليس مما يدخل ، وكسائر الأشياء الخارجة من البدن لا يوجب الإفطار بالاتفاق ، فكان خروج القيء بمثابتها وإن كان من فعله ، إلا أنهم تركوا القياس للأثر الثابت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في ذلك ولاحظ للنظر مع الأثر والأثر الثابت هو حديث عيسى بن يونس ، عن هشام بن حسان ، عن محمد بن سيرين ، عن أبي هريرة ، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم : { من ذرعه القيء لم يفطر ولا قضاء عليه ، ومن استقاء عمدا فعليه القضاء } ---------(وقال الامام الجصاص رحمه الله ۱/۱۹۳)وأما الحجامة فإنما قالوا : إنها لا تفطر الصائم ؛ لأن الأصل أن الخارج من البدن لا يوجب الإفطار ، كالبول والغائط والعرق واللبن ولذلك لو جرح إنسان أو افتصد لم يفطره ، فكانت الحجامة قياس ذلك ؛ ولأنه لما ثبت أن الإمساك عن كل شيء ليس من الصوم الشرعي ، لم يجز لنا أن نلحق به إلا ما ورد به التوقيف أو اتفقت الأمة عليه .وقد ورد بإباحة الحجامة للصائم آثار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔"

أحكام القرآن للجصاص (۱/۱۹۳ دار الكتب العربی)

''جو شخص عمداً قے کرے نہ یہ کہ اسے خود قے آئے اس پر قضاء واجب ہونے کی وجہ (یہ ہے کہ) یہاں قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ روزہ نہ ٹوٹے اس کا جو عمداً قے کرے کیونکہ فطر تو کچھ کھانے سے آتا ہے اور جو جماع وغیرہ اسکے قائم

مقام ہیں ان سے آتا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا ''عمداً قے کرنا روزہ نہیں توڑے گا کیونکہ روزہ داخل ہونے والی شئ سے ٹوٹتا ہے نکلنے والی سے نہیں'' اور وضو ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے جو باہر نکلیں نہ ان سے جو داخل ہوں اور تمام وہ اشیاء جو بدن سے نکلیں وہ بالاتفاق روزہ نہیں توڑتیں پس قے کا نکلنا اسی درجے میں ہے اگرچہ اسکے فعل سے ہو مگر یہ کہ انہوں نے (یعنی حنفیہ نے) قیاس کو یہاں ترک کر دیا اس حدیث کی وجہ سے جو آپ ﷺ سے ثابت ہے اس بارے میں اور انہوں نے اثر پر نظر کا لحاظ کیا اور وہ ثابت حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے وہ آپ ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ جسے قے خود آجائے اسکا روزہ نہیں ٹوٹا اور اس پر قضاء نہیں اور جو عمداً قے کرے اس پر قضاء ہے۔۔۔اور جہاں تک تعلق ہے پچھنہ کا تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اصل یہ ہے کہ بدن سے نکلنے والی شئ مفطر نہیں جیسا کہ پیشاب، فضلہ، پسینہ اور دودھ اسی وجہ سے اگر ایک انسان زخمی ہو جائے یا رگ کھل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا پس پچھنہ بھی اس پر قیاس ہوگا اور یہ وجہ بھی ہے جب ثابت ہوگیا کہ ہر چیز سے رکے رہنا شرعی روزہ نہیں تو ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم اسکے ساتھ لاحق کریں مگر وہ چیز جو توقیفی ہو یا امت کا اس پر اجماع ہو جائے اور تحقیق یہ ہے کہ روزے دار کے لئے پچھنہ لگوانے کی اجازت میں آپ ﷺ سے مختلف آثار منقول ہیں۔''

اسکے علاوہ علامہ کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''بدائع الصنائع'' میں لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث "الا ان تکون صائما" سے ناک، کان اور مقعد کو ثابت فرمایا ہے یعنی

کان میں دواء ڈالنا اور مقعد میں حقنہ کرانا مفطر قرار دیا ہے اور حدیث مذکور کو مستدل بنایا ہے فرماتے ہیں:

" وما وصل إلى الجوف أو إلى الدماغ من المخارق الأصلية كالأنف والأذن والدبر بأن استعط أو احتقن أو أقطر في أذنه فوصل إلى الجوف أو إلى الدماغ فسد صومه أما إذا وصل إلى الجوف فلا شك فيه لوجود الأكل من حيث الصورة وكذا إذا وصل إلى الدماغ لأن له منفذا إلى الجوف فكان بمنزلة زاوية من زوايا الجوف وقد روي عن النبي أنه قال للقيط بن صبرة بالغ في المضمضة والاستنشاق إلا أن تكون صائما ومعلوم أن استثناءه حالة الصوم للاحتراز عن فساد الصوم وإلا لم يكن للاستثناء معنى" بدائع الصنائع (۲/۲۴۳) المكتبة الرشيدية

''اور جو چیز جوف تک پہنچ جائے یا دماغ تک پہنچ جائے مخارق اصلیہ سے جیسا کہ ناک، کان اور مقعد کہ وہ ناک سے دواء ڈالے یا حقنہ کرائے یا کان میں قطرات ڈالے اور وہ جوف تک پہنچ جائے یا دماغ تک پہنچ جائے تو اسکا روزہ ٹوٹ گیا جب جوف تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹنے میں کوئی شک نہیں کیونکہ صورۃً اکل پایا گیا اور اسی طرح جب دماغ تک پہنچ جائے کیونکہ اسکا جوف تک منفذ ہے پس یہ جوف کے حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزے سے ہو اور یہ بات معلوم ہے کہ روزے کی حالت میں اسکا استثناء روزہ ٹوٹنے سے بچنے کیلئے ہے ورنہ استثناء کا کوئی معنی نہیں۔''

امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مبسوط سرخسی میں اس حدیث "الا ان تکون صائماً" سے استدلال فرمایا ہے اور ناک سے پانی جانے کو مفسد قرار دیا ہے وہ فرماتے ہیں:

"ولنا: ماروي أن النبي صلى الله عليه وسلم قال للقيط بن صبرة: "بالغ في المضمضة والاستنشاق إلا أن تكون صائما". فالنهي عن المبالغة التي فيها كمال السنة عند الصوم دليل على أن دخول الماء في حلقه مفسد لصومه ولأن ركن الصوم قد انعدم مع عذر الخطأ وأداء العبادة بدون ركنها لا يتصور وهكذا القياس في الناسي "المبسوط للسرخسي (٦٦/٣)

"اور ہماری دلیل وہ روایت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ سے فرمایا مضمضہ اور استنشاق میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزے سے ہو پس مبالغہ سے منع کرنا جو کہ سنت کا اصل کمال ہے روزے کی حالت میں یہ بات اس پر دلیل ہے کہ حلق میں پانی کا داخل ہونا اسکے روزے کو توڑ دے گا اور اسلئے کہ روزے کا رکن معدوم ہوگیا خطاء کے عذر کے ساتھ اور عبادت کا اداء کرنا بغیر رکن کے متصور نہیں اور یہی ناسی میں قیاس ہے۔"

اسکے علاوہ عون المعبود[1] میں علامہ شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی

---

[1] (باب الصائم يصب عليه الماء من العطش ويبالغ في الاستنشاق) (بالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائما) قال الخطابي فيه من الفقه ان وصل الماء إلى موضع الدماغ يفطر الصائم إذا كان ذلك بفعله وعلى قياس ذلك كل ما وصل إلى جوفه بفعله من حقنة وغيرها سواء كان ذلك في موضع الطعام والغذاء أو في غيره من حشو جوفه وقد يستدل به من يوجب الاستنشاق في الطهارة قالوا ولولا وجوبه لكان يطرحه عن الصائم أصلا احتياطا على صومه فلما لم يفعل دل ذلك على أنه واجب لا يجوز تركه وإلى هذا ذهب إسحاق بن راهويه انتهى وقال الترمذي حسن صحيح (عون المعبود ۱۱۰۲) دار ابن حزم

۱۳۲۹ھ) نے امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۸۸ھ) کی معالم السنن میں موجود عبارت ذکر کی ہے نیز تحفۃ الاحوذی[1] میں علامہ عبد الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۱۷ھ) نے بھی اسے ذکر کیا ہے، جس میں انہوں نے سنن ابی داؤد میں موجود لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث "الا ان تکون صائماً" سے دیگر منافذ کا اثبات کیا ہے امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ معالم السنن شرح سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں:

باب الاستنشاق للصائم

"قال أبو داود: حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا يحيى بن سليم عن إسماعيل بن كثير عن عاصم بن لقيط بن صبرة عن أبيه لقيط بن صبرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائماً.

فيه من الفقه أن وصول الماء إلى موضع الدماغ يفطر الصائم إذا كان بفعله وعلى قياس ذلك كل ما وصل إلى جوفه بفعله من حقنة وغيرها سواء كان ذلك في موضع الطعام والغذاء أو في غيره من حشو جوفه۔"

معالم السنن (۱۰۸/۲) مطبع راغب الطباخ

''امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔۔۔لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا استنشاق میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم

---

[1] (ورأوا أن ذلك) أي السعوط (يفطره) من التفطير أي يجعل الصائم مفطرا ويفسد صومه (وفي الحديث ما يقوى قولهم) قال الخطابي في الحديث من الفقه إن وصل الماء إلى الدماغ يفطر الصائم إذا كان ذلك بفعله وعلى قياس ذلك كل ما وصل إلى جوفه بفعله من حقنة وغيرها سواء كان ذلك في موضع الطعام والغذاء أو في غيره من حشو جوفه انتهى (تحفۃ الاحوذی ۶۷/۲) المكتبة الفاروقية ملتان

روزے سے ہو اس میں فقہ یہ ہے کہ پانی کا دماغ کے مقام تک پہنچنا روزہ توڑ دے گا جبکہ اسکے فعل سے ہو اور اسی پر قیاس کرتے ہوئے ہر وہ چیز جو اسکے جوف تک پہنچ جائے اسکے فعل سے حقنہ وغیرہ چاہے وہ موضع طعام وغذا میں ہو یا اسکے علاوہ حشواتِ جوف میں ہو۔"

امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "مختصر اختلاف العلماء للطحاوی" میں "الا ان تکون صائماً" سے استدلال کیا ہے، فرماتے ہیں:

"(في الصائم يتمضمض فيدخل الماء حلقه)قال أصحابنا والثوري إذاكان ذاكرا لصومه فعليه القضاء وإن كان ناسيا فلا قضاء عليه------ قال أبو جعفر حديث لقيط بن صبرة عن النبي صلى الله عليه وسلم بالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائما يدل على أنه يفطر فلولا ذلك لما منع منها لأجل الصوم وإن لم يفرق بين النافلة والفرض"

مختصر اختلاف العلماء للطحاوي (۱۳/۲) دار البشائر الاسلامية

"(روزے دار کلی کرے اور پانی اسکے حلق میں داخل ہو جائے) ہمارے اصحاب اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب روزہ اسے یاد ہو تو اس پر قضاء ہے اور اگر بھولا ہوا ہو تو اس پر قضاء نہیں۔۔۔ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ استنشاق میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزے سے ہو یہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ اسکا روزہ ٹوٹ جائے گا اگر ایسا نہ ہوتا تو روزے کی وجہ سے اس سے منع نہیں فرماتے نفل اور فرض میں کوئی فرق نہیں فرمایا۔"

دیگر مذاہب میں "الاان تکون صائما" سے تمام منافذ کا ثبوت

ہم نے گزشتہ صفحات میں ذکر کیا ہے کہ منافذ کا مسئلہ ائمہ اربعہ کے درمیان متفق علیہ ہے حنفیہ کی طرح دیگر مذاہب کے فقہاء نے بھی "الافطار مما دخل" اور "الا ان تکون صائماً" حدیث کو اس باب میں اصل قرار دیا ہے ہم یہاں چند حوالے نقل کرتے ہیں ۔شوافع میں سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۶ھ) اور امام شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۷۶ھ) نے "المجموع شرح المہذب" میں "الا ان تکون صائماً" حدیث کو ناک ،کان ،مقعد، جائفہ، آمۃ اور نیزہ مارنے والے مسئلے میں مستدل قرار دیا ہے اور مقعد میں تصریح فرمائی ہے کہ جب ناک سے دماغ میں پہنچنے سے حدیث مذکور کی بنیاد پر روزہ ٹوٹ رہا ہے تو مقعد میں حقنہ سے بدرجہ اولیٰ روزہ ٹوٹے گا، مجموع شرح مہذب کی عبارت یہ ہے:

"قال المصنف رحمه الله : وان استعط أو صب الماء في اذنه فوصل الي دماغه بطل صومه لما روى لقيط بن صبرة رضى الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال " إذا استنشقت فابلغ الوضوء الا أن تكون صائما " فدل على أنه إذا وصل إلى الدماغ شئ بطل صومه ولان الدماغ أحد الجوفين فبطل الصوم بالواصل إليه كالبطن وان احتقن بطل صومه لانه إذا بطل بما يصل إلى الدماغ بالسعوط فلان يبطل بما يصل إلى الجوف بالحقنة أولى وان كان به جائفة أو آمة فداواها فوصل الدواء الي جوفه أوإلى الدماغ أوطعن نفسه أوطعنه غيره باذنه

فوصلت الطعنة الي جوفه بطل صومه لماذكرنا في السعوط والحقنة۔

{ الشرح } حديث لقيط صحيح رواه أبو داود والترمذي والنسائي وغيرهم ولفظهم عن لقيط " قال قلت يارسول الله أخبرني عن الوضوء قال أسبغ الوضوء وخلل بين الاصابع وبالغ في الاستنشاق الا أن تكون صائما" قال الترمذي هو حديث حسن صحيح "

المجموع شرح المهذب (۳۲۰/۶) دار الفكر

''مصنف نے فرمایا: اور اگر ناک سے دواء ڈالے یا کان میں پانی ڈالے اور وہ دماغ تک پہنچ جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''جب تم وضو میں ناک میں پانی ڈالو تو مبالغہ کرو مگر یہ کہ روزے سے ہو'' پس یہ دلالت کرتا ہے کہ چیز جب دماغ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور کیونکہ دماغ دو میں سے ایک جوف ہے پس اس تک پہنچنے والی چیز سے روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ پیٹ میں اور اگر وہ حقنہ لے تو اسکا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ جب سعوط کے ذریعے دماغ تک پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو حقنہ کے ذریعے جوف (معدہ) تک پہنچنے سے تو بدرجہ اولیٰ ٹوٹے گا اور اگر اسکے پیٹ یا دماغ میں زخم ہو پس اس نے دواء لگائی پس دواء اس کے جوف یا دماغ تک پہنچ گئی یا اس نے اپنے آپ کو نیزہ مارا یا غیر نے اسکی اجازت سے اسے نیزہ مارا اور وہ نیزہ اسکے جوف تک پہنچ گیا تو اسکا روزہ ٹوٹ گیا جیسا کہ ہم نے سعوط اور حقنہ میں ذکر کیا۔

(الشرح) حضرت لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے ابو داؤد، ترمذی اور نسائی وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں لقیط سے

مروی ہے فرمایا میں نے آپ ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول مجھے وضو کے بارے میں بتائیں آپ ﷺ نے فرمایا وضو مکمل کرو اور انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور استنشاق میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزے سے ہو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔''

شوافع میں سے امام شمس الدین محمد بن ابی العباس الرملی رحمۃ اللہ علیہ المعروف بالشافعی الصغیر (المتوفی ۱۰۰۴ھ) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی منہاج الطالبین کی شرح ''نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج'' میں فرماتے ہیں:

"(و) الإمساك (عن وصول العين) وإن قلت كسمسمة أو لم تؤكل كحصاة (إلى ما يسمى جوفا) مع العمد والعلم بالتحريم والاختيار إجماعا في الأكل والشرب ولما صح من خبر { بالغ في المضمضة والاستنشاق إلا أن تكون صائما } وقيس بذلك بقية ما يأتي .وصح عن ابن عباس إنما الفطر مما دخل وليس مما خرج أي الأصل ذلك"

نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج (۱۶۶/۳) دار الكتب العلمية

''(اور) رکنا (چیز کے پہنچنے سے) اگرچہ تل کے مثل ہو یا نہ کھائی جاتی ہو جیسے کنکری (ایسے مقام تک جسے جوف کہا جاتا ہو) قصداً ہو اور تحریم کا علم ہو اور اختیار ہو اس پر اجماع ہے اکل وشرب میں اور آپ ﷺ سے صحیح حدیث ہے کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزے سے ہو اور اسی پر بقیہ کو قیاس کیا گیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح حدیث نقل ہے کہ روزہ داخل ہونے سے ٹوٹتا ہے نہ کہ نکلنے سے یعنی یہ اصل ہے۔''

علامہ رملی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام منافذ غیر معتادہ کو ناک سے متعلق حدیث پر قیاس کیا ہے۔

حنابلہ میں سے منصور بن یونس البھوتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۱ھ) ''کشاف القناع عن متن الاقناع'' میں "الا ان تکون صائما" حدیث سے منافذ پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"(أو استعط) في أنفه (بدهن أو غيره فوصل إلى حلقه أو دماغه). وفي الكافي: أو خياشيمه فسد صومه {لنهيه صلى الله عليه وسلم الصائم عن المبالغة في الاستنشاق}؛ ولأن الدماغ جوف والواصل إليه يغذيه فيفطر كجوف البدن ------ (أو احتقن) في دبره فسد صومه؛ لأنه يصل إلى الجوف؛ ولأن غير المعتاد كالمعتاد في الواصل ولأنه أبلغ وأولى من الاستعاط (أو داوى الجائفة أو جرحا بما يصل إلى جوفه)؛ لأنه أوصل إلى جوفه شيئا باختياره فأشبه ما لو أكل"

كشاف القناع عن متن الإقناع (۳۱۸/۲) عالم الكتب بيروت

''(یا وہ ڈالے) ناک میں (تیل وغیرہ اور وہ اسکے حلق یا دماغ تک پہنچ جائے) اور کافی میں ہے یا اسکی ناک کی جڑوں تک پہنچ جائے تو اسکا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استنشاق میں مبالغہ سے منع فرمایا اور اس لئے کہ دماغ جوف ہے اور جو چیز اس تک پہنچ جائے وہ اسے تغذی دیتی ہے پس روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ جوف بدن میں ہوتا ہے ---- (یا حقنہ کرائے) اپنے مقعد میں تو اسکا روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ یہ جوف تک پہنچ جاتا ہے اور اس لئے کہ غیر معتاد و معتاد کی طرح ہے پہنچنے والے میں اور اس لئے بھی کہ یہ حقنہ زیادہ پہنچنے والا اور اولی ہے ناک میں دواء ڈالنے سے (یا

پیٹ کے زخم یا ایسا زخم جو جوف تک پہنچا ہو پر دواء لگانا) کیونکہ اس نے اپنے جوف تک چیز پہنچادی اپنے اختیار سے یہ اکل کے مشابہ ہے۔"

نیز حنابلہ کے شیخ الاسلام امام موفق الدین عبد اللہ بن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۰ھ) جن کے بارے میں ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ما دخل الشام بعد الاوزاعی افقه من الشیخ الموفق"(ترجمه شیخ الاسلام الموفق، العدة شرح العمدة ص ۷) یہ موفق الدین المقدسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الکافی فی فقہ الامام احمد بن حنبل" میں فرماتے ہیں:

"باب مایفسد الصوم ومایوجب الکفارة

وإن استعط أفسد صومه لقول النبي صلى الله عليه وسلم للقيط بن صبرة :[وبالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائما] رواه أبو داود وهذا يدل على أنه يفسد الصوم إذا بالغ فيه بحيث يدخل إلى خياشيمه وإن أوصل إلى جوفه شيئا من أي موضع كان أو إلى دماغه مثل ان احتقن أو داوى جائفة بما يصل جوفه أو طعن نفسه أو طعنه غيره بإذنه بما يصل جوفه أو قطر في أذنيه فوصل إلى دماغه أو داوى مأمومة بما يصل إليه أفطر لأنه إذا بطل بالسعوط دل على أنه يبطل بكل واصل من كل موضع كان ولأن الدماغ أحد الجوفين فأبطل الصوم مايصل إليه كالآخر"

الكافي في فقه ابن حنبل (۱/۴۴۰)، دار الكتب العلمية

"اگر ناک سے دواء لی تو اپنا روزہ توڑ دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے حضرت لقیط بن صبرۃ رضی اللہ عنہ سے [استنشاق میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزے سے ہو] ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا ہے یہ دلالت کرتا ہے کہ

روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب وہ اس میں مبالغہ کرے اس طور پر کہ وہ اسکی ناک کی جڑوں میں داخل ہو جائے اور اگر وہ اپنے جوف میں داخل کر دے کوئی چیز کسی بھی مقام سے یا دماغ میں داخل کر دے مثلاً حقنہ لے یا پیٹ کے زخم پر دواء لگائے جو اسکے جوف تک پہنچ جائے یا اپنے کو نیزہ مارے یا دوسرا اسکی اجازت سے اسے نیزہ مارے جو اسکے جوف تک پہنچ جائیں یا کان میں قطرات ڈالے اور وہ اسکے دماغ تک پہنچ جائے یا سر کے زخم پر دواء لگائے جو دماغ تک پہنچ جائے تو اسکا روزہ ٹوٹ گیا کیونکہ جب ناک میں دواء ڈالنے سے روزہ ٹوٹ گیا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے گا ہر پہنچنے والی چیز سے ہر مقام سے اور اسلئے کہ دماغ دو میں سے ایک جوف ہے پس روزہ ٹوٹ جائے گا جو چیز اس تک پہنچ جائے دوسرے جوف کی طرح۔"

دیکھیں شیخ الاسلام المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے کس طرح "الا ان تکون صائماً" سے تمام منافذ کو ثابت فرمایا ہے بالخصوص ان کے یہ الفاظ "لانه اذا بطل بالسعوط دل علی انه یبطل بکل واصل من کل موضع کان" اسی لئے بندہ کا یہ موقف ہے کہ منافذ اور مفطرات کا پورا باب منصوص ہے اس سے متعلق یہ کہنا کہ "اس کا فقہ سے تعلق نہیں اور اس میں اطباء کے متفق علیہ قول کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا جبکہ قرآن وسنت کے نصوص سرے سے موجود نہ ہوں اور فقہاء کے اقوال خود محتمل ہوں" یہ بات فقہ کو غیر یقینی بنانے کی جسارت ہے اطباء کے متفق علیہ اقوال کو مستدل بنانا محل نظر ہے۔ ہم نے ائمہ اربعہ کا تمام منافذ میں اتفاق اور "الا ان تکون صائماً" سے تمام منافذ کے اثبات پر استدلال ذکر کیا شوافع اور حنابلہ کی کتب کے حوالے آئے۔ حنابلہ کے ہی ایک اور فقیہ امام بہاؤالدین عبدالرحمن بن ابراہیم المقدسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۲۴ھ) اپنی کتاب "العدۃ شرح العمدۃ"

میں فرماتے ہیں:

"مسألة: "إن استعط فسد صومه لقوله للقيط بن صبرة: "بالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائما" وهذا يدل على أنه يفسد الصوم إذا بالغ فيه بحيث يصل إلى خياشيمه.

مسألة: "وإن أوصل إلى جوفه شيئا من أي موضع كان" مثل إن احتقن أو داوى جائفة أو طعن نفسه أو طعنه غيره بإذنه أو أوصل إلى دماغه شيئا مثل إن قطر في أذنيه أو داوى مأمومة فوصل إلى دماغه فسد صومه؛ لأنه إذا فسد بالسعوط دل على أنه يفسد بكل واصل من أي موضع كان، ولأن الدماغ أحد الجوفين فأفسد الصوم بما يصل إليه كالأخرى۔"

العدة شرح العمدة (۱۶۷) دار الحديث القاهرة

''مسالۃ:''اگر وہ ناک میں دواء ڈالے تو اسکا روزہ ٹوٹ گیا آپ ﷺ کے حضرت لقیط رضی اللہ عنہ کو ارشاد کی وجہ سے''استنشاق میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزہ سے ہو''اور یہ دلالت کرتا ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے گا جب وہ اس میں مبالغہ کرے گا اس طور پر کہ ناک کی جڑوں تک پہنچ جائے۔

مسالۃ:''اور اگر اس نے پہنچا دی اپنے جوف تک کوئی چیز کسی بھی جگہ سے''مثلاً حقنہ لیا یا پیٹ کے زخم پر دواء لگائی یا اپنے کو نیزہ مارا یا دوسرے نے اسکی اجازت سے اسے نیزہ مارا یا اپنے دماغ تک اس نے کوئی چیز پہنچا دی مثلاً کان میں قطرے ڈالے یا سر کے زخم پر دواء لگائی اور وہ اسکے دماغ تک پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ جب ناک میں دواء ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ روزہ ٹوٹ جائے گا ہر

پہنچنے والی چیز سے کسی بھی مقام سے ہو اور اس لئے کہ دماغ دو میں سے ایک جوف ہے پس روزہ ٹوٹ جائے گا جو چیز اس تک پہنچ جائے اس سے جیسا کہ دوسرے جوف میں ہوتا ہے۔"

دیکھیں یہ ہے فقہاء کا استدلال اور اس باب میں موجود نصوص، یہ فقہ حنفی کا مسئلہ نہیں بلکہ تمام فقہاء کا ان مسائل پر اجماع اور طریقہ استدلال میں بھی اشتراک ہے۔ شوافع تو پستان اور راجح قول کے مطابق احلیل میں بھی فسادِ صوم کے قائل ہیں اور "الافطار مما دخل" کے نص کو بالکل عام کرتے ہیں جبکہ حنفیہ کے نزدیک "الافطار مما دخل" عام نہیں بلکہ "الا ان تکون صائماً" نص سے خاص ہے وہ اس طرح کے ناک پر جو منافذ قیاس ہوں گے صرف وہی مفطر ہوں گے اور بندہ نے انف کی تعریف کر دی کہ ایسا سوراخ جس میں بلا تکلف انگلی وغیرہ جا سکے، بندہ نے انف کی تعریف جو متعین کی ہے وہ فقہاء کے جزئیات اور منافذ اور آنکھ، ذکر اور پستان میں روزہ نہ ٹوٹنے کی صراحتوں کو دیکھ کر کی ہے اگر "الا ان تکون صائماً" میں انف کو مقیس علیہ اور معلول بنا لیں تو ہمیں کسی جگہ صریح نص کی ضرورت ہی نہیں رہتی آنکھ میں سرمہ لگانے کا نص نہ بھی ہوتا لیکن انف کی تعریف صادق نہیں آتی تو مفطر نہیں احلیل اور پستان میں نص نہیں اور انف کی تعریف صادق نہیں آتی لہذا مفطر نہیں امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر نے انف پر دیگر منافذ کو قیاس کیا ہے لیکن یہ تفصیل اور علت کہ ایسا سوراخ جس میں کوئی چیز بلا تکلف داخل ہو سکے بیان نہیں کی بندہ نے یہ عنوان مکمل واضح کر دیا لہذا تمام منافذ، مسام اور مخارج منصوص ہیں۔

(۳)منفذ کان

کان بھی منفذ ہے اور اس میں منفذ کی مذکورہ تعریف صادق آتی ہے کہ اس میں ایسا سوراخ ہے جس سے بلاتکلف انگلی اندر جاسکتی ہے، لہذا کان میں دواء وغیرہ ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا ۔کان سے متعلق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث بھی نقل فرمائی ہے:

قال ابن وهب، وأخبرني الحارث بن نبهان عن يزيد بن أبي خالد عن أيوب عن أنس بن مالك: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكره الكحل للصائم وكره له السعوط أو شيئا يصبه في أذنيه

(المدونة الكبرى ۱/۲۶۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کیلئے سرمہ کو مکروہ نہیں فرمایا اور ناک میں دواء ڈالنے اور ایسی چیز جو کان میں ڈالی جائے انہیں مکروہ قرار دیا ہے۔

اس حدیث پر اگرچہ کلام ہے اور یہ ضعیف ومنکر ہے اسے ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطے سے مرفوعاً نقل کیا ہے اور ''المدونۃ الکبریٰ'' میں موجود ہے اس میں سعوط کا بھی ذکر ہے گویا یہ حدیث "الا ان تکون صائما" والی صحیح حدیث سے ثابت منفذ انف پر قیاس ہونے والے منفذ کان کیلئے مؤید ہے اس حدیث سے ہمارا مقصود صرف تائید ہے اس پر مسئلہ کا مدار نہیں۔اسی طرح مصنف ابن شیبہ کے ایک اثر میں اعمش رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق نقل فرماتے ہیں "وکرہ الصب فی الآذان" ترجمہ: اور وہ کان میں کوئی چیز ڈالنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (مصنف ابن ابی

شیبہ ۲/ ۳۰۴)

نیز ھندیہ میں ہے:

ومن احتقن أو استعط أو أقطر في أذنه دهنا أفطر ولا كفارة عليه هكذا في الهداية ولو دخل الدهن بغير صنعه فطره كذا في محيط السرخسي

(هندية ۱/ ۲۰۴)

ترجمہ: اور جو مقعد سے دوائی ڈالے یا کان میں تیل کے قطرے ڈالے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر کفارہ نہیں ایسا ہی ھدایہ میں ہے اور اگر تیل اس کے فعل کے بغیر داخل ہوگیا تو بھی روزہ ٹوٹ گیا ایسا ہی محیط سرخسی میں ہے۔

یعنی تیل یا دواء وغیرہ چاہے قصداً کان میں داخل کرے یا خود ہی اس کے کان میں داخل ہو جائے بہر صورت روزہ ٹوٹ جائے گا۔

کان میں پانی ڈالنے سے متعلق فقہاء کرام رحمہم اللہ کا اختلاف

البتہ کان میں پانی جانے سے متعلق کچھ تفصیل ہے اسے یہاں ذکر کر دینا مناسب ہے تیل اور دواء میں تو اتفاق ہے کہ وہ مفطر ہیں اور ان کا دخول روزے کیلئے مفسد ہوگا پانی سے متعلق اتنا تو اتفاق ہے کہ اگر پانی خود داخل ہو جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ ضرورت اس کی متقاضی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روزے کی حالت میں غسل جنابت کرنا ثابت ہے اور غسل کے وقت کان سے پانی کا اندر چلا جانا ممکن ہی نہیں بلکہ قریب الوقوع ہے، لہذا اسے مفسد قرار دینا حرج سے خالی نہیں چنانچہ پانی کا از خود کان میں دخول مفسد نہ ہوگا البتہ ادخال یعنی قصداً پانی کو اندر داخل کرنا مفسد ہوگا یا نہیں؟ تو اس بارے میں حنفیہ کی آراء مختلف ہیں۔

الجوہرۃ النیرۃ، ملتقی الابحر، تنویر الابصار، در مختار، ھدایہ وغیرہ میں اور ھندیۃ میں محیط سرخسی کے حوالے سے اس کی تصحیح نقل ہے کہ ادخال ماء یعنی پانی داخل کرنے کی صورت میں بھی روزہ فاسد نہ ہوگا۔ ان کتب کی عبارات درج ذیل ہیں:

" وقوله أو أقطر في أذنيه يعني الدواء وأما الماء فإنه لا يفطر لعدم الصورة والمعنى بخلاف الدهن" (الجوہرۃ النیرۃ ۱/۳۴۱)

"ولو اكل او شرب او جامع ناسياً لايفطر وكذا لو نام فاحتلم او اصبح جنبااو صب فی اذنه ماء" (ملتقی الابحر ۱/۲۰۰)

"(أو دخل الماء في أذنه وإن كان بفعله) على المختار" (الدر المختار مع تنوير الابصار ۲/۳۹۶)

"ولو أقطر في أذنيه الماء أو دخلهما لا يفسد صومه لانعدام المعنى والصورة بخلاف ماإذادخله الدهن" (هداية ۱/۲۳۸)

"ولو أقطر في أذنه الماء لا يفسد صومه كذا في الهداية وهو الصحيح هكذافي محيط السرخسي" (هندية ۱/۲۰۴)

کنز الدقائق کے متن میں "اقطر فی اذنه" کے الفاظ مطلق ہیں جو کہ مفطرات کے ذیل میں ذکر ہیں لیکن علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے تبیین الحقائق میں اسے تیل کے ساتھ خاص کر کے فرمایا ہے کہ:

"والمراد بالإقطار في أذنه الدهن وأما إذا أقطر فيها الماء فلا يفطر ذكره في خزانة الأكمل" (تبيين الحقائق ۲/۱۸۲)

ترجمہ: اور کان میں قطرے ڈالنے سے مراد تیل (کے قطرے) ہیں اگر پانی کے قطرے ڈالتا ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا خزانۃ الاکمل میں اس کا ذکر ہے۔

جبکہ خانیۃ، فتح القدیر، مجمع الانھر، بزازیۃ، نورالایضاح اور مراقی الفلاح میں روزہ ٹوٹ جانے کی تصحیح نقل ہے۔ان کی عبارات درج ذیل ہیں:

"وإن صب الماء في أذنه اختلفوا فيه والصحيح هو الفساد لأنه وصل إلى الجوف بفعله فلا يعتبر فيه صلاح البدن"

(خانية على هامش الهندية ۱/۲۰۹)

"فالأولى تفسير الصورة بالإدخال بصنعه كما هو في عبارة الإمام قاضيخان في تعليل ما اختاره من ثبوت الفساد إذا أدخل الماء أذنه"

(فتح القدير ۲/۳۴۲)دار الفكر

"وإن صب الماء في أذنه اختلفوا فيه والصحيح هو الفساد لأنه وصل إلى الجوف بفعله فلا يعتبر فيه صلاح البدن" (مجمع الانهر ۱/۳۶۱)

"وإن صب الماء في أذنه أفسده في الصحيح لوجود الفعل فلا يعتبر صلاح البدن" (الفتاوى البزازية على هامش الهندية ۴/۹۸)

"باب ما يفسد الصوم من غير كفارة وهو سبعة وخمسون شيئا۔۔۔أو أقطر في أذنه دهنا أو ماء في الأصح" (نور الايضاح ۱۴۴)

"(أو أقطر في أذنه دهنا) اتفاقا (أو) أقطر في أذنه (ماء في الأصح) لوصول المفطر دماغه بفعله فلا عبرة بصلاح البدن وعدمه قاله قاضيخان وحققه الكمال وفي المحيط الصحيح أنه لا يفطر لأن الماء يضر الدماغ فانعدم المفطر صورة ومعنى" (مراقى الفلاح المطبوع مع حاشية الطحطاوى على المراقى ۱/۵۵۴)

نیز مبسوط سرخسی میں بھی اسے ہی لیا گیا ہے۔

"والإقطار في الأذن كذلك يفسد لأنه يصل إلى الدماغ والدماغ أحد الجوفين" (المبسوط للسرخسی ۶۷/۳)

اس کے علاوہ مختصر القدوری، کنز الدقائق، شرح الوقایہ، الفقہ النافع اور مبسوط للامام محمد میں "اقطر فی اذنیہ" کے الفاظ عام ہیں جو تیل اور پانی دونوں سے روزہ ٹوٹنے پر دال ہیں۔ ان کتب کی عبارات درج ذیل ہیں:

"ومن احتقن او استعط او اقطر فی اذنہ۔۔۔افطر"

(مختصر القدوری ۷۰)

"وان احتقن او استعط او اقطر فی اذنہ۔۔۔افطر" (کنز الدقائق ۶۹)

"او استعط او اقطر فی اذنہ۔۔۔قضی فقط" (شرح الوقایۃ ۲۴۷/۱)

"من احتقن او استعط او اقطر فی اذنہ ۔۔۔افطر للحدیث الفطر مما یدخل ولانہ اکل معنی فی النفع الواصل الی الباطن بالادخال"

(الفقہ النافع ۳۸۸)

"وقال ابو حنیفة السعوط والحقنة فی شهر رمضان یوجبان القضاء ولا کفارة علیه وکذلک ماأقطر فی أذنه" (مبسوط للامام محمد ۲۱۲/۲)

اسی وجہ سے محیط برہانی میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق صاحب محیط فرماتے ہیں:

"إلا أن محمداً رحمه الله: لم یفصل بینما یتعلق به صلاح البدن، وبینما لایتعلق" (المحیط البرهانی ۳۴۷/۳)

ترجمہ: مگر یہ کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی فرق نہیں کیا (کان میں جانے والی شئی سے متعلق) کہ اس میں بدن کیلئے انتفاع ہو یا نہ ہو۔

محیط برہانی میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مبسوط کی اسی عبارت کی طرف اشارہ ہے جو ہم

نے ذکر کی "و كذلك ما اقطر فی اذنه" کہ اس میں کان میں ڈالے گئے ہر قسم کے قطرات کو مفسد قرار دیا گیا ہے، صلاح بدن ہونے یا نہ ہونے کا کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ محیط کی مکمل عبارت یہ ہے:

"وإذا استعط، أو أقطر في أذنه، إن كان شيئاً يتعلق به صلاح البدن، نحو الدهن والدواء يفسد صومه من غير كفارة، وإن كان شيئاً لا يتعلق به صلاح البدن كالماء قال مشايخنا: ينبغي أن لا يفسد صومه، إلا أن محمداً رحمه الله: لم يفصل بينما يتعلق به صلاح البدن، وبينما لا يتعلق.

ولو اغتسل، فدخل الماء في أذنه لا يفسد صومه، بلا خلاف، وفي الإقطار في الأذن لم يشترط محمد رحمه الله الوصول إلى الدماغ حتى قال مشائخنا: إذا غاب في أذنه كفى ذلك لوجوب القضاء، وبعضهم شرطوا الوصول إلى الدماغ" (المحيط البرهانی ۳/۳۴۷)

نیز اسی بناء پر النھر الفائق میں صاحبِ نھر علامہ قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تائید نقل فرماتے ہیں:

"وذكر قاضی خان ---- ولو صبه اختلفوا والصحيح انه يفسد وهو الموافق لاطلاق "الكتاب" (النهر الفائق ۲/۲۳)

ترجمہ: امام قاضیخان نے ذکر کیا ہے۔۔۔اور اگر کان میں پانی ڈالے تو اس میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ یہ روزہ فاسد کردے گا اور یہ کتاب کے اطلاق کے موافق ہے۔

دیکھیں اس عبارت میں صاحب نھر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کے اطلاق سے امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب (کہ کان میں پانی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے) کی

تائید نقل کررہے ہیں۔اس بحث سے ثابت ہوا کہ اس مسئلہ میں ظاہر الروایۃ اور متون (جو کہ ظاہر الروایۃ پر ہی مشتمل ہوتے ہیں) میں کان میں پانی ڈالنے کی صورت میں روزہ ٹوٹنے کا حکم ہے اور یہ ائمہ ثلاثہ کا متفق علیہ مذہب ہے۔

شامیہ[1] میں دونوں اقوال کی تصحیح نقل ہے لیکن کسی کی ترجیح نہیں اور اسی طرح طحطاوی علی الدر اور طحطاوی علی المراقی[2] میں بھی صرف تصحیحات نقل ہیں اور یہ وہ کتب ہیں جن پر فتوی کا مدار ہوتا ہے۔

کان میں قصداً پانی ڈالنے کے اختلاف پر قدرے تفصیلی کلام

بندہ اس موقع پر تھوڑا تفصیلی کلام ضروری سمجھتا ہے وہ یہ کہ یہاں کان میں قصداً پانی ڈالنے کے مسئلے کو مفطرات صوم کے اصول پر پرکھنے کی ضرورت ہے اور یہ کام خانیہ میں امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے اور فتح القدیر میں علامہ ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قدرے تفصیل سے ذکر کر کے خانیہ کی تصحیح کو اصح قرار دیا ہے۔ہم نے پہلے ہی (تمہیدات کے بیان میں) شامیہ کے حوالے سے مفطرات صوم کا اصول ذکر کیا ہے کہ چیز جسم میں کلیۃ داخل ہو جائے اور اس کی دو صورتیں ہیں، روزے دار کے فعل سے ہو (اس میں منفعت بدن ضروری نہیں) یا اس چیز میں منفعت بدن ہو (تو اس میں روزے دار کا

---

[1] والحاصل الاتفاق على الفطر بصب الدهن وعلى عدمه بدخول الماء واختلف التصحيح فى دخاله نوح (شامیۃ ۲/۳۹۶)

[2] قوله (أو أقطر فى أذنه ماء فى الأصح) الحاصل أنه لا خلاف فى إفطاره بإقطار الدهن وأما الماء فاختار فى الهداية وشروحها والولوالجى عدم الإفطار مطلقا دخل بنفسه أو أدخله وفصل قاضيخان بين الإدخال قصدا فأفسد به الصوم والدخول فلم يفسد قال فى البحر وبهذا يعلم حكم الغسل وهو صائم إذا أدخل الماء فى أذنه وقد مر (حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی ۱/۵۵۴)

فعل ضروری نہیں) ان دونوں صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے، خانیہ میں اس مسئلہ میں یہی اصول مدار بنایا گیا ہے۔ خانیہ کی عبارت یہ ہے:

وإن صب الماء في أذنه اختلفوا فيه والصحيح هو الفساد لأنه وصل إلى الجوف بفعله فلا يعتبر فيه صلاح البدن

(خانية على هامش الهندية ۱/۲۰۹)

ترجمہ: اور اگر وہ کان میں پانی ڈالتا ہے تو اس میں اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے گا اس لیے کے جوف تک اس کے فعل سے چیز پہنچ گئی پس اس میں بدن کے لیے فائدہ مند ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔

دیکھیں کتنے واضح انداز میں امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کی تصحیح اور اصول پر مدار ذکر کیا ہے اس پر محقق علی الاطلاق علامہ ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا تفصیلی اور محقق کلام کیا ہے۔ محقق رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو ذکر کرنے اور سمجھنے سے قبل ھدایہ کی عبارت ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے ادخال ماء فی الاذن کی صورت میں روزہ نہ ٹوٹنے کو ترجیح دی ہے۔ صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أقطر في أذنه أفطر لقوله صلى الله عليه وسلم الفطر مما دخل ولوجود معنى الفطر وهو وصول ما فيه صلاح البدن إلى الجوف ولا كفارة عليه لانعدامه صورة ولو أقطر في أذنيه الماء أو دخلهما لا يفسد صومه لانعدام المعنى والصورة بخلاف ما إذا دخله الدهن (هداية ۱/۲۳۸)

ترجمہ: کان میں قطرے ڈالتا ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے کہ روزہ ٹوٹتا ہے داخل ہونے والی چیز سے اور معنی فطر پائے جانے کی وجہ سے وہ یہ کہ ایسی چیز جوف تک پہنچ گئی جس میں بدن کا فائدہ ہے

اور اس پر کفارہ نہیں کیونکہ صورۃً روزہ ٹوٹنا نہیں پایا گیا اور اگر اپنے کان میں پانی کے قطرے ڈالتا ہے یا قطرے خود داخل ہو جاتے ہیں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا معنی اور صورت کے (اعتبار سے فطر) نہ پائے جانے کی وجہ سے، برخلاف جب تیل داخل ہو جائے۔

صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ کان میں تیل یا دواء ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا داخل ہونے والی چیز سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور یہاں فطر کا معنی پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بدن کے لیے فائدہ مند چیز جوف تک پہنچ جائے اور کفارہ نہیں آئے گا کیونکہ صورتاً فطر نہیں پایا گیا (بظاہر صورتاً فطر سے مراد منہ سے کسی چیز کا اندر لینا ہے) اور اگر اپنے کان میں پانی ڈالتا ہے یا خود پانی چلا جاتا ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہاں معنی اور صورت دونوں اعتبار سے فطر نہیں، برخلاف جبکہ تیل کان میں ڈالتا ہے کہ وہاں معنیً فطر موجود ہے۔

صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے متعلق علامہ ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ کا رد

محقق رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کے تحت جو تحقیق فرمائی ہے اسکے مطابق صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں تسامح ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کان میں قصداً پانی ڈالنے کی صورت میں صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ "لانعدام المعنی والصورۃ" کہ معناً وصورتاً یہاں فطر نہیں یہ محل نظر ہے کیونکہ مفطر صورتاً سے مراد ''ابتلاع'' نگلنا ہوتا ہے اور معنی فطر سے مراد صلاح بدن ہوتا ہے کہ وہ چیز بدن کیلئے صالح ہو جیسا کہ خود صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ مسائل قبل قے کے مسئلے میں اس کی وضاحت فرمائی ہے، وہاں صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

(فان ذرعه القئی لم یفسد)۔۔۔لایفسد لانه لم توجد صورة الفطر وهو الابتلاع وکذا معناه لانه لایتغذی به عادة (هدایة ۱/۲۳۶)

ترجمہ: اگر کسی کو قے آجائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔۔۔روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ صورت فطر نہیں اور وہ نگلنا ہے اور اسی طرح معنی فطر بھی نہیں کیونکہ عادۃ اس سے غذائیت حاصل نہیں کی جاتی۔

یہ تو صورت فطر اور معنی فطر کی مراد تھی۔اب محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی ان توضیحات کی روشنی میں آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہاں کان میں پانی ڈالنے کے مسئلے میں جو علت روزہ نہ ٹوٹنے کی انہوں نے بیان فرمائی ہے اس علت کی روشنی میں صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض وارد ہوگا وہ یہ کہ یہاں پانی کے مسئلے میں تو آپ کی بات مان لیتے ہیں کہ ابتلاع اور صلاح بدن دونوں نہیں لیکن چار اور مسئلے ہم ذکر کرتے ہیں وہاں بھی صورتاً ومعناً مفطر نہیں یعنی نہ ابتلاع ہے اور نہ صلاح بدن لیکن ان میں سے ایک میں تو اختلاف ہے اور دونوں قول فساد وعدم فساد کے موجود ہیں لیکن بقیہ تین میں روزہ ٹوٹنے کا اتفاق نقل ہے لہذا آپ ان مسائل کا کیا جواب دیں گے۔محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قوله ولوجود معنى الفطر قد علمت أنه لا يثبت الفطر إلا بصورته أو معناه وقد مر أن صورته الابتلاع وذكر أن معناه وصول ما فيه صلاح البدن إلى الجوف فاقتضى فيما لو طعن برمح أو رمى بسهم فبقي الحديد في بطنه أو أدخل خشبة في دبره وغيبها أو احتشت المرأة في الفرج الداخل أو استنجى فوصل الماء إلى داخل دبره لمبالغته فيه عدم الفطر لفقدان الصورة وهو ظاهر والمعنى وهو وصول ما فيه صلاح البدن من التغذية أو التداوي لكن الثابت في مسألتي الطعنة والرمية اختلاف

وصحح عدم الإفطار جماعة ولا أعلم خلافا في ثبوت الإفطار فيما بعدهما(فتح القدير ۲/۳۴۲)دار الفكر

ترجمہ:(مصنف کا قول:اور معنی فطر پائے جانے کی وجہ سے)تحقیق آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ فطر ثابت نہیں ہوتا مگر فطر کی صورت اور معنی پائے جانے کے وقت اور یہ بات گزر چکی کہ صورت ِفطر نگلنا ہے اور معنی فطر بدن کیلئے مفید چیز کا پہنچنا ہے پس یہ بات تقاضہ کرتی ہے اس مسئلے میں جب کوئی دوسرے کو نیزہ مارے یا تیر مارے اور لوہا اس کے پیٹ میں رہ جائے یا لکڑی اپنے مقعد میں داخل کردے اور غائب کردے یا عورت داخلی شرمگاہ میں روئی وغیرہ رکھ دے یا وہ استنجاء کرے اور پانی کو مقعد کے اندر پہنچا دے مبالغہ کرتے ہوئے ان تمام مسائل میں (یہ بات تقاضہ کرتی ہے کہ)روزہ نہیں ٹوٹنا چاہیئے کیونکہ صورتِ فطر (نگلنا) نہیں پایا جارہا اور یہ ظاہر ہے اور معنی فطر بھی نہیں اور وہ جسم کیلئے مفید چیز کا اندر پہنچنا ہے غذا یا دواء میں سے لیکن نیزے اور تیر والے مسئلے میں اختلاف ثابت ہے اور ایک جماعت نے روزہ نہ ٹوٹنے کی تصحیح کی ہے اور اس کے علاوہ بقیہ مسائل میں مجھے کسی کا اختلاف معلوم نہیں کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے(یعنی تینوں مسئلوں میں بالاتفاق روزہ ٹوٹ جاتا ہے)۔

محقق رحمۃ اللہ علیہ کا چار مسائل کے ذریعے صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ پر رد

محقق رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل مسائل اشکال میں ذکر کئے ہیں:

(۱) کسی شخص کو نیزہ یا تیر مارا جائے اور لوہا اس کے پیٹ میں رہ جائے۔

(۲) لکڑی مقعد میں داخل کر کے غائب کردے۔

(۳) عورت فرج داخل میں کوئی چیز رکھ دے۔

(۴) روزے دار استنجاء کرے اور اس میں اتنا مبالغہ کرے کہ پانی مقعد کے بالکل اندر تک پہنچادے۔

ان چاروں مسائل میں صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ علت کی روشنی میں روزہ نہیں ٹوٹنا چاہیئے کیونکہ صورتاً فطر نہیں، چنانچہ منہ سے کوئی چیز اندر نہیں جارہی اور معناً بھی فطر نہیں کیونکہ ان میں سے کسی میں بھی بدن کی منفعت نہیں کہ کوئی غذا یا دواء ہو پہلے میں نیزہ یا تیر ہے دوسرے میں لکڑی تیسرے میں کپڑا اور چوتھے میں استنجاء کے وقت پانی کے استعمال میں مبالغہ جبکہ دوسری طرف واقعہ یہ ہے کہ پہلے نیزے اور تیر والے مسئلے میں تو اختلاف نقل ہے اگرچہ ایک جماعت نے روزہ نہ ٹوٹنے کی تصحیح نقل کی ہے لیکن بقیہ تین مسئلوں میں روزہ ٹوٹنا متفق علیہ ہے اور کسی کا اختلاف نہیں۔ اب صاحبِ ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ ان کی تحقیق کے مطابق تو ان سب میں روزہ نہیں ٹوٹنا چاہیئے۔ اس کے بعد صلاح بدن سے متعلق چند دخلِ مقدر کے جواب دے کر محقق رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبِ ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی ترجیح کو مرجوح قرار دیتے ہوئے مسئلہ ھذا میں امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح کو ترجیح دی ہے اور ادخال بصنعہ کو مسئلہ میں مدار بنایا ہے وہ فرماتے ہیں:

فالأولى تفسير الصورة بالإدخال بصنعه كما هو في عبارة الإمام قاضيخان في تعليل ما اختاره من ثبوت الفساد إذا أدخل الماء أذنه لا إذا دخل بغير صنعه كما إذا خاض نهرا حيث قال إذا خاض الماء فدخل أذنه لا يفسد صومه وإن صب الماء فيها اختلفوا فيه والصحيح هو الفساد

لأنه موصل إلى الجوف بفعله فلا يعتبر فيه صلاح البدن كما لو أدخل خشبة وغيبها إلى آخر كلامه وبه تندفع الإشكالات ويظهر أن الأصح في الماء التفصيل الذي اختاره القاضي رحمه الله فعلى هذا فاعتبار ما به الصلاح في تفسير معنى الفطر إما على معنى ما به في نفسه كما أوردناه في السؤال وبه يندفع تعليل المصنف لتعميم عدم الإفساد في دخول الماء الأذن فيصح التفصيل المذكور فيه ووجهه أنه لازم فيما لو احتقن بحقنة ضارة لخصوص مرض المحتقن أو أكل بعد الفجر وهو في غاية الشبع والامتلاء قريبا من التخمة فإن الأكل في هذه الحالة مضر ومع ذلك يلزمه فضلا عن القضاء الكفارة

(فتح القدير ۲/۳۴۲)دار الفكر

ترجمہ: پس بہتر یہ ہے کہ صورتاً فطر کی تفسیر ادخال بصنعہ سے کر دی جائے جیسا کہ قاضیخان کی عبارت میں ہے کہ روزہ فاسد ہو جائے گا جب وہ کان میں پانی داخل کر دے نہ یہ کہ پانی خود داخل ہو جائے جیسا کہ اگر نہر میں گھسے قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر روزے دار پانی میں گھستا ہے اور پانی اس کے کان میں داخل ہو جائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر پانی ڈالتا ہے کان میں تو اس میں فقہاء کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ یہ اس کے معدے تک اس کے فعل سے پہنچ رہا ہے پس اس میں بدن کی منفعت کا اعتبار نہ ہوگا جیسا کہ اگر وہ لکڑی داخل کرے اور غائب کر دے قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ کے آخر کلام تک۔۔۔اس سے اشکالات دفع ہو گئے اور یہ بات ظاہر ہو گئی کہ پانی میں وہی تفصیل راجح ہے جو قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار

فرمائی ہے پس اسی بناء پر معنی فطر کی تفسیر میں جو صلاح بدن کا اعتبار ہے اس سے مراد یا تو وہی ہوگا جو ہم نے سوال میں بھی ذکر کیا (کہ جس میں صلاح بدن ہو) اور اسکی وجہ سے مصنف (صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ) کی پانی کے خود داخل ہونے کی صورت میں افساد صوم کی تعلیل مندفع ہو جائے گی پس اس میں مذکورہ تفصیل ہی صحیح قرار دی جائے گی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بات لازم ہے اس حقنہ میں جو ضرر والا ہو بالخصوص حقنہ کروانے والے کے مرض کیلئے یا ایک شخص فجر کے بعد کھاتا ہے اور اس کا پیٹ بھرا ہوا ہے اور آخری حد تک وہ کھا چکا ہے پس اس حالت میں مزید کھانا مضر ہے اس کے باوجود اس شخص کا صرف روزہ ہی نہیں ٹوٹتا بلکہ کفارہ بھی آتا ہے۔

یعنی اولی یہ ہے کہ صورتاً کی تفسیر ادخال بصنعہ سے کی جائے اور اسی بناء پر محقق رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ میں قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح کی ترجیح نقل کی ہے۔ یعنی ان تمام مسائل میں روزہ اس لئے ٹوٹ رہا ہے کہ روزے دار اپنے فعل سے کوئی چیز جسم میں داخل کر رہا ہے اور صورتِ فطر سے یہ مراد لے لیں۔ باقی معنی فطر صلاحِ بدن تو ان سب میں نہیں۔ نیز فطر صورتاً سے اگر ابتلاع مراد لیں تو یہ بھی ان تمام میں نہیں لہذا صورتاً فطر سے خانیہ کی تحقیق کو راجح قرار دیتے ہوئے ادخال بصنعہ مراد لے لیں، البتہ اس صورت میں کان میں پانی ڈالنے والے مسئلے میں اس قول کو ترجیح دی جائے گی کہ روزہ ٹوٹ جائے گا اور صاحبِ ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو عدمِ فساد کا قول کیا ہے وہ مرجوح قرار دیا جائے گا۔

محقق رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں استنجاء کے مسئلے سے متعلق وضاحت

بندہ یہاں چند ضروری باتیں واضح کرنا مناسب سمجھتا ہے محقق ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ

نے جو اعتراض صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ پر وارد کیا ہے اور پھر اس کا جواب دے کر گویا صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی ترجیح کو مرجوح قرار دیا ہے اس کے درمیان جو چار مسائل زیرِ بحث آئے ہیں ان میں سے ایک مسئلہ استنجاء کا ہے کہ استنجاء میں مبالغے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ یہاں صورتاً فطر (نگلنا) اور معناً فطر (صلاح بدن) نہیں۔ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے اس (استنجاء کے مسئلے) سے متعلق بعض دخل مقدر کے جواب بھی دیئے ہیں کہ یہ نہ کہا جائے کہ پانی میں تو صلاح بدن ہے لہذا صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ پر اس مسئلے کے ذریعے اعتراض وارد نہ کیا جائے۔ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ پانی کا مقعد میں اتنا اندر پہنچانا بدترین بیماری کا سبب بنتا ہے لہذا اس میں صلاح بدن قطعاً نہیں۔ پھر محقق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بھی نہ کہا جائے کہ صلاح بدن سے مراد ایسا صلاح بدن ہے کہ اس چیز سے حاجت مندفع ہو جائے باقی کبھی ضرر بھی پہنچ جاتا ہو تو وہ چیز صالح ہی شمار ہوگی لہذا پانی عموماً صالح للبدن ہے باقی استنجاء میں مبالغہ کی صورت میں اگرچہ پانی مضر ہو لیکن اصلاً چونکہ صالح للبدن ہے لہذا روزہ اس لئے ٹوٹ رہا ہے فیندفع اشکال الاستنجاء۔

اس کے جواب میں محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ کہیں گے کہ یہاں پانی کے مسئلے میں صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے "لانعدام المعنی" کہا ہے جس کا مطلب ہے کہ دماغ تک کوئی ایسی چیز پہنچی ہی نہیں جس میں کسی بھی درجہ میں صلاح بدن ہو اگر صلاح بدن کی مراد وہی ہو جو آپ کہہ رہے ہیں تو پھر تو استنجاء کی طرح یہاں کان میں پانی جانے کی صورت میں بھی روزہ ٹوٹ جانا چاہیئے کیونکہ پانی فی نفسہ صالح للبدن ہے لہذا اگر وہ استنجاء کے مسئلے میں فی الجملہ صالح للبدن ہے تو اسی طرح وہ پانی کان کے مسئلے میں بھی فی الجملہ صالح للبدن ہے اگرچہ استنجاء اور کان دونوں میں اندر جا کر فاسد ہو جاتا ہے۔ کافی سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب کان میں پانی جاتا ہے تب صحیح ہوتا ہے اندر جا

کر وہ خلط ہو کر خراب ہو جاتا ہے، پس معنی فطر نہیں پایا گیا۔ گویا محقق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ استنجاء کا اشکال بھی صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ پر بہر حال وارد ہوتا ہے اور اس اشکال کا کوئی جواب نہیں نیز بقیہ مسائل کا اشکال بھی وارد ہوتا ہے۔ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا يقال الماء فيه صلاح البدن لأنا نقول ذكروا أن إيصال الماء إلى هناك يورث داء عظيما لا يقال يحمل قولهم ما فيه صلاح البدن على ما بحيث يصلح به وتندفع به حاجته وإن كان قد يحصل عنده ضرر أحيانا فيندفع إشكال الاستنجاء لأنا نقول قد علل المصنف ما اختاره من عدم الفساد فيما إذا دخل الماء أذنه أو أدخله بقوله لانعدام المعنى والصورة وذلك إفادة أنه لم يصل إلى جوف دماغه ما فيه صلاح البدن ولو كان المراد بما فيه صلاح البدن ما ذكرت لم يصح هذا التعليل وبسطه في الكافي فقال لأن الماء يفسد بمخالطة خلط داخل الأذن فلم يصل إلى الدماغ شيء يصلح له فلا يحصل معنى الفطر فلا يفسد

(فتح القدير ۲/ ۳۴۲) دار الفكر

ترجمہ: یہ نہ کہا جائے کہ پانی میں صلاح بدن ہے اس لئے کہ ہم کہیں گے کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ پانی (استنجاء میں) کا وہاں تک پہنچانا بڑی بیماری کا سبب بنتا ہے یہ نہ کہا جائے کہ ان کا قول جو صلاح بدن سے متعلق ہے اس کو حمل کر لیا جائے اس پر کہ جو صالح للبدن ہو اور اس کے ذریعے حاجت دفع ہو جائے اگر چہ کبھی اس سے ضرر بھی ہو جاتا ہو پس استنجاء کا اشکال وارد نہ ہوگا اس لئے کہ ہم کہیں گے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جو علت بیان فرمائی ہے اس بات کی جو عدم فساد انہوں نے اختیار فرمایا ہے جب اس کے کان میں پانی داخل ہو

جائے یا داخل کرے (اس کی یہ علت بیان کی ہے) کہ اس میں صورتاً اور معناً مفطر نہیں اور یہ علت بتارہی ہے کہ دماغ تک کچھ ایسا پہنچا ہی نہیں جس میں صلاح بدن (کسی بھی درجہ میں) ہو اور اگر یہی صلاح بدن مراد ہو جو آپ بیان کررہے ہیں تو پھر یہ تعلیل درست نہیں اور کافی میں تفصیل سے اس کا ذکر ہے انہوں نے فرمایا پانی فاسد ہوجاتا ہے خلط کی وجہ سے جو خلط کان کے اندر ہوتا ہے پس دماغ تک کوئی ایسی چیز نہیں پہنچتی جو صالح للبدن ہو پس معنی فطر نہیں پایا گیا لہذا روزہ نہیں ٹوٹا۔

محقق کے صاحب ھدایہ پر رد سے متعلق وضاحت اور کفارے کے اصول کا بیان

بندہ یہاں اس ذیل میں بعض اہم باتیں واضح کرنا مناسب سمجھتا ہے۔ھدایہ کے مفطرات صوم کے باب پر مکمل نظر کی جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے فطر صوم اور کفارہ صوم کے اصول کو یکجا کردیا ہے وہ صورتاً ومعناً فطر کے ذریعے ہی مختلف مسائل میں روزہ فاسد ہونے یا کفارہ آنے کے مسئلے کو حل کرتے ہیں جبکہ واقعہ یہ ہے کہ روزہ ٹوٹنے یعنی فساد صوم کا اصول شامیہ وغیرہ کے حوالے سے ہم نے ذکر کیا اور اسے احادیث اور ظاہر الروایۃ سے ثابت کیا ہے کہ ادخال بفعلہ یا صلاح بدن مفطر صوم ہیں باقی کفارے کا اصول یہ ہے کہ کفارہ اس وقت لازم آئے گا جب جنایت کاملہ پائی جائے اور جنایت کاملہ اس وقت پائی جاتی ہے جب صورتِ فطر اور معنی فطر دونوں پائے جائیں صورت فطر سے مراد ہے کہ منہ سے کوئی چیز اندر جائے اور معنی فطر کا مطلب ہے کہ اس چیز میں بدن کا فائدہ ہو اگر یہ دونوں باتیں ہوں گی تو کفارہ لازم آئے گا، یعنی کفارہ اس وقت لازم آئے گا جب منہ کے ذریعے بدن کیلئے مفید چیز کھائی جائے ورنہ نہیں شامیہ میں

ہے:

ذكروا أن الكفارة لا تجب إلا بالفطر صورة ومعنى ففي الأكل الفطر صورة هو الابتلاع والمعنى كونه مما يصلح به البدن من غذاء أو دواء فلا تجب في ابتلاع نحو الحصاة لوجود الصورة فقط ولا في نحو الاحتقان لوجود المعنى فقط كما علله في الهداية وغيرها وذكر في البدائع أنها تجب بإيصال ما يقصد به التغذي أو التداوي إلى جوفه من الفم بخلاف غيره فلا تجب في ابتلاع الجوزة أو اللوزة الصحيحة اليابسة لوجود الأكل صورة لا معنى لأنه لا يعتاد أكله فصار كالحصاة والنواة ولا في أكل عجين أو دقيق لأنه لا يقصد به التغذي والتداوي (شامية ۲/۴۱۰)

ترجمہ: فقہاء نے ذکر کیا ہے کہ کفارہ واجب نہیں ہوتا مگر جب صورتاً ومعناً فطر پایا جائے پس کھانے میں صورتاً فطر ہے اور وہ نگلنا ہے اور معناً فطر یہ ہے کہ وہ چیز بدن کیلئے مفید ہو یعنی کوئی غذا یا دواء ہو پس کفارہ واجب نہ ہوگا کنکری وغیرہ نگلنے میں کیونکہ صرف صورتاً فطر پایا گیا اور نہ حقنہ وغیرہ میں کیونکہ صرف معناً فطر پایا گیا جیسا کہ ھدایہ وغیرہ میں یہ ہی علت بیان ہے۔ بدائع میں ہے کہ کفارہ واجب ہوتا ہے ایسی چیز منہ سے معدے تک پہنچانے سے جس میں غذا یا دواء ہو منہ کے علاوہ سے نہیں پس کفارہ واجب نہ ہوگا اخروٹ یا بادام صحیح خشک نگلنے کی صورت میں کیونکہ صرف صورتاً اکل پایا گیا نہ کہ معناً کیونکہ ان چیزوں کا ایسے کھانا معروف نہیں پس یہ کنکری اور گھٹلی کی طرح ہیں اور نہ گوندھا ہوا آٹا یا خالص آٹا کھانے سے کیونکہ ان سے غذا یا دواء مقصود نہیں ہوتی۔

دیکھیں یہ ہے کفارے کا اصول کہ منہ کے ذریعے بدن سے متعلق مفید چیز کے

استعمال سے صرف کفارہ لازم آئے گا ورنہ روزہ تو ٹوٹے گا لیکن کفارہ لازم نہ ہوگا جیسا کہ پتھر یا ثابت اخروٹ نگلنے میں کفارہ نہیں کیونکہ ان میں معناً فطر نہیں اس لیے کہ اس میں بدن کی منفعت نہیں اگرچہ منہ سے نگلا ہے اور صورتاً فطر موجود ہے، اور مقعد سے حقنہ میں بھی کفارہ نہیں کیونکہ اس میں صورتاً فطر نہیں اس لیے کہ منہ سے نہیں نگلا اگرچہ معناً فطر ہے کیونکہ وہ دواء بدن کیلئے مفید ہے۔

فسادِ صوم کے اصول اور کفارے کے اصول میں فرق کا بیان

اس کفارے کے اصول کو روزہ ٹوٹنے کے اصول کے ساتھ ملائیں تو بظاہر دونوں مشابہ ہیں لیکن ان میں بڑا واضح اور بنیادی فرق ہے جو ملحوظ رہے وہ یہ کہ دونوں میں صلاح بدن والی بات تو مشترک ہے البتہ روزہ ٹوٹنے کے اصول میں پہلی صورت "**ادخال بفعلہ**" کہ اپنے فعل سے داخل کرے چاہے اس چیز میں صلاح بدن نہ ہو تب بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ مقعد سے لکڑی کلیۃً داخل کردے نیز روزہ ٹوٹنے کے اصول میں موجود دونوں باتیں ایک ساتھ جمع ہونا ضروری نہیں بلکہ وہ دونوں (ادخال بفعلہ اور صلاح بدن) الگ الگ بھی مفطر ہیں ادخال بفعلہ ہو تو صلاح بدن ضروری نہیں صلاح بدن ہو تو ادخال بفعلہ ضروری نہیں، جبکہ کفارہ میں صورتاً ومعناً مفطر دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے اور ان میں سے معناً مفطر کا مطلب تو صلاح بدن ہے جبکہ صورتاً مفطر کا مطلب منہ سے نگلنا ہے اور کفارے کے لزوم کیلئے دونوں کا ایک ساتھ جمع ہونا ضروری ہے۔ اب دیکھیں فساد صوم کے ادخال بفعلہ اور کفارہ صوم کے منہ سے نگلنے میں بڑا فرق ہے بلکہ دونوں بالکل الگ الگ باتیں ہیں نیز کفارہ کیلئے منہ سے نگلنے اور صلاح بدن دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے دونوں ہوں گے تو کفارہ آئے گا ورنہ نہیں جیسا کہ گزشتہ عبارات سے یہ بات

واضح ہے۔

اس بحث سے یہ بات منقح ہوگئی کہ فسادِ صوم کیلئے صورتاً ومعناً فطر کی بحث لانا ہی بظاہر محل نظر ہے اس میں تو ادخال بفعلہ یا صلاح بدن پائے جانے پر بحث ہونی چاہیئے۔ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ پر جو اعتراض وارد کیا ہے اس کا پورا مدار اسی پر قائم ہے کہ صورتاً فطر سے مراد نگلنا اور معناً فطر سے مراد صلاح بدن ہے اور یہ بات صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق جیسے کان میں پانی ڈالنے میں نہیں ویسے ہی بقیہ چار مسائل جو محقق رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کئے ان میں بھی نہیں لیکن ان میں روزہ ٹوٹ رہا ہے پھر محقق رحمۃ اللہ علیہ نے "فالاولیٰ تفسیر الصورۃ بالادخال بصنعہ" سے صورتاً فطر کی یہ تاویل کردی کہ اس سے مراد ادخال بفعلہ لے لیا جائے۔ اب دیکھیں یہاں محقق رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراض میں قائم کردہ چاروں مسئلوں کا جواب تو بن گیا کہ وہاں ادخال بفعلہ مفسد صوم ہے لیکن پانی والے مسئلے میں صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا جواب تو نہیں بن پایا کیونکہ وہ تو عدم فساد کے قائل ہیں لہذا اسے محقق رحمۃ اللہ علیہ نے مرجوح قرار دے دیا۔

محقق رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں تسامح کا بیان

بندہ یہاں یہ عرض کرتا ہے کہ مسئلہ کا یہ حل نہیں کیونکہ اگر صورتاً فطر سے ادخال بفعلہ مراد لیں تو ایک سطر قبل ہی جو صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کان میں تیل ڈالنے اور حقنہ وغیرہ سے متعلق فرماتے ہیں کہ ان میں قضاء ہے کیونکہ معناً فطر ہے لیکن کفارہ نہیں کیونکہ صورتاً فطر نہیں اس سے آپ کیا مراد لیں گے؟ اگر یہاں صورتاً فطر سے ادخال بفعلہ مراد لیں تو پھر وہ تو حقنہ اور کان میں تیل ڈالنے میں موجود ہے لہذا کفارہ آنا چاہیئے۔ صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت یہ ہے:

أقطر في أذنه أفطر لقوله صلى الله عليه وسلم الفطر مما دخل ولوجود معنى الفطر وهو وصول ما فيه صلاح البدن إلى الجوف ولا كفارة عليه لانعدامه صورة ولو أقطر في أذنيه الماء أو دخلهما لا يفسد صومه لانعدام المعنى والصورة بخلاف ما إذا دخله الدهن (هداية ۱/۲۳۸)

ترجمہ: کان میں قطرے ڈالتا ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا آپ ﷺ کے فرمان کی وجہ سے کہ روزہ ٹوٹتا ہے داخل ہونے والی چیز سے اور معنی فطر پائے جانے کی وجہ سے وہ یہ کہ ایسی چیز جوف تک پہنچ گئی جس میں بدن کا فائدہ ہے اور اس پر کفارہ نہیں کیونکہ صورتاً روزہ ٹوٹنا نہیں پایا گیا اور اگر اپنے کان میں پانی کے قطرے ڈالتا ہے یا قطرے خود داخل ہو جاتے ہیں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا معنی اور صورت کے (اعتبار سے فطر) نہ پائے جانے کی وجہ سے، برخلاف جب تیل داخل ہو جائے۔

الغرض ہر وہ مسئلہ جس میں کان، مقعد، فرج وغیرہ سے کوئی بھی صالح للبدن دواء یا غذا وغیرہ ڈالی جائے اس میں صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ پر یہ اعتراض (محقق رحمۃ اللہ علیہ کی تاویل کے بعد کہ صورۃً فطر سے ادخال بصنعہ مراد لے لیں) وارد ہوگا کہ یہاں کفارہ لازم آئے جبکہ کفارہ صرف منہ سے نگلنے میں آتا ہے اور کسی منفذ میں کفارہ نہیں لہذا محقق رحمۃ اللہ علیہ سے یہاں ایک تسامح یہ ہوا ہے کہ انہوں نے صورتاً فطر کی تفسیر ادخال بصنعہ سے فرمادی جبکہ صورتاً فطر سے ابتلاع یعنی منہ سے نگلنے کے علاوہ کچھ مراد نہیں لیا جاسکتا۔

بندہ عرض یہ کر رہا ہے کہ مسئلہ کا حل تو یہی ہے کہ ان تمام مسائل میں روزہ فاسد ہو اور وجہ بھی ادخال بصنعہ ہی ہے لیکن اسے صورتاً فطر کی تفسیر قرار نہ دیا جائے ورنہ ہر جگہ کفارہ لازم آجائے گا بلکہ یہاں یہ واضح کیا جائے (جیسا کہ ہم نے کیا ہے) کہ کفارہ کا

اصول الگ ہے اس میں ابتلاع (نگلنا) اور صلاح بدن دونوں جمع ہونا ضروری ہیں اور یہی صورتاً ومعناً فطر ہے جہاں یہ ہوگا کفارہ آئے گا ورنہ نہیں اور فسادِ صوم کا صورتاً ومعناً فطر سے کوئی تعلق نہیں اس کا تعلق ادخال بفعلہ یا صلاح بدن سے ہے۔ اگر یہ فرق واضح طور پر سمجھ لیا جائے اور ہر مسئلہ میں اسے ملحوظ رکھیں تو یہ شبہات واقع نہ ہوں گے مطلقاً ادخال کسی بھی منفذ سے یا صلاح بدن والی شئی کا دخول مفطر ہوگا اور کفارہ صرف منہ سے صلاح بدن والی شئی نگلنے میں آئے گا۔

صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی ان کی اپنی کتاب ''کتاب التجنیس والمزید'' کی روشنی میں وضاحت

یہاں تک تو صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی کان میں پانی ڈالنے سے متعلق عبارت کی محقق ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق تشریح کر دی گئی اور اس میں بہت سے اہم امور کی نشاندہی اور تعارضات کا دفیعہ کیا گیا لیکن صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی کتاب ''کتاب التجنیس والمزید'' کو دیکھیں تو ھدایہ میں صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا کچھ اور ہی مطلب معلوم ہوتا ہے جسے والوالجیہ میں بھی لیا گیا ہے۔ پہلے کتاب التجنیس کی عبارت ملاحظہ ہو:

صائم اغتسل فدخل الماء اذنه لاشئی علیه وان صب فیه متعمدا قالوا علیه قضاء یومه لان فی الوجه الاول لم یوجد الفطر لاصورة ولا معناًلان الماء ممالایتعلق الصلاح لوصوله الی الدماغ وفی الوجه الثانی وجد الافطار صورة والمختار انه لاشئی علیه فی الوجهین لان هذا وجه معنوی فاذا انعدم المعنی انعدم اصلا وقد ذکرنا فی شرح الجامع الصغیر

(کتاب التجنیس والمزید ۲/۳۷۸)ادارۃ القرآن

ترجمہ: روزے دار غسل کرے اور پانی اس کے کان میں داخل ہو جائے تو اس پر کوئی چیز لازم نہیں اور اگر عمداً کان میں ڈالے تو فقہاء کہتے ہیں کہ اس پر اس دن کی قضاء لازم ہے کیونکہ پہلی صورت میں فطر موجود نہیں نہ صورتاً اور نہ ہی معناً کیونکہ پانی اگر دماغ تک پہنچ جائے تو اس میں کوئی صلاح نہیں اور دوسری صورت میں صورتاً افطار موجود ہے اور مختار بات یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں کچھ لازم نہیں کیونکہ یہ معنوی وجہ ہے اور جب معنی معدوم ہو گیا تو گویا اصلاً معدوم ہو گیا اور ہم نے شرح جامع صغیر میں اس کا ذکر کیا ہے۔

نیز ولوالجیہ [1] میں بھی اسی بات کو لیا گیا ہے۔ اب دیکھیں صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی تجنیس کی عبارت سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ پانی کان میں ڈالنے کے مسئلے میں صورتاً افطار موجود ہے۔ ایسا نہیں کہ وہ مطلقاً انعدام الصورۃ کے قائل ہیں بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ پانی دماغ میں جانے میں کوئی صلاح یا فائدہ نہیں اور یہ (یعنی فساد صوم) معنوی چیز ہے اور جب معنی یہاں نہیں کیونکہ کوئی فائدہ نہیں، لہذا فطر صورتاً کو بھی ہم کالعدم قرار دیں گے گویا یہاں صورتاً و معناً دونوں اعتبار سے فطر نہیں۔

لہذا معلوم ہوا کہ ھدایہ میں موجود عبارت مختصر ہے وہاں صرف "لانعدام المعنی و الصورۃ" کا لفظ مبہم ہے کہ صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی مراد کیا ہے؟ ایک مراد تو محقق رحمۃ اللہ علیہ نے متعین کی کہ صورتاً فطر سے ابتلاع اور معناً فطر سے صلاح بدن مراد ہیں اور

---

[1] صائم اغتسل فدخل الماء اذنه لاشئ عليه لانه لم يفطر لاصورة ولا معنى لان الماء مما لايتعلق به صلاح البدن لوصوله الى الدماغ وان صب فيه متعمدا والمختار انه لاشئ عليه فى الوجهين لان هذا وجه معنوى فاذا انعدم المعنى انعدم اصلا (ولوالجية ۱/۲۱۸)

جو بھی ھدایہ کو سیاق وسباق سے ملا کر دیکھے گا وہ یہی کہے گا کہ جو مراد محقق رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں وہی اصل ہے جیسا کہ ہم نے قے کے مسئلے میں ھدایہ کی تصریح بھی نقل کی۔

لیکن دوسری مراد زیادہ راجح معلوم ہوتی ہے "لان صاحب الدار ادری بما فیہ" اور وہ خود صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی تجنیس کی عبارت سے معلوم ہوتی ہے کہ صورتاً فطر سے مراد ابتلاع نہیں بلکہ کان میں پانی ڈالنے میں حقیقتاً صورت کے اعتبار سے فطر ہے لیکن چونکہ صلاح بدن نہیں لہذا ہم اسے سرے سے کالعدم قرار دیں گے۔

صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب التجنیس" سے معلوم ہونے والی مراد پر اعتراضات

صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس مراد پر بھی مختلف مسائل کے ذریعے اعتراض وارد ہوں گے پہلا تو منہ سے پتھر اندر لینے کا مسئلہ ہے جس میں خود صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے ھدایہ میں یہ وضاحت فرمائی ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی وجہ یہی بتائی ہے کہ صورتِ فطر کے پائے جانے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ رہا ہے، البتہ کفارہ نہیں کیونکہ معنی فطر (کوئی صلاح) نہیں۔ اب دیکھیں پانی کے مقابلے میں پتھر میں تو کسی بھی درجہ میں صلاح نہیں اور (صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق) یہ وجہ معنوی ہے، لہذا اس صورتاً افطار کا بھی اعتبار نہیں ہونا چاہیئے۔ صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں:

قال ومن ابتلع الحصاة او الحديد افطر لوجود صورة الفطر ولا كفارة عليه لعدم المعنى (هداية ۱/۲۳۶)

ترجمہ: اور جو کنکری یا لوہا نگل لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا صورتِ فطر پائے جانے کی وجہ سے اور اس پر کفارہ نہیں کیونکہ معنی (فطر) نہیں۔

اگر آپ کہیں کہ اس پتھر والے مسئلے میں منہ سے نگلنا ہے لہذا اس فطر صورتاً کا

تو معناً فطر نہ ہونے کے باوجود صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ اعتبار کرتے ہیں لیکن کان میں پانی ڈالنا منہ سے نہیں، لہذا معنوی صلاح نہ ہونے کی وجہ سے اس فطر صورتاً کو معدوم قرار دیتے ہیں تو اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ ایک اور مسئلہ ہے اور وہ مقعد میں لکڑی لینے کا مسئلہ ہے بالاتفاق اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے خود صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

رجل أدخل خشبة فی دبره فهذا علی وجهين:اما ان كان طرفها خارجاأو لم يكن،ففی الوجه الاول:لاينتقض صومه لانه لم يتم دخوله ،وفی الوجه الثانی :ينتقض وكذلك لو ابتلع خيطاوطرفه فی يده ثم اخرجه لاينتقض صومه ولو ابتلعه كله انتقض وعليه القضاء

(كتاب التجنيس والمزيد ۲/۳۷۴) ادارۃ القرآن

ترجمہ: ایک آدمی لکڑی داخل کرتا ہے اپنی مقعد میں تو اس کی دو صورتیں ہیں ،یا تو اس کا ایک سرا باہر ہوگا یا نہیں، پہلی صورت (کہ سرا باہر ہو) میں روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ دخول نہیں ہوا اور دوسری صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور اسی طرح اگر دھاگا نگلتا ہے اور اس کا دوسرا سرا اس کے ہاتھ میں ہے اور پھر دھاگا باہر نکال لے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر مکمل نگل لے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس پر قضاء لازم آئے گی۔

دیکھیں اس عبارت میں کتنے واضح انداز میں صرف ادخال کو مفسد قرار دیا گیا ہے جبکہ لکڑی مقعد سے لی جائے۔اس میں کوئی صلاح بدن نہیں بلکہ ادنی احتمال بھی نہیں جبکہ پانی اصل کے اعتبار سے تو بہر حال صالح للبدن ہے لیکن یہاں لکڑی میں روزہ ٹوٹ رہا ہے تو پانی میں بدرجہ اولی روزہ ٹوٹے گا، یعنی ان دونوں مسئلوں میں تعارض ہے یہاں

کسی قسم کا صلاح نہیں نیز مقعد سے لکڑی لی جارہی ہے اور اس فطر صورتاً کو صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ بالکل تسلیم کر رہے ہیں اور معنوی صلاح نہ ہونے کی بناء پر اسے کلیۃً کالعدم قرار نہیں دے رہے تو کان والے مسئلے میں صاحبِ ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کا "فاذاانعدم المعنی انعدم اصلاً" کہنا محل نظر اور ان کے اپنے بیان کردہ مسائل سے معارض ہوگا۔ اسی طرح فرج میں روئی رکھنے کا مسئلہ ہے۔ صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

المرأة اذا جعلت القطنة فی قبلها ان انتهت الی الفرج الداخل وهو رحمها انتقض صومها لانه تم الدخول

(کتاب التجنیس والمزید ۳۰/۲)

ترجمہ: عورت اپنی شرمگاہ میں روئی رکھتی ہے اگر وہ روئی فرج داخل تک پہنچ گئی جو کہ اس عورت کا رحم ہے تو اس عورت کا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ دخول مکمل ہوگیا۔

اس مسئلے میں شرمگاہ سے روئی داخل کی جارہی ہے جس میں کوئی صلاح نہیں، لہذا وجہ معنوی نہیں لیکن یہاں بھی صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ "فاذا انعدم المعنی انعدم اصلاً" کا اجراء نہیں فرمارہے چنانچہ صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ کا اس مسئلے میں کلام کافی متعارض ہے جس کا بظاہر کوئی واضح حل موجود نہیں۔ محقق ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق جو ہم نے ذکر کی اس کے مطابق بھی فطر صورتاً سے ادخال بصنعہ مطلقاً مراد لینے میں اشکال وارد ہوتا ہے اور "فاذا انعدم المعنی انعدم اصلاً" کا تجنیس کا اصول مراد لینے میں بھی صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ پر اشکال وارد ہوتا ہے۔

لہذا اس مسئلے میں بندہ امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح کو راجح سمجھتا ہے کہ مطلقاً (نہ کہ صورۃً فطر کی تفسیر میں) ادخال بصنعہ کو مفسد صوم قرار دیا جائے، ادخال بصنعہ کی

صورت میں کسی صلاحِ بدن کا اعتبار ہی نہ کیا جائے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور ائمہ ثلاثہ کا متفق علیہ مذہب ہے کہ کان میں پانی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

کان میں پانی ڈالنے سے متعلق سوال میں موجود سقم

ان سب تفصیلات کی روشنی میں سائل کے سوال نمبر 3 کی یہ عبارت ملاحظہ ہو:

''اگر فقہاء کرام کی عبارات کو مدنظر رکھا جائے تو کان میں دوائی ڈالنے کو انہوں نے اس لئے مفسد قرار دیا ہے کہ دوائی دماغ یا معدہ تک پہنچنے کا احتمال ہے اور یہی علت فساد صوم کیلئے، کیونکہ پانی ڈالنے کی صورت میں چونکہ یہ علت موجود نہیں اس لئے اس صورت میں فاسد نہ ہونے کو راجح قرار دیا ہے۔''

اس طویل بحث کے بعد مذکورہ بالا عبارت میں موجود سقم واضح ہیں:

(۱) فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اس لئے کان میں دوا ڈالنے کو مفسد قرار نہیں دیا کہ دوا دماغ یا معدے تک پہنچ جاتی ہے بلکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہر الروایۃ کی تصریح اور محیط برہانی کی تصریحات واضح ہیں کہ قطرے کا غائب ہونا ہی مفسد ہے ''الی الدماغ'' کی قید اگر کسی کتاب میں ذکر ہے تو وہ اتفاقی ہے۔

(۲) پانی ڈالنے میں موجود تصحیحات کا اختلاف علت کے اختلاف کی بنا پر نہیں اور نہ کسی فقیہ نے یہ بات ذکر کی ہے کہ دوا اور پانی میں وصول کے اعتبار سے کوئی فرق ہے لہذا حکم میں فرق ہوگا۔

(۳) کان میں قصداً پانی ڈالنے میں مطلقاً عدم فساد کی ترجیح نہیں بلکہ دونوں جانب کی تصحیحات موجود ہیں۔ امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ، محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشاہیر نے روزہ ٹوٹنے کی تصحیح کی ہے اور یہ ''ادخال بفعلہ یا صلاح بدن'' کے اصول کے بھی

موافق ہے۔

(۴)اور جن حضرات نے روزہ نہ ٹوٹنے کی تصحیح کی ہے انہوں نے بھی یہ وجہ کہیں نہیں لکھی کہ پانی پہنچتا نہیں ہے سائل کی یہ بات محل نظر ہے۔

(۴)مقعد

چوتھا منفذ مقعد ہے مقعد سے بھی کسی چیز کا داخل کرنا مفسد صوم ہے کیونکہ یہاں بھی منفذ کی تعریف صادق آتی ہے جو کہ حدیث مبارکہ میں موجود ناک کی ہیئت سے ماخوذ ہے یعنی ایسا سوراخ جس میں بلا تکلف انگلی وغیرہ جا سکے لہذا مقعد میں اگر لکڑی یا کوئی اور چیز داخل کردے اور وہ غائب ہو جائے کیونکہ استقرار تب ہی پایا جائے گا تو اس صورت میں قضاء لازم ہوگی روزہ ٹوٹ جائے گا البتہ کفارہ کسی صورت میں لازم نہیں آئے گا کیونکہ صورتاً فطر نہیں یعنی منہ کے ذریعے ابتلاع نہیں اب چاہے صلاح بدن ہو جیسا کہ حقنہ میں دوائی مقعد سے ڈالی جاتی ہے لیکن کفارہ لازم نہ آئے گا صورۃً عدم فطر کی وجہ سے۔شامیہ میں ہے:

قوله (أو احتقن أو استعط)---وعدم وجوب الكفارة في ذلك هو الأصح لأنها موجب الإفطار صورة ومعنى والصورة الابتلاع كما في الكافي وهي منعدمة والنفع المجرد عنها يوجب القضاء فقط

(شامية ۲/۴۰۲)

ترجمہ:(مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا قول: مقعد سے دواء ڈالے یا ناک سے)---اس میں کفارہ لازم نہ آنا یہ ہی اصح ہے کیونکہ کفارہ موجب (بفتح الجیم یعنی واجب ہوتا) ہے صورۃً اور معناً افطار کی صورت میں اور صورت فطر نگلنا ہے جیسا کہ کافی

میں ہے اور یہ بات یہاں معدوم ہے اور صرف نفع جس میں نگلنا نہ ہو فقط قضاء لازم کرتا ہے۔

مقعد سے متعلق جدید طب کا اعتراض

مقعد سے متعلق بعض حضرات نے جدید طب کے حوالے سے یہ اعتراض پیش کیا ہے کہ جوف معدہ اور خارج کے درمیان بڑی آنتیں اور چھوٹی آنتیں حائل ہیں اور ان کے ذریعے کسی چیز کا جوفِ معدہ تک پہنچنا ممکن نہیں یہ صرف خارج کرتی ہیں طب جدید کے اس شبہ اور وہم کا جواب یہ ہے کہ فسادِ صوم کا مدار نفسِ دخول پر ہے اس کا معدہ تک پہنچنا ضروری نہیں، فقہاء نے تصریح کی ہے کہ مقعد میں نفسِ دخول مفسد صوم ہوگا نیز اگلے آنے والے منفذ فرج یعنی عورت کی شرمگاہ (موضع جماع) سے متعلق بھی فقہاء نے ساتھ ہی صراحت فرمائی ہے کہ دُبر اور فرج داخل میں کسی چیز کا رکھنا ہی مفسد ہے معدے تک پہنچنا ضروری نہیں یہ خود جوف ہیں نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ جوفِ معدہ طبعاً چیز کو کھینچتا ہے اور اس کے اثرات کو اخذ کرتا ہے (اگرچہ عین کو اخذ نہ کرے) گویا جدید طب کے شبہ کو فقہاء پہلے ہی زائل کر چکے ہیں کہ معدہ ضرورت کے وقت خود چیز کے اثرات جذب کرتا ہے "فتجتذبه لحاجتها اليه(فتح القدير ۳۴۸/۲) ترجمہ: یعنی معدہ کھینچتا ہے اپنی حاجت پوری کرنے کیلئے، لہذا مقعد میں نفسِ دخول مفسد ہوگا۔ فتح القدیر میں ہے:

هذا يقتضي في حشو الدبر وفرجها الداخل عدم الفساد ولا مخلص إلا بإثبات أن المدخل فيهما تجتذبه الطبيعة فلا يعود إلا مع الخارج المعتاد وهو في الدبر معلوم لمن فعل ذلك بفتيلة دواء أو صابونة غير أنا لا نعلم في غيره أن شأن الطبيعة ذلك في كل مُدخَل كالخشبة أو فيما

يتداوى به لقبول الطبيعة إياه فتجتذبه لخاجتها إليه وفي القبل ذكرت لنا من تضع مثل الحمصة لتسد بها في الداخل تحرزا من الحبل أنها لا تقدر على إخراجها حتى تخرج هي بعد أيام مع الخارج

(فتح القدير ۲/۳۴۸)

ترجمہ: یہ تقاضا کرتا ہے کہ مقعد اور عورت کے شرمگاہ کے اندرونی حصے میں رکھی روئی وغیرہ سے روزہ نہ ٹوٹے اور اس سے کوئی جائے خلاصی نہیں سوائے اس کے کہ یہ ثابت کریں کہ ان دونوں میں داخل شئی کو طبیعت کھینچتی ہے پس وہ اگر واپس نکال بھی لی جائے تو عادتاً نکلنے والی چیز کے ساتھ نکلتی ہے اور یہ بات مقعد میں تو بالکل معلوم (ومعروف) ہے جس نے تجربہ کیا ہو کسی دواء کی بتی یا صابون کے ذریعے ہاں ہم یہ نہیں جانتے کہ طبیعت ہر داخل کردہ شئی کو ایسے ہی کھینچتی ہے جیسے لکڑی یا جس کے ذریعے علاج کیا جائے صرف اسے کھینچتی ہے کیونکہ اس کی ضرورت ہے طبیعت کو اور عورت کی شرمگاہ سے متعلق ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ جو عورت چنے کے دانے کے مثل چیز شرمگاہ میں رکھے اندر (رحم) کو بند کرنے کیلئے تاکہ حمل نہ ٹھہرے کہ وہ عورت اس چیز کو نہیں نکال سکتی یہاں تک کے وہ کچھ دن بعد عادتاً نکلنے والی چیز کے ساتھ خود نکلے۔

نیز شامیہ میں اس پر مزید تحقیق ہے:

ولا مخلص إلا بإثبات أن المدخل فيهما تجذبه الطبيعة فلا يعود إلا مع الخارج المعتاد وتمامه في الفتح قلت الأقرب التخلص بأن الدبر والفرج الداخل من الجوف إذ لا حاجز بينهما وبينه فهما في حكمه

والفم والأنف وإن لم يكن بينهما وبين الجوف حاجز إلا أن الشارع اعتبرهما في الصوم من الخارج (شامية ۲/۴۰۰)

ترجمہ: اس سے کوئی جائے خلاصی نہیں مگر یہ کہ یہ بات ثابت کی جائے کہ ان میں داخل شئی کو طبیعت کھینچتی ہے پس وہ واپس نہیں آتی مگر عادتاً نکلنے والی چیز کے ساتھ اس کی مکمل بحث فتح القدیر میں ہے، میں کہتا ہوں زیادہ بہتر جائے خلاصی یہ ہے کہ کہا جائے کہ دبر اور عورت کی شرمگاہ خود جوف ہیں کیونکہ ان دونوں اور جوف کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں پس یہ دونوں جوف کے ہی حکم میں ہیں اور منہ اور ناک میں بھی اگرچہ جوف اور ان دونوں کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں (لہذا ناک اور منہ کو بھی جوف شمار کرنا چاہیے) مگر اس کا جواب یہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے ان دونوں کو روزے کے باب میں خارج شمار کیا ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ تحقیق بھی فرمادی کہ دبر اور شرمگاہ خود جوف ہیں جیسا کہ ہم نے صریح عبارت سے یہ ثابت کیا ہے کہ معدے تک پہنچنا فسادِ صوم کے لئے ضروری نہیں البتہ ان دونوں کو جوف قرار دینے پر ناک اور منہ کے ذریعے اعتراض وارد ہوتا ہے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب بھی دے دیا کہ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ نفس منہ اور ناک میں چیز ڈالنے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے لیکن شریعت نے انہیں خارج شمار کیا ہے جیسا کہ غسل جنابت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مضمضہ اور استنشاق فرمایا ہے نیز اس میں حرج ہے، لہذا انہیں شرعاً خارج قرار دیا گیا ہے باقی حلق سے چیز اتر جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا نیز دبر اور فرج داخل میں حرج نہیں لہذا ان میں چیز رکھنا ہی مفسد ہوگا، نیز بعض تابعین کے آثار میں بھی روزے دار کے لیے حقنہ سے منع وارد ہوا ہے:

في الحقنة للصائم، وماذكر فيها. حدثنا ابن علية، عن ابن جريج، قال: سأل مغيث عطاء: أيستدخل الرجل الشيء؟ قال: لا

(مصنف ابن ابی شیبة ۳۰۶/۲)

ترجمہ: ابن جریج سے نقل ہے کہ مغیث نے عطاء سے پوچھا کہ کوئی آدمی (روزے میں) کوئی چیز اندر داخل کرسکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔

ایک اور اثر میں ہے:

عن عامر : أنه سئل عن الحقنة للصائم ؟ فقال : إني لأكرهها للمفطر ، فكيف للصائم (مصنف ابن ابی شیبة ۳۰۶/۲)

ترجمہ: عامر سے نقل ہے کہ ان سے روزے دار کیلئے مقعد میں دوائی ڈالنے سے متعلق پوچھا گیا انہوں نے جواب میں فرمایا کہ میں یہ عمل غیر روزے دار کیلئے ناپسند کرتا ہوں چہ جائیکہ روزے دار ایسا کرے۔

مصنف عبدالرزاق میں ایک اثر ہے:

عن ابن جريج عن عطاء كره أن يستدخل الإنسان شيئا في رمضان بالنهار فإن فعل فليبدل يوما ولا يفطر ذلك اليوم

(مصنف عبد الرزاق ۱۹۹/۴)

ترجمہ: ابن جریج عطاء سے نقل کرتے ہیں کہ وہ مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی انسان رمضان میں دن کے اوقات میں کوئی چیز اندر داخل کردے اگر ایسا کرتا ہے تو ایک دن اس کے بدلے قضاء کرے گا اور اس دن بھی وہ افطار نہیں کرے گا۔

اس ساری بحث سے ثابت ہوا کہ مقعد معتبر منفذ ہے اور اس سے داخل کی

جانے والی چیز مفسد ہوگی اور اس میں فسادِ صوم کیلئے وہی اصول چلے گا جو ابتداء میں بیان ہوا۔ ادخال بفعلہ یا صلاح بدن ہو، لہذا اگر خشک لکڑی خود مقعد میں داخل کرتا ہے اور غائب کر دیتا ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا جوف معدہ تک پہنچنا ضروری نہیں اور اگر حقنہ وغیرہ کے ذریعے مقعد میں دوائی ڈلوائی جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ دواء میں صلاح بدن ہے، تر لکڑی اور انگلی داخل کر کے نکال لینے سے بھی روزہ فاسد ہو جائے گا چاہے لکڑی غائب نہ ہو کیونکہ تری مقصود ہے جو کہ اندر رہ جائے گی۔

(۵) فرج

عورت کی فرج داخل یعنی شرمگاہ (موضع جماع) بھی منفذ ہے کیونکہ حدیث "الا ان تکون صائماً" سے ثابت ہونے والی انف ناک سے اخذ کی گئی، منفذ کی تعریف فرج پر بھی صادق آتی ہے کہ ایسا سوراخ جس میں بلا تکلف انگلی وغیرہ چلی جائے لہذا فرج داخل میں کوئی چیز ڈالنے یا رکھنے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، البحر الرائق میں ہے:

إن المرأة إذا حشت الفرج الداخل فسد صومها

(البحر الرائق ۲/۴۸۷) المكتبة الرشيدية

ترجمہ: کہ عورت اگر فرج داخل میں روئی وغیرہ رکھتی ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

نیز فتح القدیر اور شامیہ کی عبارات گزشتہ عنوان میں مقعد کی بحث کے تحت ذکر ہوئیں ان میں بھی فرجِ داخل میں روزہ ٹوٹنے کا حکم ذکر ہے یہ بحث بالکل واضح اور مصرح ہے۔

عورت کی شرمگاہ سے متعلق طب جدید کا اعتراض

اس کے مقابلے میں طب جدید کا یہ اعتراض کہ عورت کی اندام نہانی سے جوف تک صرف ایک نالی ہے اور وہ بند ہے کبھی خاص صورت میں کھلتی ہے وغیرہ وغیرہ بے معنی ہے۔ اندام نہانی تک چیز کا جانا ضروری ہی نہیں فرج داخل میں غائب ہونے سے ہی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ سہل اور عام فہم اصول ہے ہم نے اس تحریر کی ابتداء میں ہی واضح کر دیا کہ مدار نفسِ دخول پر ہے اور آمّۃ، جائفۃ والا مسئلہ اس پر دال ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اغلب کا اعتبار کرتے ہیں کہ ظن غالب ہے کہ دواء معدے تک پہنچ جائے گی۔ ھندیہ میں ہے "فعند ابی حنیفة یفطر للوصول عادةً" (ھندیۃ ۱/۲۰۴) جسے علامہ رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے "لسرعة وصوله "ترجمہ: کہ تر دواء تیزی سے معدے تک پہنچتی ہے۔ (رافعی تحت الشامیۃ ۲/۳۹۷) سے تعبیر کیا ہے لہذا ہم نے اس بحث میں نہیں پڑنا کہ وہ چیز اندر جا کر کہاں تک پہنچ رہی ہے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ابتداء میں واضح اصول ذکر کیا گیا ہے کہ ادخال بفعلہ یا صلاح بدن بشرط استقرار (دونوں میں) مفسد صوم ہے اس اصول کو مختلف پیراؤں میں بدائع، درمختار، خانیہ وغیرہ میں ذکر کیا گیا ہے نیز یہ جاننا کہ اندر چیز کہاں تک پہنچی ہے متعذر ہے اگر اس پر مسئلے کا مدار رکھیں گے تو حرج لازم آئے گا لہذا جبکہ جدید طب بھی اندام نہانی سے جوف معدے تک نالی کی قائل ہے تو بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہوگا کہ فرج داخل میں ڈالی گئی چیز روزے کیلئے مفسد ہوگی کیونکہ اس کے معدے تک پہنچنے کا احتمال تو بہرحال آ گیا۔ یاد رہے یہ کہ بات ہم نے اولویت کے درجہ میں ذکر کی ہے ورنہ دواء کا پہنچنا ضروری نہیں دواء صرف اندر چلی جائے اور جوف تک نہ بھی پہنچے روزہ بہرحال ٹوٹ جائے گا کما بیّنا

ووضحنا۔

نیز عورت مفضاۃ بھی ہوجاتی ہے جس بناء پر اس کا اگلا پچھلا راستہ ایک ہوجاتا ہے لہذا یہاں بہت سے احتمالات ایسے ہیں جو فرج داخل میں ڈالی گئی شئی کے مفسد ہونے پر دال ہیں۔

(۶) قُبُل (عورت کی پیشاب گاہ)

عورت کی قُبل (پیشاب کرنے کی جگہ) منفذ ہے اور اس سے داخل کی گئی شئی مفسد صوم ہوگی اس پر فقہاء حنفیہ کا اتفاق ہے۔ قبل پر مقیس علیہ الف سے ماخوذ منفذ کی تعریف صادق آتی ہے لہذا عورت کی پیشاب گاہ میں داخل کردہ دوائی یا لکڑی وغیرہ مفسد صوم ہوگی۔ درمختار میں ہے:

واما فی قبلها فمفسد اجماعاً لانه کالحقنة (الدر المختار ۲/۴۰۰)

ترجمہ: جہاں تک تعلق ہے عورت کی پیشاب گاہ کا تو اس میں اجماع ہے کہ اس میں (چیز داخل کرنے سے) روزہ فاسد ہوجائے گا کیونکہ یہ مقعد سے دواء لینے کی طرح ہے۔

بحر میں ہے:

الإقطار في قبل المرأة يفسد الصوم بلا خلاف على الصحيح كذا في غاية البيان وفي الولوالجية أنه يفسد بالاجماع وعلله في فتح القدير بأنه شبيه بالحقنة (البحر الرائق ۲/۴۸۸)

ترجمہ: عورت کی پیشاب گاہ میں قطرے ڈالنا روزے کو فاسد کردے گا اس میں کسی کا اختلاف نہیں صحیح قول کے مطابق یہ ہی غایۃ البیان میں ہے اور ولوالجیۃ

میں ہے کہ بالاجماع اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور فتح القدیر میں اس کی یہ علت بیان ہے کہ یہ مقعد سے دواء ڈالنے کے مشابہ ہے۔

دیکھیں عورت کی شرمگاہ منفذ معتبر ہے لہذا اس میں بالاجماع حقنہ کی طرح روزہ ٹوٹ جائے گا مرد کی پیشاب گاہ چونکہ منفذ نہیں اور اس میں دواء ڈالنا حقنہ (مقعد میں دواء ڈالنے) کی طرح نہیں لہذا وہاں اجماع نہیں جبکہ یہاں عورت کی پیشاب گاہ منفذ ہے گویا مدار منفذ ہونے پر ہے مثانہ سے جوف تک راستہ ہونے یا نہ ہونے پر نہیں هذا ما يظهر من كلام المتقدمين الحنفية۔

نیز اس کے علاوہ دیگر کتب فقہ میں بھی اتفاق نقل ہے کہ عورت کی قبل میں دواء ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جائے گا اور یہ منفذ معتبر ہے۔

یہاں تک ہم نے چھ منافذ معتبرہ ذکر کر دیئے جن میں سے منہ منفذ معتاد تھا اور بقیہ پانچ ناک، کان، مقعد، فرج، قبل منافذ غیر معتادہ تھے ناک کے ذیل میں دماغ کے جوف ہونے کو بھی ثابت کیا گیا۔

مسام

اب ہم مسام پر بحث کریں گے مسام کے ذریعے کوئی چیز جسم کے اندر داخل ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مسام کی تعریف یہ ہے "المسام الذی هو خلل البدن" (شامیة ۳۹۵/۲) یعنی جسم کے چھوٹے چھوٹے سوراخوں کو مسام کہا جاتا ہے۔ مسامات سے روزہ ایک تو اس لیے نہیں ٹوٹتا کیونکہ ان پر منافذ کی تعریف صادق نہیں آتی کیونکہ ان میں بلاتکلف انگلی وغیرہ نہیں جا سکتی نیز مختلف نصوص صحیحہ سے بھی مسام کے ذریعے روزہ نہ ٹوٹنے کی صراحت ملتی ہے مثلاً صحیح بخاری کی حدیث ہے:

أنه سمع أبا بكر بن عبد الرحمن كنت أنا وأبي فذهبت معه حتى دخلنا على عائشة رضي الله عنها قالت أشهد على رسول الله صلى الله عليه وسلم إن كان ليصبح جنبا من جماع غير احتلام ثم يصومه

(بخاری ۱/۲۵۸)

ترجمہ: کہ انہوں نے ابو بکر بن عبد الرحمٰن سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ میرے والد مجھے ساتھ لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح جنبی ہونے کی حالت میں کرتے احتلام کیوجہ سے نہیں بلکہ جماع کی وجہ سے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے سے رہتے (یعنی فجر کی نماز سے پہلے سحری کے وقت کے نکل جانے کے بعد غسل کرتے)۔

نیز بخاری شریف میں ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل ہے وہ فرماتے ہیں:

إن لي أبزن أتقحم فيه وأنا صائم (بخاری ۱/۲۵۸)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میرے پاس ابزن (حوض کی طرح پتھر کا بنا ہوا) ہے جس میں باوجود روزے سے ہونے کے میں داخل ہو جاتا ہوں۔

فتح الباری میں اس کے تحت ہے:

وكان الابزن كان ملان ماء فكان أنس إذا وجد الحر دخل فيه يتبرد بذلك (فتح الباری ۴/۱۲۴)

ترجمہ: ابزن پانی سے بھرا ہوتا تھا پس حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گرمی محسوس کرتے تو اس میں داخل ہو جاتے اور اس سے ٹھنڈک حاصل کرتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے:

وبل ابن عمر ثوباً فالقاه عليه وهو صائم (بخاری ۱/۲۵۸)

ترجمہ: اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کپڑے کو تر کیا اور اپنے اوپر ڈال لیا اس حال میں کہ وہ روزے سے تھے۔

نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بخاری میں موقوفاً روایت نقل ہے:

وقال ابن مسعود إذا كان صوم أحدكم فليصبح دهينا مترجلا (بخاری ۱/۲۸۵)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو روزہ رکھنا ہو تو وہ صبح کو اس طرح اٹھے کہ تیل لگا ہوا ہو اور کنگھی کی ہوئی ہو۔

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عن الحسن بن علي : قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم تحفة الصائم الدهن والمجمر (ترمذی ۱/۱۶۵)

ترجمہ: حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزے دار کیلئے تیل اور دھونی تحفہ ہیں۔

سرمہ سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

عن أنس بن مالك : قال جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه و سلم فقال اشتكت عيني أفأكتحل وأنا صائم؟ قال نعم (ترمذی ۱/۱۵۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میری آنکھ میں تکلیف ہے کیا میں روزے کی حالت میں سرمہ لگالوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔

ان احادیث وآثار سے معلوم ہوا کہ مسام کے ذریعے جسم میں داخل ہونے والی چیز مفطر صوم نہ ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے روزہ ٹوٹنے کا حکم صادر نہیں فرمایا۔

جسم میں کل تین مسام ہیں(۱)پورے جسم کے چھوٹے چھوٹے سوراخ (۲)آنکھ(۳)ناف۔

(۱)پورے جسم کے مسام

پورے جسم کے جو چھوٹے سوراخ ہیں یہ سب مسام ہیں کیونکہ ان پر ناک کے ذریعے ثابت منفذ کی تعریف صادق نہیں آتی نیز بخاری شریف کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہم نے ذکر کردی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل جنابت فرماتے تھے حالانکہ روزے سے ہوتے تھے نیز صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل کا بھی ذکر آیا کہ وہ کس طرح بدن پر ٹھنڈا کپڑا یا پانی میں جسم داخل کر کے تبرید حاصل کرتے تھے اور ان سب کے دوران لازمی بات ہے کہ پانی اور ٹھنڈک جسم کے مسامات کے ذریعے اندر جاتی ہے لیکن اسے مفسد صوم نہیں سمجھا گیا۔

مسامات میں انجکشن وغیرہ سے متعلق جدید طب کے شبہات

اس ذیل میں بعض حضرات کو یہ شبہ ہوا ہے کہ جدید طب کی رو سے جو انجکشن وغیرہ مسامات میں لگتے ہیں کیونکہ وہ جسم کیلئے کافی طاقت بخش ہوتے ہیں بلکہ بسا اوقات مریض کئی کئی دن انجکشن اور ڈرپوں پر زندہ رہتا ہے لہذا ان سے صلاح بدن کا حاصل ہونا زیادہ واضح اور مسلّم ہے چنانچہ ان سے روزہ ٹوٹنا چاہیئے۔اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ شریعت فقہی اصول اور نصوص پر عمل کا نام ہے نہ کہ قیاس آرائی اور از خود اجتہاد کا۔جب شریعت نے ایک اصول طے فرمادیا کہ منفذ سے داخل شئ روزہ کیلئے مفسد ہے اور ہم نے مختلف

احادیث کے نصوص سے تمام منافذ کو فقہاء کی تصریحات کی روشنی میں ثابت کر دیا تو پھر مسامات سے داخل شئ کو مفسد قرار دینا محل نظر ہی نہیں بلکہ شرعی مسائل میں دخل اندازی ہے اور بندہ اسے کہیں سے بھی ایک معقول اقدام قرار نہیں دے سکتا چہ جائیکہ مسام سے متعلق نصوص بھی موجود ہیں کہ ان سے داخل شئ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مفسد قرار نہیں دیا جیسا کہ بخاری شریف کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت نقل کی گئی:

وقال ابن مسعود إذا كان صوم أحدكم فليصبح دهينا مترجلا

(بخاری ۱/۲۸۵)

ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو روزہ رکھنا ہو تو وہ صبح اس طرح کرے کہ تیل لگا ہوا ہو اور کنگھی کی ہوئی ہو۔

تیل لگانا بہت بڑی منفعت ہے لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روزے دار اسے ضرور لگائے جبکہ اس کی منفعت دواء کی طرح واضح ہے اسکے علاوہ مختلف احادیث وآثار گزشتہ صفحہ پر مسام کی بحث کے تحت گزرے جن سے مسام کے ذریعے داخل شئ کا غیر مفسد ہونا معلوم ہوتا ہے۔ فقہاء نے بھی اس کی تصریح واضح انداز میں فرمائی ہے، شامیہ میں ہے:

قوله (وإن وجد طعمه في حلقه) أي طعم الكحل أو الدهن كما في السراج وكذا لو بزق فوجد لونه في الأصح بحر قال في النهر لأن الموجود في حلقه أثر داخل من المسام الذي هو خلل البدن والمفطر إنما هو الداخل من المنافذ للاتفاق على أن من اغتسل في ماء فوجد برده

في باطنه أنه لا يفطر (شامية ۲/۳۹۵)

ترجمہ: مصنف کا قول: (اگر چہ اس کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو) یعنی سرمہ یا تیل کا ذائقہ جیسا کہ سراج میں ہے اور اسی طرح اگر تھوکتا ہے اور ان کا رنگ (تھوک میں) ہو تو بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا اصح قول کے مطابق بحر، نھر میں کہا ہے کہ کیونکہ حلق میں موجود چیز ایک اثر ہے جو مسام سے داخل ہوا ہے جو کہ بدن کے سوراخ ہیں مفطر تو منافذ سے داخل چیز ہوتی ہے کیونکہ اتفاق ہے کہ جو شخص غسل کرے پانی میں اور اس کی ٹھنڈک اندر محسوس کرے کہ اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔

نیز بحر میں ہے:

كذا لو صب في عينه لبن أو دواء مع الدهن فوجد طعمه أو مرارته في حلقه لا يفسد صومه (البحر الرائق ۲/۲۷۷)

ترجمہ: اسی طرح اگر اپنی آنکھ میں دودھ یا دواء تیل کے ساتھ ملا کر ڈالتا ہے اور اس کا ذائقہ یا کڑواہٹ حلق میں محسوس ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

دیکھیں بحر کا حوالہ کتنا واضح ہے کہ آنکھ کے ذریعے کوئی دوائی یا دودھ وغیرہ ڈال رہا ہے اور دواء کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو رہا ہے لیکن اسے مفسدِ صوم قرار نہیں دیا گیا کیونکہ یہ مسام (آنکھ) سے داخل ہوا ہے اس کے علاوہ بھی بے شمار جزئیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مسام سے داخل شئ مفطر نہ ہوگی۔

الغرض انجکشن وغیرہ اگر چہ جسم کو طاقت بخشیں لیکن چونکہ یہ مسامات کے ذریعے جسم میں داخل ہو رہے ہیں اور مسام سے داخل شئ مفسد نہیں ہوتی لہذا ان سے روزہ نہیں ٹوٹے گا یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ روزے دار کیلئے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پانی

میں داخل ہونے اور تر کپڑے سے جسم کو ٹھنڈک پہنچانے کی کراہت منقول ہے تو اس کا جواب تقریباً تمام فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے دیا ہے کہ وہ روزہ کی عبادت سے تنگ دل ہونا اور بے قراری ظاہر کرتا ہے اس لیے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا فرمایا، باقی فسادِ صوم کے وہ ہرگز قائل نہیں۔ فتح القدیر میں ہے:

وإنما كره أبو حنيفة ذلك أعنى الدخول في الماء والتلفف بالثوب المبلول لما فيه من إظهار الضجر في إقامة العبادة لا لأنه قريب من الإفطار (فتح القدير ۲/۳۳۰) دار الفكر

ترجمہ: اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ناپسند فرمایا اسے یعنی پانی میں داخل ہونے اور تر کپڑے کو جسم پر لپیٹنے وغیرہ کو کیونکہ اس میں عبادت سے بے قراری کا اظہار ہے، ایسا نہیں کہ یہ روزہ ٹوٹنے کے قریب بھی ہو۔

انجکشن سے متعلق ایک وضاحت

نیز ایک اور وضاحت یہ بھی ضروری ہے کہ براہِ راست معدہ یا دماغ میں انجکشن مفسد صوم ہے کیونکہ یہاں کوئی حائل ہی نہیں جیسا کہ آمّہ اور جائفہ میں دواء لگانے میں فقہاء نے صراحت کی ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ دواء دماغ یا معدہ میں پہنچ جائے گی[1] لہذا یہ منافذ یا مسام کی بحث سے ہی خارج مسئلہ ہے۔ آمّہ، جائفہ میں فقہاء نے کہیں اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ چونکہ یہ منفذ ہیں اس لیے ان سے دواء پہنچنا مفسد صوم ہے بلکہ براہِ راست دواء کا دماغ یا معدہ تک پہنچ جانا یہ روزہ کو توڑ دے گا۔ اسی بناء پر نجم الفتاوی (۳/۳۱۷) میں یہ فتوی نقل ہے کہ اگر براہِ راست معدے یا دماغ میں انجکشن لگا دے تو

---

[1] فعند أبي حنيفة رحمه الله تعالى يفطر للوصول عادة (هندية ۱/۲۰۴)

روزہ ٹوٹ جائے گا البتہ اگر مسام (رگ گوشت وغیرہ) میں لگائے اور اس کا اثر جوف تک پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(۲) آنکھ

دوسرا مسام آنکھ ہے آنکھ کے ذریعے جسم میں داخل شئ مفسد صوم نہیں آنکھ چربی کا ایک ٹکڑا ہے جو بظاہر موجود سوراخ کے اندر حائل ہے اس کے اندر ڈالی گئی شئ مسامات کے ذریعے جسم میں داخل ہوتی ہے آنکھ پر منفذ کی تعریف یعنی ایسا سوراخ جس میں بلا تکلف انگلی جا سکے صادق نہیں آتی، لہذا اس میں داخل چیز مفسد صوم نہ ہوگی۔ شامیہ میں ہے:

قوله (لا غسل باطن العينين الخ) لأنه شحم يضره الماء (شامية ۱/۹۷)

ترجمہ: مصنف کا قول: (نہ کہ آنکھوں کے اندرونی حصے کا دھونا) کیونکہ وہ چربی ہے جسے پانی نقصان پہنچاتا ہے۔

اسی طرح شامیہ میں ہے:

قوله (كعين) لأن في غسلها من الحرج ما لا يخفى لأنها شحم لا تقبل الماء وقد كف بصر من تكلف له من الصحابة كابن عمر وابن عباس (شامية ۱/۱۵۲)

ترجمہ: مصنف کا قول: (جیسا کہ آنکھ) کیونکہ آنکھ کو دھونے میں ایسا حرج ہے جو کہ مخفی نہیں کیونکہ وہ چربی ہے پانی کو قبول نہیں کرتی اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا تکلف کیا ان کی بینائی کمزور ہوگئی جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

آنکھ میں سرمہ اور دواء لگانے کا احادیث وآثار سے ثبوت

آنکھ میں سرمہ لگانا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خود ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت بھی مرحمت فرمائی ہے۔ حدیث مبارک ہے:

وعن بريرة مولاة عائشة قالت : رأيت النبي صلى الله عليه و سلم يكتحل بالإثمد وهو صائم (مجمع الزوائد ۲۹۵/۳)

ترجمہ: بریرۃ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مولاۃ (آزاد کردہ باندی) سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اثمد سرمہ لگا رہے تھے درآنحالیکہ روزے سے تھے۔

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے:

عن أنس بن مالك : قال جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه و سلم فقال اشتكت عيني أفأكتحل وأنا صائم؟ قال نعم (ترمذی ۱۵۴/۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میری آنکھ میں تکلیف ہے کیا میں سرمہ لگالوں، درآنحالیکہ میں روزہ سے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

ایک اور حدیث میں ہے:

عن عائشة قالت اكتحل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهو صائم (ابن ماجة ۱۲۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرمہ لگایا درآنحالیکہ آپ روزے سے تھے۔

اسی طرح مصنف ابن ابی شیبہ کا ایک اثر ہے:

عن ابن جريج ، قال : قلت لعطاء : الصبر يكتحل به الصائم ؟ قال : نعم ، إن شاء (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۰۴)

ترجمہ: ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا صبر کے ذریعے روزے دار سرمہ لگا سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔

ایک اور اثر میں ہے:

عن أبي سفيان ، عن الحسن ؛ أنه كان لا يرى بأسا أن يذر الصائم عينه بالذرور (مصنف ابن ابی شیبۃ ۲/۳۰۷) دار الکتب العلمیۃ

ترجمہ: سفیان حسن سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ روزے دار آنکھ میں دواء ڈالے۔

صبر ایسی مائع دواء ہے جو آنکھ میں ڈالی جاتی ہے اور ذرور آنکھ یا زخم میں دواء چھڑکنے کو کہتے ہیں[1]۔ نیز بخاری شریف میں ہے:

ولم ير أنس والحسن وإبراهيم بالكحل للصائم بأسا (بخاری ۱/۲۵۸)

ترجمہ: اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ روزے دار کیلئے سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

ان احادیث وآثار سے یہ بات ثابت ہوئی کہ روزہ دار سرمہ یا مائع ادویہ کے قطرات وغیرہ ڈال سکتا ہے نیز ابھی مسام کی بحث میں بحر اور دیگر کتب کے حوالے سے گزرا کہ آنکھ میں دواء یا دودھ وغیرہ ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ ان کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو۔ یہ سب صراحتیں نیز آنکھ پر منفذ کی تعریف صادق نہ آنا یہ بات واضح طور پر

---

[1] الصبر عصارۃ شجر مر (القاموس الفقہی ۲۰۶)

ثابت کرتی ہیں کہ مسئلہ بالکل واضح ہے اس ذیل میں مزید قیل وقال کی گنجائش نہیں۔

لہذا جدید طب کا یہ کہنا کہ آنکھ کے اندر ٹیوب ہے اور اس کے ذریعے دواء وغیرہ حلق تک پہنچتی ہے یہ بے جا ہے بلکہ اس اصول کو مزید تقویت دیتا ہے کہ منفذ سے دخول معتبر ہے مسام سے نہیں باقی اندر کے ہم مکلف نہیں اور نہ ہر ایک کو شریعت اس تکلیف میں ڈالتی ہے فقہاء نے یہاں تک صراحت کر دی کہ اس کا رنگ اور ذائقہ بھی محسوس ہو جائے تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا کیونکہ منفذ سے داخل نہیں ہوا باقی اندر حلق تک مسام سے پہنچے یا ٹیوب سے یہ خارج از بحث ہے، جبکہ احادیث کے صریح نصوص بھی اس ذیل میں موجود ہیں۔

آنکھ میں سرمہ سے متعلق "لیتقہ الصائم" والی حدیث کا جواب

البتہ ایک حدیث میں سرمہ سے متعلق "لیتقه الصائم" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ روزے دار کو چاہیئے کہ سرمہ سے بچے تو اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے دوسرا یہ کہ ممکن ہے کہ احتیاطاً فرمایا ہو کہ نہ لگاؤ ورنہ لگانے سے روزہ ٹوٹنے کا تو اس حدیث میں بھی ذکر نہیں اور وہ حدیث یہ ہے:

النعمان بن معبد بن هوذة عن أبيه عن جده عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه أمر بالإثمد المروح عند النوم وقال: ليتقه الصائم قال أبو داود قال لى يحيى بن معين هو حديث منكر يعنى حديث الكحل

(ابو داؤد ۱/۳۴۴)

ترجمہ: نعمان بن معبد اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے

ہیں کہ آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے سوتے وقت اثمد مروح لگانے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ چاہیے کہ روزے دار اس سے پرہیز کرے۔ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے یعنی سرمہ والی حدیث۔

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ تبیین الحقائق میں فرماتے ہیں:

" عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم اكتحل وهو صائم (رواه الدار قطني) ولا فرق بين أن يجد طعم الكحل في حلقه أو لم يجد وكذا لو بزق ووجد لونه في الأصح وقال مالك وأحمد يفسد صومه إذا وصل إلى حلقه لما روي أنه صلى الله عليه وسلم أمر بالإثمد المروح عند النوم وقال ليتقه الصائم ولنا ما روينا ولأنه ليس بين العين والدماغ مسلك والدمع يخرج بالترشح كالعرق والداخل من المسام لا ينافيه على ما ذكرنا ولأن ما يجده في حلقه أثر الكحل لا عينه فلا يضره كمن ذاق الدواء ووجد طعمه في حلقه ولا يمكن الامتناع عنه فصار كالغبار والدخان ولئن كان عينه فهو من قبيل المسام فلا يفطره وما رواياه منكر قال يحيى بن معين فلا يصح الاحتجاج به ولئن صح فهو محمول على أنه صلى الله عليه وسلم قال ذلك شفقة عليهم لاحتمال أنه صلى الله عليه وسلم عرف في الإثمد صفة لا توافق الصائم كالحرارة ونحوه"

(تبيين الحقائق ۲/۱۷۰)

ترجمہ: اور جہاں تک تعلق ہے سرمہ لگانے کا تو وہ اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے روزے کی حالت میں سرمہ لگایا

اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ سرمہ کا ذائقہ اپنے حلق میں پائے یا نہ پائے اور اسی طرح اگر وہ تھوکتا ہے اور تھوک میں سرمہ کا رنگ نظر آئے اصح قول کے مطابق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ ٹوٹ جائے گا جب وہ اس کے حلق تک پہنچ جائے کیونکہ مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اثمد مروح کا حکم فرمایا سوتے وقت اور فرمایا روزے دار کو چاہیے کہ اس سے بچے اور ہماری دلیل وہی روایت ہے جو بیان کی اور اس لئے کہ آنکھ اور دماغ کے درمیان راستہ نہیں اور آنسو تو رس کر نکلتے ہیں پسینہ کی طرح اور مسامات سے داخل چیز روزے کے منافی نہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور اس لئے کہ جو حلق میں پاتا ہے وہ سرمہ کا اثر ہے نہ کہ بعینہ سرمہ پس یہ اس کے لئے مضر نہیں جیسا کہ ایک شخص دواء چکھے اور اس کا ذائقہ حلق میں محسوس کرے اور اس سے بچنا ممکن نہیں پس یہ غبار اور دھوئیں کی طرح ہوگیا اور اگر وہ بعینہ سرمہ بھی ہو تو یہ مسام کی قبیل سے ہے پس اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اور جو ان دونوں حضرات نے روایت نقل کی وہ منکر ہے۔ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے دلیل پکڑنا درست نہیں اور اگر صحیح بھی مان لیں تو وہ اس بات پر محمول ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفقۃً ایسا فرمایا اس احتمال کی بناء پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان گئے تھے کہ سرمہ میں ایسا وصف ہے جو روزے دار کیلئے موافق نہیں مثلاً گرمی وغیرہ۔

(۳) ناف

اس کے علاوہ ناف میں بھی سوراخ ہے جو بظاہر منفذ کے مانند ہے لیکن اندر

سے وہ بالکل بند ہے لہذا فقہاء کرام نے اس کا ذکر ہی نہیں فرمایا۔اس سوراخ میں انگلی جانا ممکن ہی نہیں لہذا ناف مسام کے حکم میں ہے اس میں اگر تیل وغیرہ ڈالا جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ ناف سے متعلق حیرانگی کی بات یہ ہے کہ کسی کتاب میں اس کا حوالہ موجود نہیں، فقہاء نے مفسدات صوم میں جسم کے ایک ایک عضو کا ذکر کیا ہے مگر ناف کا ذکر نہیں کیا، اس کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ ناف کو مطلقاً مسام مان لیا ہے۔

مخرج

منافذ اور مسام کے علاوہ دو مخرج بھی جسم میں موجود ہیں، مخرج سے مراد وہ سوراخ ہیں جن میں بلا تکلف انگلی وغیرہ داخل نہیں کر سکتے البتہ بتکلف چیز ان میں داخل کی جاسکتی ہے۔مخرج دراصل وہ ہیں جن کے ذریعے چیزیں جسم سے باہر آتی ہیں اور یہ مخرج دو ہیں:

(۱) احلیل (مرد کی شرمگاہ) (۲) پستان

(۱) احلیل (مرد کی پیشاب گاہ)

پہلا مخرج احلیل ہے، یہاں ایک بات واضح رہے کہ قُبُل یعنی عورت کی پیشاب کی جگہ چونکہ منفذ معتبر اور سوراخ ہے، لہذا اس میں تو کوئی چیز کلیتہً داخل کر دی جائے تو بالاتفاق روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ قُبُل کے عنوان کے تحت گزرا اور اس میں مثانہ وغیرہ سے متعلق کوئی بحث نہیں کی گئی، البتہ مرد کی پیشاب کرنے کیلئے جو جگہ (یعنی ذکر) ہے اس میں ایسا سوراخ نہیں جس میں بلا تکلف انگلی وغیرہ چلی جائے لہذا یہ منفذ معتبر نہیں۔طحطاوی علی الدر میں ہے:

(قوله فی احلیله)هو مخرج البول من الذكر منح ويطلق على مخرج

اللبن من الثدی کمافی البحر (طحطاوی علی الدر ۱/۴۵۲)

ترجمہ: مصنف کا قول: (اپنے احلیل میں) احلیل مرد کی پیشاب نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں منخ ،اور اس کا اطلاق عورت کے پستان پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ بحر میں ہے۔

نیز البحر الرائق میں ہے:

وفي شرح المجمع لابن فرشته الإحليل مخرج البول ومخرج اللبن من الثدي (البحر الرائق ۲/۴۸۸)

ترجمہ: ابن فرشتہ کی شرح مجمع میں ہے کہ احلیل پیشاب نکلنے کی جگہ اور پستان میں سے دودھ نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ مرد کا ذکر اور عورت کا پستان مخرج ہیں۔ اس احلیل میں کوئی چیز ڈالی جائے تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟ اس میں طرفین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وامام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اختلاف ہے اور ایک قول کے مطابق امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آخری عمر میں اس مسئلے میں توقف فرمالیا تھا۔ نیز امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نقل کی ہے کہ یہ حقنہ مقعد سے دواء کے دخول کی طرح ہے، لہذا اس میں بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

محیط برہانی میں ہے:

وإذا أقطر في إحليله لا يفسد صومه عند أبي حنيفة، ومحمد، خلافاً لأبي يوسف، وروى الحسن عن محمد: أنه توقف في هذه المسألة في آخر عمره. قال الفقيه أبو بكر البلخي: إنما يفسد الصوم على قول أبي يوسف: إذا وصل إلى الجوف، أما إذا كان في القصبة بعد لا يفسد،

وهكذا ذكر في المنتقى: وروى الحسن بن زياد عن أبي حنيفة: أن الصب في الإحليل بمنزلة الحقنة يفسد الصوم إذا أوصل في الجوف

(المحيط البرهانی ۳/۳۴۷)

ترجمہ: اور اگر احلیل میں قطرے ڈالتا ہے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک برخلاف امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے اور حسن رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا ہے کہ انہوں نے آخری عمر میں توقف فرمالیا تھا۔ فقیہ ابو بکر بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ ٹوٹتا ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق جب جوف تک پہنچ جائے اور اگر قصبہ ذکر میں موجود ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، یہی منتقی میں ذکر ہے۔ حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا ہے کہ احلیل میں دواء ڈالنا حقنہ کے قائم مقام ہے اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا جب یہ جوف تک پہنچ جائے۔

احلیل سے متعلق ضروری وضاحت

یہاں ایک بات تو یہ ملحوظ رہے کہ ائمہ ثلاثہ کا کسی بھی منفذ میں روزہ ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا اختلاف نہیں جیسا کہ ہم نے تمام منافذ پر تفصیلی کلام کیا ہے مرد کا ذکر چونکہ منفذ نہیں مخرج ہے چنانچہ اس میں فقہاء میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ منفذ سے متعلق یہ تفصیل اگر ملحوظ رکھی جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسی بناء پر عورت کی پیشاب گاہ میں کسی امام کا اختلاف نہیں بلکہ بالاتفاق روزہ ٹوٹنے کا حکم ہے۔ نیز ذکر کے مسئلے میں ظاہر الروایۃ کے اندر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فقط اختلاف ذکر فرمایا ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں روزہ نہیں ٹوٹے گا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ٹوٹ جائے گا اس اختلاف کی علت یا

مدار ذکر نہیں فرمایا۔ مثانہ کو مدار بعد والوں نے بنایا ہے لیکن اگر اس ذیل میں منفذ ہونے یا نہ ہونے کو مدار بنالیا جائے تو یہ بات عورت کی پیشاب گاہ میں اتفاقاً روزہ ٹوٹنے کے تناظر میں بھی راجح ہے اور ظاہر الروایۃ کے اطلاق کے بھی موافق ہے۔ بعض ائمہ کے اقوال جیسا کہ اوپر ذکر ہوئے کہ اس مخرج میں بھی وہ فساد کے قائل ہیں۔ شاید اسی بناء پر فتح القدیر میں ہے:

والمفطر الداخل من المنافذ كالمدخل والمخرج لا من المسام الذي هو خلل البدن (فتح القدير ۲/۳۳۰) دار الفكر

ترجمہ: اور روزہ ٹوٹتا ہے منافذ سے داخل ہونے والی اشیاء سے جیسا کہ مدخل اور مخرج ہیں نہ کہ مسام سے جو کہ بدن کے باریک سوراخ ہیں۔

اس میں مخرج سے کسی چیز کے دخول کو مفطر ان اقوال کی بناء پر ہی کہا گیا ہے یا شاید محقق ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ یہاں مخرج سے منفذ ہی مراد لے رہے ہوں اور دونوں مترادف الفاظ ہوں۔ نیز طرفین رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک ذکر سے داخل شئ مفطر نہیں۔ کتب فقہ میں اس اختلاف کے مدار پر یہ بحث موجود ہے:

فقد وقع عند أبي يوسف رحمه الله تعالى أن من المثانة إلى الجوف منفذ حتى لا تقدر المرأة على استمساك البول والأمر على ما قالا فإن أهل الطب يقولون البول يخرج رشحا وما يخرج رشحا لا يعود رشحا وبعضهم يقول هناك منفذ على صورة حرف الخاء فيخرج منه البول ولا يتصور أن يعود فيه شيء مما يصب في الإحليل

(مبسوط سرخسی ۳/۶۸)

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ بات واقع ہوئی ہے کہ مثانہ سے

جوف تک منفذ ہے یہاں تک کہ عورت پیشاب روکنے پر قادر نہیں اور معاملہ وہی ہے جو ان دونوں (طرفین رحمہما اللہ) نے فرمایا کیونکہ اہل طب کہتے ہیں کہ پیشاب رستا ہے اور جو چیز رس کر نکلے وہ رس کر واپس نہیں جاتی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہاں خاء کی صورت میں منفذ ہے پس اس سے پیشاب نکلتا تو ہے لیکن یہ متصور نہیں کہ احلیل میں ڈالی گئی کوئی چیز وہاں سے واپس لوٹے۔

فتح القدیر میں ہے:

فإن قول أبي يوسف بالإفساد إنما هو بناء على قيام المنفذ بين المثانة والجوف فيصل إلى الجوف ما يقطر فيها وقوله بعدمه بناء على عدمه والبول يترشح من الجوف إلى المثانة فيجتمع فيها أو الخلاف مبني على أن هناك منفذا مستقيما أو شبه الحاء فيتصور الخروج ولا يتصور الدخول لعدم الدافع الموجب له بخلاف الخروج وهذا اتفاق منهم على إناطة الفساد بالوصول إلى الجوف ويفيد أنه إذا علم أنه لم يصل بعد بل هو في قصبة الذكر لا يفسد وبه صرح غير واحد قال في شرح الكنز وبعضهم جعل المثانة نفسها جوفا عند أبي يوسف

(فتح القدير ۲/۲۴۴) دار الفكر

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے میں جو روزہ ٹوٹنے کا قول کیا ہے وہ اس بناء پر ہے کہ مثانہ اور جوف کے درمیان منفذ موجود ہے پس جوف تک پہنچتا ہے جو احلیل میں ٹپکایا جائے اور روزہ نہ ٹوٹنے کا جن حضرات نے قول کیا وہ اس بناء پر کہ ان کے درمیان منفذ نہیں اور پیشاب رستا ہے جوف سے مثانہ تک، پس اس میں جمع ہو جاتا ہے یا اختلاف اس بات پر مبنی ہے کہ

یہاں سیدھا یا حاء کی شکل میں منفذ ہے پس اس سے نکلنا ممکن ہے اندر جانا ممکن نہیں کیونکہ دافع موجود نہیں جو یہ کرتا ہے برخلاف نکلنے کے اور یہ ان سب کا اتفاق ہے کہ روزہ فاسد ہو جائے گا جب جوف تک پہنچ جائے اور یہ بھی فائدہ دیتا ہے کہ جب یہ معلوم ہو جائے کہ جوف تک نہیں پہنچا بلکہ قصبہ ذکر میں ہے تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور ایک سے زائد نے یہ تصریح کی ہے، شرح کنز میں کہا کہ بعض نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نفس مثانہ کو ہی جوف قرار دیا ہے۔

اب دیکھیں چونکہ ذکر مخرج ہے لہذا اس میں داخل شئ مفطر ہوگی یا نہیں؟ اس ذیل میں جسم کے اندر مثانہ سے جوف تک منفذ ہونے یا نہ ہونے کو مدار بنایا گیا ہے کیونکہ خود ذکر میں دخول جب تک اندر مثانے تک نہ پہنچے بالاتفاق مفطر نہیں جیسا کہ فتح القدیر کی عبارت میں اس کی صراحت گزری، نیز شامیہ میں مقعد، فرجِ داخل اور ذکر میں فرق ان الفاظ میں ذکر ہے:

وعلى قول أبي يوسف وإن كان لها منفذ إلى الجوف إلا أن المنفذ الآخر المتصل بالقصبة منطبق لا ينفتح إلا عند خروج البول فلم يعط للقصبة حكم الجوف (شامية ۲/۴۰۰)

ترجمہ: اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اگرچہ مثانہ کا جوف تک منفذ ہے مگر یہاں ایک اور منفذ ہے جو قصبہ ذکر کے ساتھ متصل ہے اور وہ نہیں کھلتا مگر پیشاب نکلنے کے وقت پس قصبہ کو جوف کا حکم نہیں دیا گیا۔

ذکر منفذ نہیں نیز قصبہ ذکر کے ساتھ متصل ایک وال ہے وہ صرف پیشاب نکلنے کے وقت کھلتا ہے یا بتکلف کوئی ٹیوب وغیرہ اندر ڈالیں ورنہ وہ بند رہتا ہے، لہذا قصبہ ذکر

میں رکھی جانے والی شئی مفطر نہیں۔

مثانہ سے جوف تک منفذ کا جو اختلاف ہے یہ طرفین رحمۃ اللہ علیہما اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان بعد کے فقہاء کا بیان ہے۔ائمہ مذہب سے اس بارے میں کوئی تصریح نہیں جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مبسوط میں صرف یہ نقل کیا ہے:

وان اقطر فی احلیله فلا قضاء علیه وقال ابو یوسف علیه القضاء ثم ان محمدا شك فی ذلك ووقف فیه (مبسوط للامام محمد ۲/۲۱۲)

ترجمہ: اگر احلیل میں قطرہ ڈالے تو اس پر قضاء نہیں اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس پر قضاء ہے پھر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اس میں شک ہوا اور انہوں نے اس میں توقف فرمالیا۔

دیکھیں اس عبارت میں مسئلے کی کوئی علت ظاہر الروایۃ میں ذکر نہیں یہ تمام بحث بعد والوں نے کی ہے البتہ اگر ہم ائمہ مذہب سے یہ اختلاف مثانہ سے جوف تک منفذ کا مان بھی لیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف منافذ کے اصول معتبرہ میں نہیں بلکہ مخرج میں ہے جس سے کسی شئی کا اندر جانا یا نہ جانا ایک محل نظر مسئلہ ہے اور فقہاء کرام نے اس پر نظر کر کے مختلف تعبیرات اختیار فرمائی ہیں اور یہ تعبیرات کا اختلاف ہے حقیقی اختلاف نہیں یعنی فقہاء نے یہ دیکھا کہ یہ ذکر خود تو منفذ نہیں لہذا اس کے اندر مثانہ سے جوف تک منفذ کو مدار بنایا جائے۔باقی مسلّمہ چھ منافذ میں کسی امام نے اندرونِ جسم پر مسئلہ کا مدار نہیں رکھا بلکہ سب اس اصول "الصوم مما دخل لا مما خرج" پر چلے ہیں اور اس ذکر کے مسئلے میں طرفین رحمۃ اللہ علیہما کا قول ہی راجح معلوم ہوتا ہے جسے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اظہر بھی قرار دیا ہے اور جدید طب بھی اس کی مؤید ہے کہ مثانہ سے جوف تک منفذ یا نالی وغیرہ نہیں۔نیز احلیل کے مسئلے میں فقہاء کا یہ بیان کرنا کہ یہ مسئلہ طب کے باب سے ہے

اور ساتھ ائمہ مجتھدین کے مذھب کو نقل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حضرات طب کے دروازے کو بند کرنا چاہتے تھے یعنی ہمیں اپنے ائمہ پر مکمل اعتماد ہے اسی لئے کان، ناک اور آنکھ وغیرہ کہیں ان حضرات نے طب کا ذکر نہیں کیا صرف احلیل کے مسئلے میں یہ بتا دیا کہ اندرونی ساخت طب کا مسئلہ ہے جس سے فقہ میں نہ بحث ہوتی ہے اور نہ مسئلے کا مدار کسی طبی تحقیق پر رکھا جاتا ہے۔ اسی احلیل میں فقہاء کی اس صراحت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ پورا "باب ما یفسد الصوم و مالا یفسدہ" جدید طبی تحقیقات کا محتاج ہے یہ محل نظر ہے۔

(۲) پستان

عورت کے پستان کا ذکر فقہاء نے نہیں کیا نہ اس میں کسی اتفاق کا ذکر ہے اور نہ اختلاف کا، البتہ اسی احلیل کی تعریف میں فقہاء نے یہ ذکر کیا ہے کہ احلیل یعنی مرد کی پیشاب گاہ مخرج ہے نیز عورت کا پستان بھی مخرج ہے یعنی ان سے پیشاب یا دودھ نکل تو سکتا ہے لیکن بلا تکلف داخل نہیں ہوسکتا چنانچہ مشکوۃ شریف کی ایک حدیث سے بھی پستان کی یہ تعریف (مخرج ہونا) ثابت ہوتی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يلج النار من بكى من خشية الله حتى يعود اللبن في الضرع ولا يجتمع على عبد غبار في سبيل الله ودخان جهنم رواه الترمذي (مشكوة ۳۳۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہنم میں داخل نہ ہوگا وہ شخص جو اللہ کے ڈر سے رویا یہاں تک کہ دودھ تھن میں واپس لوٹ جائے اور ایک انسان پر اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا

دھواں جمع نہیں ہو سکتے۔

تھن سے دودھ نکل تو سکتا ہے لیکن واپس نہیں جا سکتا، لہذا یہ دونوں (احلیل اور ثدی) مخرج ہیں اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پستان میں راجح قول کے مطابق اگر کوئی چیز داخل کرتے ہیں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ طحطاوی علی الدر میں ہے:

(قوله فی احلیله)هو مخرج البول من الذكر منح ويطلق على مخرج اللبن من الثدی كمافی البحر (طحطاوی على الدر ۱/۴۵۲)

ترجمہ: مصنف کا قول: (اپنے احلیل میں) احلیل مرد کی پیشاب نکلنے کی جگہ کو کہتے ہیں منح، اور اس کا اطلاق عورت کے پستان پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ بحر میں ہے۔

ایک ضروری تنبیہ

یہاں تک منافذ، مسام اور مخارج کی بحث مکمل ہوئی اور یہ بات ہم نے تمہید میں بھی ذکر کر دی تھی اور ان تمام ابحاث کے منقح ہونے کے بعد ہم پھر ذکر کر دیں کہ شریعت نے تمام منافذ واضح اور سہل بنائے ہیں اور منافذ کے کسی مسئلہ میں فقہاء نے اطباء کا ذکر نہیں کیا مخرج کا ایک مسئلہ احلیل چونکہ محل نظر تھا اور مختلف فیہ بھی لہذا اس میں فقہاء نے صرف یہ کہہ دیا کہ یہ طب سے متعلق ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ فقہاء نے یہ کہا ہو کے مفطرات صوم کے تمام مسائل طبیب کی رائے کے محتاج ہیں، نیز ذکر کا مسئلہ بھی محتاج نہیں اس کا حکم بھی مصرح ہے، البتہ اس میں جدید طب کو ہم مؤید مان لیں گے اور اسی بناء پر ہم طرفین رحمہما اللہ کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے روزے کو فاسد قرار نہیں دیں گے یہی مزاج شریعت اور فقہ سے ہم آہنگ ہے ہر جگہ جدید طب کو داخل کرنا درست نہیں اور اطباء

کی رائے آئے دن ویسے بھی تبدیل ہوتی رہتی ہیں لہذا ان کی آراء پر مدار نہیں رکھا جائے گا اور نہ ایسی کوئی ضرورت ہے بلکہ ہم نے تمام منافذ کو نصوص احادیث سے ثابت کر کے دکھایا ہے نیز مسام کا مفطر نہ ہونا بھی منصوص ہے اور یہ اصول بھی ہم نے ابتداء تمہید میں ذکر کر دیا کہ منافذ سے داخل شئ مفسد ہوگی چاہے وہ مفید ہو یا نہ ہو نیز مسام سے داخل شئ مفسد نہ ہوگی چاہے وہ کتنی ہی مفید کیوں نہ ہو۔

انہیلر

اس بحث سے یہ بات بھی بطریق احسن ثابت ہوگئی کہ منافذ معتبرہ سے داخل شئ مفطر ہے چاہے اس میں صلاح بدن نہ ہو نیز منافذ غیر معتادہ سے داخل کرنا مفسد ہے تو منفذ معتاد یعنی منہ سے کسی صالح للبدن شئ کا داخل کرنا بدرجہ اولیٰ مفسد ہوگا اس میں کسی دو رائے کا امکان ہی نہیں، لہذا یہ کہنا کہ انہیلر میں دمہ کے مریض جو دوائی لیتے ہیں اور جس کا معمولی قطرہ منہ میں چلا جاتا ہے اسے مفسد قرار نہ دیا جائے یہ سخت محل نظر ہے کیونکہ دواء منہ سے اندر جا رہی ہے اور مفید للبدن بھی ہے اس پر تو یہ بحث ہونی چاہیے کہ کفارہ آئے گا یا نہیں؟ چہ جائیکہ ہم یہ بحث کریں کہ یہ مفسد ہے یا نہیں؟

انہیلر کو آنسوؤں کے قطروں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہاں دو باتیں ہیں:

(۱) آنسو اپنے جسم سے متولد ہیں اگرچہ آنکھوں سے بہہ کر منہ میں داخل ہو رہے ہیں جبکہ انہیلر ایک خارجی دواء ہے جسم سے متولد نہیں، یہ ایسا ہی ہے جیسے تل کا مسئلہ ہے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ تل وغیرہ اگر روزے دار کے منہ میں رہ جائیں اور سحری کے بعد نگل لے تو وہ معفو عنہ ہے لیکن خارج سے اگر تل کا ایک دانہ بھی نگلتا ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ مبسوط میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وان كان سمسمابين اسنانه فابتلعهاقالا لاقضاءعليه لان ذلك مغلوب لاحكم له كالذباب وان تناول سمسما ابتداء افطر(مبسوط للامام محمد ۲/ ۳۳۱)

ترجمہ:اور اگر تل دانتوں کے درمیان ہو پس وہ اسے نگل لے تو وہ دونوں فرماتے ہیں کہ اس پر قضاء نہیں کیونکہ وہ مغلوب ہے اس کا کوئی حکم نہیں مکھی کی طرح اور اگر تل ابتداءً کھالے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(۲) آنسوؤں کے بھی ایک یا دو قطرے معفو عنہ ہیں اگر منہ میں ملوحت (نمکین) محسوس ہو تو وہ مفسد ہے بلکہ امام قاضیخان رحمۃ اللہ علیہ نے تو مطلقاً آنسو کے حلق میں دخول کو مفسد قرار دیا ہے البتہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تاویل کر کے یہ فرمایا ہے کہ ایک دو قطرے معفو عنہ ہوں گے اس سے زیادہ مفسد ہوگا۔شامیہ میں ہے:

قال الحصكفي:(أو دخل حلقه مطر أو ثلج) بنفسه لإمكان التحرز عنه بضم فمه بخلاف نحو الغبار والقطرتين من دموعه أو عرقه وأما في الأكثرإن وجد الملوحة في جميع فمه واجتمع شيء كثير وابتلعه أفطر وإلالا۔

قال ابن عابدين تحته:قوله (فإن وجد الملوحة في جميع فمه الخ) بهذا دفع في النهر مابحثه في الفتح من أن القطرة يجد ملوحتها فالأولى الاعتبار بوجدان الملوحة لصحيح الحس إذ لا ضرورة في أكثر من ذلك ولذا اعتبر في الخانية الوصول إلى الحلق ووجه الدفع ما قاله في النهر من أن كلام الخلاصة ظاهر في تعليق الفطر على وجدان الملوحة في جميع الفم ولا شك أن القطرة والقطرتين ليستا كذلك وعليه يحمل ما

في الخانية وفي الإمداد عن خط المقدسي أن القطرة لقلتها لا يجد طعمها في الحلق لتلاشيها قبل الوصول (شامية ۲/۴۰۴)

ترجمہ: علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (یا داخل ہو جائے اس کے حلق میں بارش یا برف) خود کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے منہ بند کر کے برخلاف غبار اور آنسو کے دو قطروں یا پسینے سے بچنا اور جہاں تک تعلق ہے اکثر کا اگر یہ ملوحت محسوس کرے پورے منہ میں اور زیادہ مقدار جمع ہو جائے اور اسے نگل لے تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں (مصنف کا قول: اگر ملوحت پائے پورے منہ میں الخ) اسی طریقے سے نہر میں دفع کیا ہے اس بحث کو جو ابن الھمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح (القدیر) میں کی ہے کہ ایک قطرے کی ملوحت بھی تو محسوس ہوتی ہے پس بہتر یہ ہے کہ ملوحت محسوس ہونے کا اعتبار کر لیں صحیح حس کے اعتبار سے کیونکہ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں اس لئے خانیہ میں حلق تک پہنچنے کا اعتبار ذکر ہے اور (محقق رحمۃ اللہ علیہ کی) اس بحث کو دفع اس طور پر کیا ہے جو کہ نہر میں کیا ہے کہ خلاصہ کا کلام ظاہر ہے کہ روزہ ٹوٹنا معلق ہوگا ملوحت محسوس کرنے پر پورے منہ میں اور اس میں شک نہیں کہ ایک دو قطرے ایسے نہیں ہوتے (کہ ملوحت محسوس ہو) اور جو خانیہ میں ہے (حلق تک پہنچنے والی بات) اسے اس پر محمول کیا جائے گا اور امداد میں خط مقدسی سے منقول ہے کہ ایک قطرے کے کم ہونے کی وجہ سے وہ حلق میں اس کا ذائقہ محسوس نہیں کرے گا کیونکہ وہ پہنچنے سے قبل فنا ہو جائے گا۔

آنسو کے قطرے منہ میں چلے جائیں تو اسے فقہاء نے غبار کی طرح قرار دیا

ہے اور اس سے بچنے میں چونکہ حرج ہے لہذا یہ معفو عنہ ہیں جبکہ انہیلر اختیاری شئ ہے جب بارش کا پانی منہ میں جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو انہیلر سے بدرجہ اولیٰ ٹوٹ جائے گا کیونکہ یہ تو دوائی بھی ہے[1]۔

لہذا انہیلر لینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور احتیاط بھی اسی میں ہے کیونکہ اگر روزہ ٹوٹ گیا ہو اور ہم یہ کہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹا تو خطرناک بات ہے نیز فاسد قرار دے کر تشبہ بالصائمین کرنا ویسے ہی ضروری ہے لہذا فدیہ دے گا اگر بعد میں رکھنے کی طاقت نہ ہو اور فدیہ کوئی اتنا زیادہ نہیں سو روپے کے لگ بھگ ہے۔ پورے رمضان کا فدیہ بھی تقریباً تین ہزار بنتا ہے البتہ اگر روزہ ٹوٹ گیا ہو اور ہم کہیں کہ نہیں ٹوٹا تو وہ بندہ نہ فدیہ دے گا اور عند اللہ اگر روزہ اداء نہ ہوا تو مؤاخذہ بھی ہوگا چنانچہ قرین مصلحت یہ ہی ہے کہ روزہ فاسد قرار دیا جائے اور منفذ معتاد سے داخل شئ کو بھی غیر مفسد قرار دینے پر بحث نہ کی جائے اور ایسے دائمی مریضوں کو سمجھا دیا جائے کہ آپ کو انہیلر لینا ضروری ہے لہذا آپ انہیلر لیں لیکن اس سے آپ کا روزہ ٹوٹ جائے گا اس کے بعد آپ روزہ داروں کے ساتھ مشابہت کرتے ہوئے کچھ کھائیں اور نہ کچھ پئیں، بعد میں اس روزے کا فدیہ دے دیں۔

خلاصہ کلام

آخر میں بندہ یہ بات واضح کر دینا مناسب سمجھتا ہے کہ اس پورے باب کا اصل مدار منفذ اور مسام وغیرہ کی تعیین پر ہے، جو ہم نے کی ہے۔ باقی جزئیات (منہ سے قے

---

[1] (أو دخل حلقه مطر أو ثلج) بنفسه لإمكان التحرز عنه بضم فمه بخلاف نحو الغبار (الدر المختار ۲/ ۴۰۳)

نگلنے یا تھوک یا خون وغیرہ نگلنے کے مسائل) یہاں زیرِ بحث نہیں ۔ان میں اگر کوئی اختلاف تعدی ہونے یا نہ ہونے کی بناء پر ہے یا دیگر کوئی جزوی اختلاف ہیں تو ان کے جواب دیئے جا سکتے ہیں ہمارا مطمح نظر یہاں یہ واضح کرنا ہے کہ منفذ سے کسی بھی چیز کا ادخال یا صالح چیز کا دخول مفسد ہے۔ یہ اصول حدیث سے بھی مستنبط ہے نیز فقہاء نے اسکی تصریح فرمائی ہے اور مختلف مسائل میں اس اصول سے استدلال کیا ہے۔

مفطرات صوم سے متعلق طویل بحث اس لیے کی گئی تا کہ جو شبہات بعض معاصرین کو ہو رہے ہیں ان کو زائل کیا جائے ۔جدید طب کی آڑ میں تمام مسائل کو تبدیل کرنا سخت قابل اشکال بات ہے شریعت میں طبیب کے قول کی حیثیت ہم نے ابتداء میں واضح کر دی تھی ،نصوص سے استدلال کر کے اس طرح مکمل مفطرات کی بحث تیار کر کے پیش کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہی ہے کہ جدیدیت کے اس دروازے کو بند کیا جائے اور اپنے فقہاء اور ان کے مذہب پر اعتماد بحال کیا جائے کیونکہ اگر یہ ہی صورتحال رہی تو کل D.N.A ٹیسٹ ،عدت اور حیض کے مسائل اور اس کے بعد دیگر جدید تحقیقات کو مختلف مسائل میں حجت مان لیا جائے گا اور ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کے پاس ان اشیاء کی عدم دستیابی کو دلیل بنا کر پیش کیا جائے گا جو کہ کسی بھی طور پر قابل قبول نہیں بلکہ فقہ پر ایک جرأت ہے اور اس کے مقابلے میں فقہ حنفی اور فقہاء کا دفاع بندہ اپنا فرض سمجھتا ہے اور اس میں کسی قسم کا تساہل روا نہیں ۔طب زیادہ سے زیادہ ادنی مؤید بن سکتی ہے جیسا کہ ہم نے احلیل کے مسئلے میں ذکر کیا کہ طرفین رحمۃ اللہ علیہما کے قول کی تائید طب کی تحقیق سے بھی ہوتی ہے لیکن مدار طبی تحقیق نہیں ،تمام شرعی دلائل منقول ہیں۔

جدید طب کی تحقیق پر عمل کرتے ہیں تو سارے مسائل ہی الٹ جائیں گے اور کل سب ختم ہو جائے گا۔جن مسائل میں کتب فقہ میں نصوص نقل نہیں ہمارا کام تو یہ ہے کہ

ان کے نصوص تلاش کریں۔آپ ھدایہ کو دیکھ لیں جو نصوص صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ مسائل کے لائے ہیں ان میں سے اکثر پر علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "لم اجد" مجھے نہیں ملا لیکن ظاہر ہے علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کو نہ ملنے سے وہ نص کالعدم نہیں ہوا بلکہ ہمیں یقین ہے کہ وہ نص اور اس کے علاوہ دیگر نصوص ہمارے امام کے سامنے ہوں گے جب ہی انہوں نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے۔فقیہ کے ذمے ہے کہ وہ نص سے مسئلہ مستنبط کرے، جدید طب اور احتمالات کا فقہ میں دخل نہیں۔نیز جسم کے اندر کا تمام نظام سیل پیک ہوتا ہے اگر جسم کو زندہ یا مردہ حالت میں کھول دیا جائے تو وہ سیل کھل جاتی ہے جس کے بعد آپ قطعاً صحیح طور پر ہر عضو کی ہیئت اور کام معلوم نہیں کر سکتے بسا اوقات اعضاء سکڑ جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

سوالات کے جوابات کا خلاصہ

ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بندے نے جو تحقیق نقل کی ہے اس کے تناظر میں آپ کے سوالوں کے جواب یہ ہیں۔

(۱) شریعت کے نصوص اور فقہاء کی تصریحات کے مطابق منہ، ناک، کان، دبر، فرجِ داخل اور قُبل چھ منافذ ہیں اسکے علاوہ آنکھ، ناف اور پورے جسم کے چھوٹے سوراخ مسام ہیں نیز ذکر اور پستان مخرج ہیں۔جدید میڈیکل کی روشنی میں اس پر از سرِ نو غور نہیں ہوسکتا، یہ شرعی تعینات ہیں۔منافذ سے مطلقاً ادخال یا صلاح بدن والی شئ کا دخول مفسدِ صوم ہے اور اس پر مفصل تحقیق ہماری تحریر میں موجود ہے۔

(۲) جوفِ دماغ سے جوفِ معدہ تک راستے کا ذکر بعض فقہاء نے آمّۃ، جائفۃ کے مسئلے میں کیا ہے استنشاق وغیرہ کے مسائل میں مطلقاً جوفِ دماغ تک چیز کا پہنچنا ہی مفسد قرار دیا ہے۔مبسوط، خانیہ، بحر وغیرہ کے حوالے سے اسکی تصریح ہم نے اپنی تحریر میں

کی ہے کہ جوفِ دماغ خود جوف معتبر ہے نیز جوفِ معدہ تک راستے والی بات کی توجیہ بھی ہم نے نقل کی ہے لہذا دماغ تک کسی دواء کا پہنچنا ہی مفسد ہے نیز "الصوم مما دخل" اصول ہے جو حدیث سے مستنبط ہے جوفِ معدہ تک ہر چیز کا پہنچنا ضروری نہیں۔

(۳) کان منفذ ہے اس پر مفصل تحقیق اور پانی داخل کرنے کے مسئلے میں بعض تعارضات کا محقق دفیعہ ہم نے اپنی تحریر میں ذکر کیا ہے کان سے داخل کردہ شئ مفسدِ صوم ہوگی اس میں کان کا پردہ ہونے یا نہ ہونے کے احتمالات میں نہیں پڑا جائے گا کیونکہ شریعت ظاہر کی مکلف ہے اس مسئلے میں شبہات پیدا کرنا محل نظر ہے۔

(۴) آنکھ منفذ نہیں مسام ہے نیز احادیث کے نصوص صریحہ اور مختلف آثار نیز فقہاء کے بیان کردہ اصول وتصریحات کی روشنی میں آنکھ میں دواء، سرمہ یا کوئی بھی شئ ڈالنا مفسد نہیں اتنے پختہ دلائل ہونے کے باوجود اندرونی ساخت میں پڑنا درست نہیں بلکہ فقہاء نے تو حلق میں سرمہ کا ذائقہ اور رنگ محسوس ہونے کے باوجود روزہ نہ ٹوٹنے کی صراحت کی ہے لہذا اس معاملے میں کسی جدید طبی تحقیق کو درمیان میں لانا محلِ نظر ہے جو قطعاً تسلیم نہیں۔

(۵) انہیلر مفسدِ صوم ہے منفذ معتاد "منہ" سے ایک خارجی شئ اندر جارہی ہے اسے عدم مفطر قرار دینا مشکل ہے۔ تِل کا مسئلہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مصرح ہے کہ تِل کا دانہ کھانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اس ذیل میں غبار یا دھوئیں کے حوالے دینا درست نہیں وہ حوالے ضرورت کے مقام کے ہیں اور ان کا مقیس مواضع ضرورت ہیں خارج سے منہ کے ذریعے دواء لینا مواضع ضرورت میں سے نہیں۔

(۶) مرد کی نائزہ (پیشاب کی نالی) مخرج ہے منفذ نہیں جیسا کہ طحطاوی اور بحر

میں ذکر ہے، لہذا اس میں فقہاء احناف کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے لیکن طبی اعتبار سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ترجیح دی ہے اور ''اظہر'' قرار دیا ہے نیز جدید طبی تحقیق بھی اسی کی تائید کرتی ہے تو اس ذیل میں ہم اسی کو راجح قرار دیں گے کہ روزہ نہیں ٹوٹے گا اور جدید طبی تحقیق کو مؤید قرار دیں گے۔

(۷) عورت کی فرج (موضع جماع) میں دواء ڈالنا مفسدِ صوم ہے کیونکہ فرج داخل منفذ ہے اسکی تصریحات ہم نے اپنی تحریر میں ذکر کردی ہیں نیز قُبل (عورت کی پیشاب گاہ) میں دواء ڈالنا بھی بالاتفاق مفسد ہے قُبل کا تعلق مثانہ سے ہے اور فرج کا رحم سے اور دونوں میں فقہاء نے روزہ ٹوٹنے کی تصریح کی ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور یہ اختلاف نہ ہونا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ہم منفذ میں اس بحث میں نہیں پڑیں گے کہ اندرونی ساخت کیا ہے؟ جبکہ رحم سے متعلق تو جدید طبی تحقیق بھی کہتی ہے کہ ایک نالی معدے تک موجود ہے۔

(۸) مقعد میں داوء ڈالنا مفسدِ صوم ہے اور یہ اتفاقی مسئلہ ہے اس کا معدے تک پہنچنا ضروری نہیں جیسا کہ فتح القدیر اور شامیہ میں مقعد اور فرج داخل سے متعلق صراحت موجود ہے کہ ان میں دواء رکھنا ہی مفسد ہے۔ نیز معدہ دواء کے اثرات کھینچتا ہے فقہاء نے اس بات کی بھی تصریح کی ہے لہذا مقعد میں ڈالی گئی دواء مفسدِ صوم ہوگی تفصیل ہماری تحریر میں ملاحظہ ہو۔

(۹) کسی بھی قسم کا انجکشن یا ڈرپ مفسدِ صوم نہیں کیونکہ یہ مسام کے ذریعے بدن میں پہنچتی ہے اب چاہے اس میں کتنی ہی غذائیت ہو اسے مفسدِ صوم قرار نہیں دیا جائے گا۔ اسکی مفصل تحقیق ہماری تحریر میں موجود ہے۔

هذا ما ظهر لی من الفتاح الوهاب

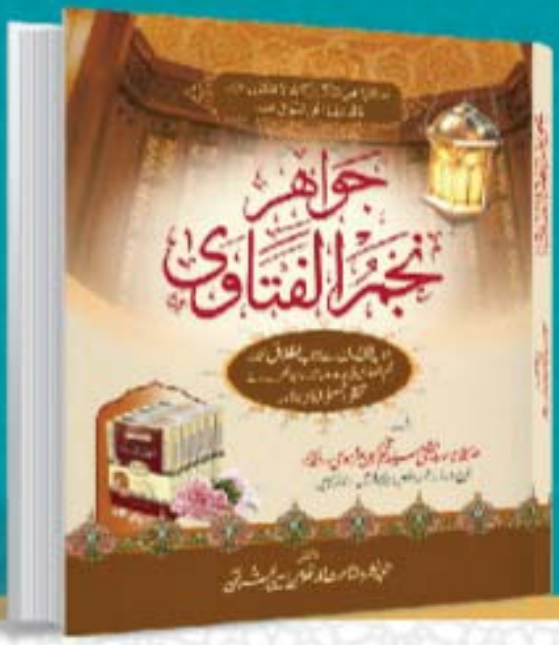

ملک کے مشہور درج ذیل مکاتب اور دیگر اسلامی کتب خانوں سے طلب فرمائیں۔

کراچی: ادارۃ النور (اسٹاکسٹ) 021:34914569

شعبہ نشر واشاعت دار العلوم یاسین القرآن 0301:2113944

لاہور: مکتبہ رحمانیہ 042:37221395

اسلام آباد: مکتبہ فریدیہ 051:2653178

ملتان: مکتبہ امدادیہ 061:4544965

پشاور: مکتبہ عمر فاروق 0311:8845717

پنڈی: اسلامی کتب گھر 051:4830451

کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ 0333:7825484

Design by: Al Khalid
+92 (0) 321 8711407